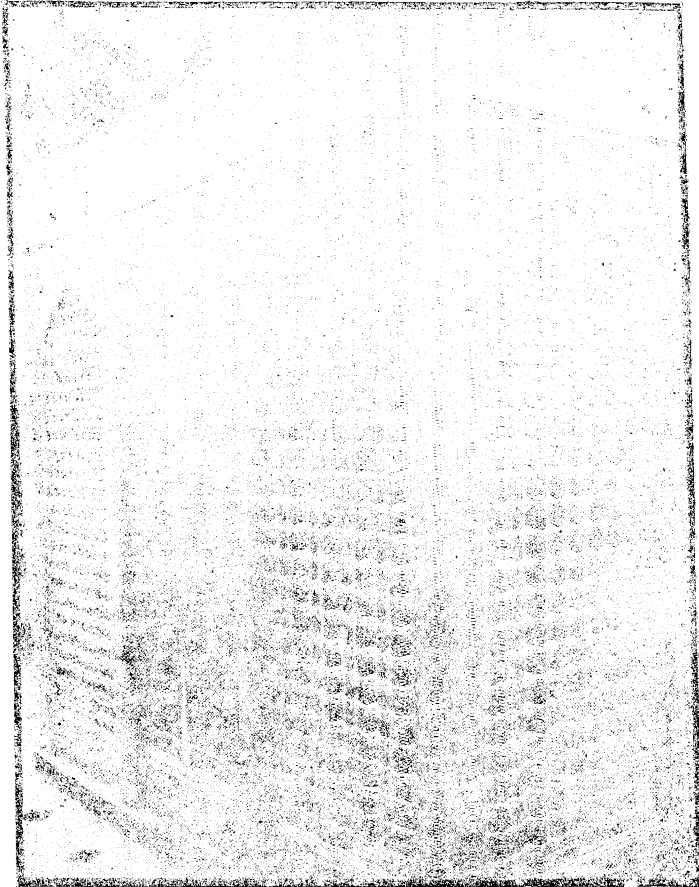




اوشاد سرود عالم شاد و حب رفاقت سرور و دولت و آفتاب و شب و قناریات
آفتاب و آفتاب و آفتاب و آفتاب نور قلب و نور چشم شاد و عبد القادر



الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

اين باگا و حضرت غوث الثقلین
نستکر حید و نسل حسنین

بعد اوشاد شریف میں مزار اقدس حضرت غوث اعظم کے اطراف سنہری عالی کا مکتب

علی پر جو عمارت آیات کسب سیارہ و سحر صفت کی سید علی اور باہلی جانب کتب خانہ
ان کے عمارت و عمارت پائین چالیس کنہ جاری شمار جو یہی بہترین پروریت لکھیا گیا ہے

عنه الرسالة سر الامرار من تأليفات سيدنا شيخ الاسلام والمسلمين
الشيخ عبدالقادر الجيلاني قدس الله سره ونفعنا الله والمسلمين

من بركاته بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وصلی الله علی سیدنا محمد وآله وصحبه وسلم نلبیما کثیر الیوم
الذین الحمد لله القادر العظیم الناظر الحلیم الجواد الکریم الرب الرحیم
منزل المذکر الحکیم والقرآن العظیم علی البعوث بالذین القیوم والفرط
المستقیم خاتمة الرسالة الهادی من الضلالة الشرف المرسل باشراف
الکتاب الحامض والعجم محمد النبی صلی الله علیه وسلم وعلی
آل المهتدین رحمة الله الابرار المنجین وسلم نلبیما وهد کثیر
کثیرا وبعث فان العلم اشرف منقبة واجل مرتبة واهی مغفرا وارج
منجرا اذ به یتوصل الی توحید رب العالمین وتصفین الانبیاء والمرسلین
خواص عباد الله الذین اجتباهم الی معالم دینه وهداهم بزیادة الفضل
آثرهم واصطفاهم وهم ورثة الانبیاء وخلقناهم وائمة سادات
المسلمین وعرفناهم كما قال الله فتاتم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا
من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقصد ومنهم سابق بالخیرات الازلیة
كما قال النبی صلی الله علیه وسلم العلماء ورثة الانبیاء والعلم خیرهم اهل
النساء الیوم البقیة وقال النبی صلی الله علیه وسلم بعث الله العبد
یوم البقیة ثم بعث العلماء فبقولهم العلماء الی الله اعلم فیکم

مکتبة المدرسة الفادریة العامة

بفاد شریف میں محفوظ واحد قلمی نسخہ "سیر الکرام" کے پہلے صفحہ کا عکس بطور نمونہ پیش ہے

المحیی
 "و فی السر انما"
 از بابی اورستین میں جلوہ گر ہوں (حدیث قدسی)

سید احمد

سالیف شریف

منظر انوار ربانی، واقف اسرار پندہانی، شہباز لامکانی، سید لثانی
 حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حسنی الحسینی الجعفری الجبلی رضی اللہ عنہ
 مع اردو ترجمہ

قادر

ترتیب ترجمہ، ترجمہ

قاضی شاہ عظیم علی صوفی قادری
 یا ہمت عامر

سید شاہ مارون الجبلی الجبلی

جمہ حق بحی مترجم محفوظین

- کتاب ۱ سرالاسرار ، ترجمہ = نورالانوار
تالیف : حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ
تقدیم : علامہ شاہ طاہر صاحب رضوی قادری شیخ الجامعہ نظامیہ
ترتیب ترجمہ تحشیہ : قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری
کتابت : سرورق عربی متن، مقدمات : حافظ شاہ تفسیری علی صوفی حیدر قادری فرزند مترجم
اردو عبارت : عبدالقادر صاحب خوشنویس و کاتب لکی پریس چھپتہ بازار۔
طباعت : لکی پریس چھپتہ بازار حیدرآباد
اشاعت : جمادی الاخری ۱۲۶۲ھ جمادی الاولی ۱۹۹۰ء
تعداد : ایک ہزار - ضخامت = ۲۱۶ صفحات
مدیہ : اکیس روپے سکھند (Rs. 21/-)

کتاب ملنے کے پتے

۱. "تصوف منہل" (21-1-247) قریب ہائیکورٹ حیدرآباد آندھرا پردیش انڈیا۔ 500002
۲. "نجشہ نشن" (19-5-478/1/1) نجم نگر کشن باغ جیہ آباد آندھرا پردیش انڈیا۔ 500264
۳. اسٹوڈنٹس بک ہاؤس - چارمینار حیدرآباد۔
۴. حسانی بک ڈپلو پمچلی کسان - حیدرآباد۔
۵. مکتبہ "القلم" مسجد چوک حیدرآباد۔
۶. جامعہ نظامیہ شبلی نگر حیدرآباد۔

اس اشاعت کی انفرادی امتیازی خصوصیات



- ۱۔ مزار مبارک غنثیت مآب کے اطراف جالی اقدس کا بالکل نایاب فوٹو (غایت کردہ مولوی سید ہارون صاحب جلی الجلیانی)
- ۲۔ اسی جالی اقدس میں سہلنے اور پائیں کنندہ فارسی اشعار (عطا کردہ حضرت سید احمد صاحب قادری)
- ۳۔ بغداد شریف سے موصولہ قلمی نسخہ ”سلا سرار“ کی فوٹو کاپی کے پہلے صفحہ کا عکس بطور نمونہ۔
- ۴۔ ترجمہ قبل مولف ”سلا سرار“ کا مبارک تذکرہ۔
- ۵۔ ترتیب فہرست میں ہر فصل کے عنوان کے تحت مضامین کی ذیلی سرخیاں۔
- ۶۔ سیدھی جانب کے صفحہ پر عربی عبارت اور اس کے محاذی بائیں جانب کے صفحہ پر اسی کا اردو ترجمہ۔
- ۷۔ ہر قرآنی حوالے کیساتھ سورہ کا نام اور آیت نمبر۔
- ۸۔ کتاب میں موجود عربی اشعار کا اردو منظوم ترجمہ۔
- ۹۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات اور دیگر صوفیہ کرام کے فرمودات کے درمیان تمیز و امتیاز کیلئے جلی حروف میں ان کے اسماء گرامی اور واوین میں فرمودات۔
- ۱۰۔ ترجمہ کے بعد حواشی کے ذریعہ اصطلاحات و احوال صوفیہ کی تشریحات۔
- ۱۱۔ ان صوفیہ کا مختصر تذکرہ جن کے اقوال کے کتاب میں حوالے موجود ہیں۔

اہم انکشاف :- کتاب ہذا کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ حیدر آباد (انڈیا) کے بعض گوشوں سے شائع ”سلا سرار“ میں کس طرح پہلے تحریف اور بعد میں ایسی کئی باتوں کا اضافہ کیا گیا جن کا اصل کتاب میں وجود تک نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ان کا یہ ادا کا کہ ”مکتبہ مدرسہ قادریہ بغداد سے موصولہ نسخہ ہی کا یہ ترجمہ ہے“ ایک سفید جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔ اور ناواقف عوام کو بیوقوف بنانے کے مترادف ہے۔

تقدیم

ادیشہر رئیس المفسرین حضرت ملا اکبر شاہ طاہر صاحب رضوی قادری شیخ الجامعہ نظامیہ دامت برکاتہم العالیہ
 اللہم صل علیہ وسلم والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ آمنا بعد۔ حدیث قدسی میں ارشاد
 ربانی ہے "ان فی جسد بنی آدم لمضغۃ وفی المضغۃ قلبا وفی القلب فؤاد او فی الفؤاد نور او فی النور ستر او
 فی الستر آنا" یعنی بیشک انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اور اس گوشت کے ٹکڑے میں دل ہے اور دل میں فؤاد ہے
 اور فؤاد میں نور ہے اور نور میں ستر ہے اور ستر میں جلوہ گر ہیں "علماء کرام نے فؤاد کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ
 "دل کا ایسا لطیف جس میں عشق اور رقت کا اعتبار ہو" اور ستر کی تعریف اصل کل شیء یعنی ہر چیز کی اصل ہے
 فرمائی گئی ہے جو یہاں خالص نور مراد ہے۔ واردات قلبی کا احساس اور تجلیات باطنی کا ادراک تو اہل دل اور صاحبان
 سیرت ہر نماز کے ستر اور دل کے لطیف ترین گوشہ میں انوار ربانی کا مشاہدہ کرنا تو اخلاص الخواص صوفیہ کرام
 کا ہی خلغہ ہوتا ہے۔ سراج اولیاء قطب الاقطاب حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی رفعت و علو شان سے کون
 واقف نہیں آسمان معرفت کے شہباز اور بحر حقیقت کے غواص ہیں اس لئے ستر یعنی نور ذات کے سارے
 اسرار سے واقف و آشنائیں۔ ان ہی راز مائے مہربانہ کا انکشاف آپ نے اپنی تالیف منیف "سر الاسرار"
 میں فرماتے ہوئے گویا کہ سمندر کو کوزے میں بھر دیا ہے۔ مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صاحب صوفی قادری
 جن کی شخصیت علمی حلقوں میں جانی پہچانی ہے یقیناً بڑے خوش نصیب اور لائق مبارکباد ہیں جنہیں
 حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نادر و نایاب عربی کتاب کا اردو ترجمہ کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے
 این سعادت بزور بازو نیست و تا نہ بخشد خداے بخشنده

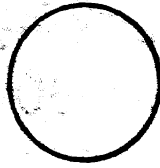
بغداد شریف سے موصولہ "سر الاسرار" کے اصل نسخہ کی فولیو کاپی دیکھنے کا مجھے موقع مل۔ معزز عربی علماء
 پر اعراب لگانے کا کام موصوف نے بڑی ذمہ داری سے انجام دیا ہے۔ چنانچہ اشاعت سے قبل عربی عبارت

کی کتابت کے پروف کو یہ نظر خائے میں نے شخصی طور پر دیکھا جس میں جہاں کہیں بھی ضرورت محسوس ہوئی میں نے نوک و پیک درست کر دیے اردو ترجمہ بھی ماشاء اللہ بہت عمدہ ہے جس میں شستہ سلیس اور عام فہم اردو زبان کا استعمال کیا گیا ہے۔ مضمون کی روانی اور تسلسل کو برقرار رکھنے کا اس خوبی سے لحاظ رکھا گیا ہے کہ عربی متن کو سہاویہ جاتے تو یہ ترجمہ نہیں بلکہ اردو میں ہی لکھی ایک علیحدہ کتاب معلوم ہوتی ہے۔ تصوف کے لطیف و نازک مضامین کی ترجمانی میں نہایت احتیاط سے کلم لیتے ہوئے جن موزوں اردو الفاظ کا انتخاب کیا گئے وہ فاضل مترجم کا ہی حق ہے کہوں ہو بھجوائے اولاد سرباب (یعنی فرزند والد کا زہوتا ہے) صوفی ابن صوفی ہیں یعنی سید الصوفیہ حضرت مفتی سید احمد علی صاحب صوفی رحمہ اللہ جیسے عالم شریعت و طریقت کو خلف باخلف ہیں کا ملین جامعہ نظامیہ میں تھے اور جن کے تصوف میں تجرعی کا صرف اس اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بانی جامعہ نظامیہ حضرت انوار اللہ خاں فضیلت جنگ قدس اپنے منتخب و محبوب تلامذہ پر مشتمل خصوصی حلقہ تصوف میں آپ کو اپنی سیدی جانتے بٹھا کر حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ علیہ کی کتاب فتوحات مکیہ آپ سر پڑھواتے اور خود بانی جامعہ اس کے لطائف و معارف کی تشریح بیان فرماتے۔

مترجم موصوف نے نہ صرف کتاب میں موجود عربی اشعار کا بالکل سلیقہ سے منظوم اردو ترجمہ کیا ہے بلکہ کتاب کے آخر میں اپنے پرمغیر حواشی کے ذریعہ موصوفیانہ تشریحات کی ہیں وہ صاحبان ذوق کیلئے بے حد پسندیدہ اور معلومات افزا ثابت ہوں گی۔ عربی عبارت کی کتابت میں فاضل مترجم کے ہی فرزند ارجمند و حافظ قرآن نے (اللہ تعالیٰ عمر و علم میں برکت دے) جگہ جگہ نہایت عقیدت کیساتھ اپنے فن خطاطی کے گل بوٹیوں کی سجاولی سے کتاب کے حسن میں اضافہ کر دیا اور اس کو نو و نعلیٰ فہم بنا دیا ہے جس کے بعد "سرائسرار" اپنے صوفی و معنوی محاسن سے آراستہ و پہرستہ ہو کر منظر عام پر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ ب تبارک و تعالیٰ مترجم موصوف کی اس سعی جمیل کو مقبول و مایہ جور فرمائے اور قبول عام عطا کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ فقط

(سید شاہ طاہر رضوی قادری)

جامعہ نظامیہ حیدرآباد
مقام انارکلی آبادی اولیٰ ۱۳۸۱ھ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

تقریظ

بلکہ گوشہ غوث الثقلین حضرت الحاج سید احمد صاحب قادری مدظلہ العالی

سابق درلذو نوڈ پراجکٹ آفیسر اقامتہ (مستقر بنوہ)

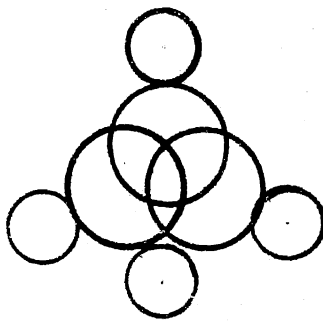
اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس اقامتہ متحدہ کے ایک عہدہ دار یعنی درلذو نوڈ پراجکٹ آفیسر کی حیثیت سے عرب ممالک میں معر اردن اور عراق وغیرہ میں یوں تو نو سال تک خدمات انجام دینے کا مجھے اعزاز حاصل رہا ہے لیکن اس دوران عراق کے متعدد مقامات بغداد شریف میں میرا تقریباً پانچ سالہ قیام میرے لئے بڑا یادگار ثابت ہوا جہاں سرکاری مصروفیات کے بعد میں اپنی فرصت کا زیادہ تر وقت میرے سجدہ پاکی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس روضہ کی روح پرور فضا میں گزارا کرتا تھا۔ حکومت عراق کے سابق وزیر نقیب الاشرف حضرت سید یوسف صاحب سے میرا ابتدائی تعارف تو بحیثیت ایک عہدہ دار اقامتہ متحدہ ہوا لیکن بعد میں جب وہ واقع ہوئے کہ میرا بعدی سلسلہ نسب بھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے تو پھر وہ میرے ساتھ نہایت مبادرانہ و مشفقانہ انداز میں ملنے لگے اور وطن کو واپسی کے وقت مزار اقد کے خلاف وغیرہ خصوصی تلبکات بھی مجھے عنایت فرمائے۔

ایک بار پھر بغداد شریف کی یاد تازہ ہو گئی جب میرے چھوٹے زاد برادر قاضی سید شاہ غلام علی صاحب صوفی قادری کی خواہش پر حضرت نقیب الاشرف سز در یو مرسلت شخصی ربط پیدا کر سکیا موقع ملا جس میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ

کی تالیف ”سرائی“ کی لیکچر نوٹوں کا پیروانہ کرنا کی درخواست کبھی معنی میں نہ آئی تھی۔ بعد ازاں یہ نسخہ محفوظ ہے
 بڑا ممنون ہوں کہ حضرت موصوف نے بلا تاخیر نوٹوں کا پیروانہ فرمادی جو صوفی صاحب کے حوالے کر دی گئی
 تاکہ وہ اردو ترجمہ کا کام مکمل کر سکیں۔ یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ برادر موصوفی صاحب نے نہ صرف
 ”سرائی“ بلکہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فارسی مکتوبات کا بھی ترجمہ مکمل کر لیا ہے جن کی اشاعت
 عمل میں آ رہی ہے۔ عربی فارسی کا اردو ترجمہ کرنے میں برادر موصوف کو بڑا ملکہ حاصل ہے جس کا
 مجھے شخصی تجربہ اس وقت ہوا جب میں تاریخ ٹیکم لکھ رہا تھا تو موصوف نے قدیم
 فارسی کتب سے اردو ترجمہ کر کے کافی مواد فراہم کیا جو بڑا مفید و کارآمد ثابت ہوا۔ دعا ہے کہ موصوف
 دین و ملت کی جو قابل قدر علمی خدمات انجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے
 اور انھیں مزید حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ فقط

(سید احمد قادری)

قادری دلا بیگم پیٹھی
 مورخہ ۲ جنوری ۱۹۹۰ء



مُبَشِّرًا وَمُحَذِّرًا وَهُدًى وَمُبَشِّرًا

تفسیر

حمد و سپاس بیکراں رب ذوالجلال کیلئے جسکی ذات کی تغیب الغیوب اور الاسرار ہے۔
 درود و سلام بے پایاں صاحب لولاک پر جنہیں ”عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“ کا نورانی بیج بخشا اور
 اپنی تجلیات کا ”نور الانوار“ بنا کر ظاہر فرمایا تو کائنات کا ذرہ ذرہ روشن ہو گیا۔ تجت و تسلیم شایاں
 اہل بیت اطہار اور اصحابِ اخیر پر جنہیں ”علم لدنی“ کے اسرار کا امین بنایا تو انھوں نے طالبانِ حق کے سینوں کو
 اپنے فیضان سے منور فرمایا۔ رحمتِ فراواں ان علماء کرام اور صوفیہ مشائخِ عظام پر جنہیں فیضانِ نبوت کا
 وارث بنایا تو انھوں نے علم و عرفان کی تابانیوں سے صاحبانِ ذوق کے قلوب کو مستنیر فرمادیا جس کا سلسلہ
 تو اتنے کیسا آج محمد رسول اللہ تک قائم ہے اور انشاء اللہ اقیامت جاری و ساری رہے گا۔

رب العزت کی عطا کردہ بیشمار نعمتوں میں علم ہی ایک ایسی نعمتِ عظمیٰ ہے جسکی بولت انسان کو دیگر
 مخلوق حتیٰ کہ فرشتوں پر بھی فضیلت عطا کی گئی۔ سورہ کہف کی آیت ”وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا“
 یعنی ”اور ہم نے اسے (خضرؑ کو) اپنا علم لدنی سکھایا“ میں حضرت خضرؑ سے منسوب جس علم لدنی کا ذکر فرمایا گیا،
 وہ شریعت کے علم ظاہر سے جدا گانہ علم باطن ہے جس کو شارحینِ حدیث نے ”علم الاسرار“ کا نام دیا ہے
 چنانچہ مشکوٰۃ کی ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو (علم
 کے برتنوں کو) یاد کیا۔ ایک برتن تو میں نے تم لوگوں میں پھیل دیا لیکن اگر دوسرا برتن (پھیل دیتا تو یہ گلا
 کاٹ ڈالا جائیگا)“ اس حدیث کی تشریح میں صاحبِ مرقاۃ نے علامہ طبرسی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ”پہلے علم
 مراد احکام و اخلاق (شرعیہ) ہے اور دوسرے علم سے مراد ”علم الاسرار“ ہے جو ناہموں سے محفوظ اور اربابِ
 معرفت کیساتھ مخصوص ہے“ طریقتِ معرفت اور حقیقتِ اس علم الاسرار ہی شاخیں ہیں جن کے بغیر

خالق حقیقی سے قلبی و روحانی تعلق پیدا کرنا ناممکن ہے اور یہ منزل مقصود محض کتابوں کی ورق گردانی سے نہیں بلکہ صرف اور صرف کاملین کی ہم نشینی و رہنمائی کے طفیل ہی نصیب ہوتی ہے۔

نہ کتابوں سے نہ کالج سے نہ زر سے پیداؤ دین ہوتا ہی بزرگوں کی نظر سے پیدا معرفت الہی کی رفعتوں کی خاطر یوں تو کئی شہبازوں نے اپنی بلند پروازیوں کا مظاہرہ کیا ہے لیکن ہر ایک کی اڑان بقدر حوصلہ و ظرف تھی اور توفیق بھی باندازہ ہمت عطا ہوئی۔

یہ تو اپنا اپنا ہے حوصلہ یہ تو اپنی اپنی اڑان ہے؛ کوئی اڑ کے رہ گیا بام تک کوئی کہان سے گذر گیا۔

ان حوصلہ مند شہبازوں میں باز شہب سیدی فی الکونین و سندی فی الدارین و جدی فی الثقلین حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حسنی الحسینی الجعفری الجبلی رضی اللہ عنہ کو بارگاہ الہی سے محبوبیت کا جو طغرا امتیاز عطا فرمایا گیا ہے وہ محتاج تعارف نہیں۔ آپ آسمان حقیقت کے وہ نیر درخشاں ہیں جس نے اپنی تابناک کرنوں سے از افق تا برفیق اجالا کر دیا آپ ہی نے عروس حیات کی برہم زلفوں کو سنوارا تو ”محی الدین“ کے لقب سے ممتاز ہوئے۔

المختصر آپ غوثیت عظمیٰ کے اس مقام رفیع پر فائز ہیں کہ بقول حضرت اسی

پوچھتے ہو شبہ جیلاں کے فضائل آئی و ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

اسی علم الاسرار کا دوسرا نام تصوف بھی ہے جس کے لطائف و اسرار پر مشتمل حضرت غوثیت مآب کی ایک بے نظیر و نایاب تالیف یعنی ”سر الاسرار“ کا آج تک صرف نام ہی سنا جاتا تھا مگر وہ الحمد للہ اب مع ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

سر الاسرار کی اشاعت کا پس منظر بھی بڑا پُر اسرار ہے اسلئے اس کا انکشاف یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے

۱۔ محکمہ تعمیرات اکنہ و شوارع کے ایک ملازم سرکار (جو بلڈنگل اور سڑکوں کی تعمیر سے کہیں زیادہ)

دوسروں کے علمی کارناموں کی بنیاد پر اپنے نام و اقبال کی عمارتیں قائم کرنے اور غیروں کے قلمی میسیل کے ذریعہ اپنی

شہرت و خود نمائی کی راہیں ہموار کرنے میں بڑے میاں اور بہادر واقع ہوئے ہیں) علمی استفادہ کے بہانے میرے پاس

اگر صبح و شام آیا کرتے تھے۔ میرے اعتماد کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مفادات حاصل کی خاطر نہایت منصوبہ بند اور حسابی انداز سے غیر محسوس طور پر انھوں نے میرے نام اور علمی کام کا استعمال و استحصال کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ چند رسوائے زمانہ افراد کی تائید و حمایت سے طرقت کے دو مشہور مسالک سے وابستہ صاحبانِ سلسلہ کے درمیان محاذ آرائی کی اپنی مذموم سرگرمیوں میں مجھ کو ملوث کر نیکی کا کام کو شش بھی کی تھی۔

صاحب موصوف ایک دن میری لائبریری میں ایک علمی مقالہ پڑھتے ہوئے جب اس حقیقت سے واقف ہوئے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک نایاب کتاب ”الارکان کا واحد تلی نسخہ بغداد شریف میں محفوظ ہے تو استفسار پر میں نے بغداد شریف سے لے ہوئے ایک برادر بزرگ کے رسوخ سے اسکی ایک فوٹو کاپی منگوانے اور اسکا ترجمہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا جس کو میرے عملی جامہ پہنانے سے قبل ہی موصوف نے اسکی نشاندہی کرتے ہوئے کسی دوسرے پتہ پر مطلوب فوٹو کاپی منگوالی اور میرے چند مجاہد و مخلصین کا اثر استعمال کر کے اسکا اردو ترجمہ کیلئے مجھ پر بھجوا دیا۔ خالص علمی خدمت کے جذبہ سے میں نے اس پر طر ترجمہ کرنے سے اتفاق کیا کہ تصحیح کے بعد میری شخصی پروف ریڈنگ کے بغیر ترجمہ شائع نہیں ہوگا۔ اس علمی کام کیلئے بڑی مشقت اور جگہ پامشی درکار تھی کیونکہ ایک سو سال قبل نقل کردہ یہ عربی عبارت معری تھی جس میں لحاظ عربی گرامر کی جگہ متن اصلاح طلبہ بعض الفاظ تو غیر واضح مبہم اور ناقابل فہم بھی تھے لہذا پہلے اسکی اصلاح اور عربی کے کام کی میں نے تکمیل کی اور متوقع ترجمہ کے نظر ثانی طلب مسودہ کیا۔ اسکی تصحیح کی زحمت میں نے شخصی طور پر اپنے ایک غایت فرما ماہر ادب عالم دین کو دی جن کا جیہ شکر یہ کہ میری مجوزہ اکثر تصحیحات کو جمل کا قول برقرار رکھتے ہوئے بعض جگہ مناسب و متبادل الفاظ بھی تجویز فرمائے اور اس دوران مجھ سے فرمایا کہ ”میں ضروری دیکھ رہا ہوں جس کے موافق اردو ترجمہ پر نظر ثانی آپ ہی کر لیں“ تصحیح و نظر ثانی کے ان ہی مراحل کے دوران صاحب موصوف نے املا سر ہی نہیں بلکہ فارسی مکتوبات غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بھی میرے ترجمہ ہوئے سارے کاغذات کو کسی طرح حائل کر کے نہ صرف اپنے قبضہ میں لے لیا بلکہ ایک نام نہاد خود ساختہ مجلس صاحب کی ملی بھگت سے ان میں جگہ جگہ من مانی تحریف و تصرف کر کے شائع بھی کروا دیا۔

مجھے انکار میں غیور نہیں کہ نہ شک لگے نہ زبیاں کچھ اور ہوئے سپہن کچھ اور کہتی ہے

۳۔ ماہرین تحریفات کی غیر مجاز و غیر قانونی برگرمیوں کی ایک طویل فہرست ہے جنکے بعد چند ذیل میں تذکرہ مناسب ہوگا۔

(ا) موصوفہ مذکور جن علمی نعمتوں اور اوروں و وظائف کی آرزو میں زندگی بھر سرگرداں پھر رہے تھے مجھ سے ان کے حصول و اجازت کے بعد انھوں نے بشارتِ انجیلات کو میرے خلاف مرضی میرے نام سے شائع کر دیا جس میں اجازت یافتہ نے خود کو اجازت دہندہ و محفلِ ظاہر کرتے ہوئے اپنے من گھڑت طریقہ تلاوت کے ذریعہ عوام کو خوب سیو قوف بنایا جس کا اصل کتاب میں وجود تک نہیں طرفہ تماشہ یہ کہ درود بشارت کی عبارت میں انھوں نے نہ صرف اپنے نام کا اضافہ کر دیا بلکہ متن میں بھی اضافہ و ترمیم کر کے حاشیہ پر اس کا اندراج کرینکی بہادرانہ جرأت بھی کر ڈالی۔ گویا کہ حضرت غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کا الہامی درود و نعوذ باللہ ناقص و نامکمل تھا اور موصوفہ نے اس کی کوپور کر دیا جس کا اظہار و اعلان اپنے لیڈر سید پر شیخ البشارت کے خود ساختہ ایسے لقب کے ذریعہ کیا گیا جو صرف اور صرف حضور غوث اعظم کے ہی نمایان شان لقب ہے۔ ”چہ نسبت خاک را با عالم پاک“

(ب) فارسی مکتوبات غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا میں نے جو اردو ترجمہ کیا تھا اسکے متن اور میرے پیش لفظ میں بھی انھوں نے جابجا تحریف کر کے پہلے جوابہ الاسرار کے نام سے شائع کیا پھر دوبارہ مزید تحریف کے بعد کتاب کو ”کنز المعارف“ کا نیا نام دیکر شائع کیا گیا تو اس میں میرے مقدمہ و نود جہاں جہاں میں نام تھا اسکو بالکل اڑا دیا گیا۔

(ج) ”الاسرار“ اور اس کے ترجمہ کو بھی جگہ جگہ تحریف کر کے شائع کیا گیا تو مترجم کا نام کہیں ظاہر کرتے ہوئے اسکے پیش لفظ و نام کو سہ ورق سے غائب کر دیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ اقبال مند موصوفہ کی بہادری اور دید و لیری کی انتہا تو دیکھئے کہ متعدد صوفیہ کرام کے اسماء گرامی کو کتاب سے دانستہ طور پر حذف کرتے ہوئے ان بزرگوں کے اقوال کو انھوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات باور کرنے کی تلک جسارت کر دی۔ علمی دیانت اور قلمی امانت کے جملہ تعاضوں کو پامال کرینکی ان نامحسوس برگرمیوں میں برابر کے شریک ایک ادارہ (جو اسلامیت سے متعارف کرنے کا دعویٰ رہے) سے منقطع علمی حلقوں میں یہ چہ میگوئیاں جاری ہیں کہ کیا یہ سب کچھ اسلام کے اقدار و معارف کی تعریف میں آتے ہیں اور ایسے ناقابل اعتبار و اعتماد افراد کیساتھ ربط ضبط اور ساز باز کے بعد اس ادارہ اور اس کی مطبوعات کو کیا قابل اعتماد و اعتبار بھی قرار دیا جاسکتا ہے؟

(د) بہت جلد ان افراد کی بدینتی اور بددیانتی پوری طرح کھل کر سامنے آگئی جبکہ انھوں نے مزید تحریف اور تحریف کے بعد متجم کے نام و نشان کے بغیر اب "سلاسل" کا ترجمہ صرف اپنے نمایاں ناموں کے ساتھ شائع کر دیا تاکہ قارئین ان ہی کو متجم سمجھ لیں گویا ترقی کرتے ہوئے اب تحریف سے تبلیس کی منزل پر پہنچ چکے ہیں۔

لباس خضریٰ یا سینکڑوں رہن بھی رہتے ہیں

پھر اس پر متاثر یہ کہ اس اردو ترجمہ کو ۱۹۸۹ء تک اپنے صحافتی اشتہار میں زیر طبع بتایا جاتا ہے اور جنوری ۱۹۹۰ء میں دراصل شائع کردہ اس کتاب کا ماہ اشاعت نومبر ۱۹۸۹ء بتایا جاتا ہے سچ ہے ایک جھوٹ کی پردہ پوشی کیلئے ہزار جھوٹ بپڑاتے ہیں کیا کچھ کیانہ خود کو چھپانے کے واسطے عریانیوں کو اوڑھ لیا شال کی طرح

دینی جامعات اور اسلام یا ملت کے نام پر بنائی گئی تنظیموں کے مالیہ اور رقوم میں خرد برد یا بددیانتی، رقتی و تساویزات کے ہندسوں میں صفحہ اضافہ کی مجلسازی کے ذریعہ لاکھوں روپے حاصل کرنا، حق و عدل و شفاء کو جائیداد کے حصہ سے محروم کر کے غاصبانہ قبضہ حملے رکھنا وغیرہ جیسی بدعنوانیوں کے کئی مبینہ واقعات یوں تو آئے دن سننے اور پڑھنے میں آتے ہی رہتے ہیں لیکن علمی سرمایہ میں تحریف و تبلیس اور بددیانتی و بدینتی کے چند واقعات بھی آج کچھ نئے نہیں ہیں چنانچہ "کشف المحجوب" کے مصنف حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش قدس سرہ فرماتے ہیں کہ آپ نے تصوف پر ایک معرکہ الاراء کتاب تصنیف فرمائی اور اس کا نام "منہاج الدین" رکھا تھا لیکن حضرت داتا گنج بخش علیہ السلام نے ایک دلیل مدعی نے میرا نام اس کتاب پر سے اڑا دیا اور عام لوگوں کے سامنے اپنی تصنیف ظاہر کی اگرچہ کہ خاص لگا اس کی بات پر ہنستے تھے یہاں تک کہ اپنی بدبختی کی وجہ سے وہ شخص اس حد تک پہنچا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام طالبان درگاہ الہی کے دیوان سے ہی خارج کر دیا "حضرت خواجہ بند نواز گیسو دراز قدس سرہ کی ایک تالیف کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہوا کہ پہلے کے کاغذات کسی نے اڑا لئے تو حضرت نے دوبارہ از سر نو تالیف کر کے اس کتاب کو شائع فرمایا۔

ان ہی پیران کبار کی سنت مجھے بھی آج نصیب ہو گئی جبکہ "سلاسل" کا مجھے دوبارہ ترجمہ کرینے کی نوبت

آئی اور چند مفسدین ترجمے کے کاغذات اڑالے جا کر اس خط میں بھی مبتلا ہو گئے کہ اس طریقہ سے کسی کو اس کے علم سے محروم کر دیا جاسکتا ہے حالانکہ سرمایہ علم و عرفان کا غدو قلم کی پابندیوں سے بے نیاز سینوں کے اندر محفوظ ہوا کرتا ہے جس کے اظہار و ابلاغ کے کئی متبادل طریقے بھی ہیں بقول فیض احمد فیض

متاع لوح و قلم حسین لی تو کیا غم ہے ؟ کہ خون دل میں ڈبولی ہیں انگلیاں میں

چونکہ دوبارہ ترجمہ کیلئے اصل نسخہ درکار تھا اس لئے میری درخواست پر میرے ماموں مولانا محمد حاتم حضرت سید احمد قادری صاحب ^{رحمۃ اللہ علیہ} سابق قریۃ نوڈ پر اچکے آئینہ اوقام متحرف حضرت نقیب الاشراف بنو دشتیویہ ^{رحمۃ اللہ علیہ} شخص پیدافرا یا اور چند ہی روز میں اصلی قلمی نسخہ سرائی سر کی فوٹو کاپی وصول ہوتے ہی اسے حوالے فرما دیا جس کے پہلے صفحہ کا عکس بطور نمونہ شامل کتاب ہذا ہے۔ اس کم فرائی کیلئے میں دونوں بزرگانِ محترم کا دلی شکر گزار ہوں۔ میں اپنے مجاہدین و مخلصین خصوصاً مولانا میر یوسف علی صاحب شطاری ایڈووکیٹ سجادہ نشین "بہارِ دروازہ" مولانا سید حبیب یاد شاہ صاحب قادری سجادہ نشین "معاذاتہ مخذومیہ" اور مولانا شاہ محمد عبدالرزاق صاحب قادری و چشتی سجادہ نشین فیض حین کے قیمتی مشوروں کا ممنون ہوں جنہوں نے دوبارہ ترجمہ کو مع مکمل کتاب شائع کرنے کی جانب پر خلوص توجہ و ترغیب دلائی تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سامنے آجائے۔

کرم فرما مجھی و مخلصی مولانا سید شاہ ہارون الجلی الجلی فی صاحب کی عنایات پر میرے پاس تشکر کیلئے الفاظ نہیں ہیں کہ آپ نے اس مرتع عرفان و تصوف کی اشاعت کے کثیر مصارف کی بطیب خاطر تکمیل فرمائی اور اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادے قادر یاد شاہ صاحب کو نعمت داریں عطا فرمائے کہ اپنی خصوصی نگرانی میں کتاب کو زیور طباعت سے آراستہ کیا کیوں نہ ہو موصوف حضور غوث اعظم ^{رحمۃ اللہ علیہ} کے خانوادہ حق تعلق رکھتے ہیں اور جگر گوشہ غوث اوری حضرت پیر خیم الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دامن فیض سے وابستہ ہیں موصوف کے فیضانِ توجہ سے روزانہ رات دن بیشمار لاعلاج مریضانِ جسمانی و روحانی بفضلِ الہی صحت مند اور شفا یاب ہو رہے ہیں بالخصوص آج کل جبکہ کتابت و طباعت کے مصارف اور کاغذ کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں آپ نے

اپنے اس فرخندانہ مظاہرہ کے ذریعہ دارین میں یقیناً محبوبِ جانی کے محبوب بن جانے کا پروانہ حاصل کر لیا۔ رب العزت آپ کو صحت و سلامتی کیساتھ مزید خدمتِ خلق کا حوصلہ عطا فرمائے جو کہ طریقت کا خدا صمد ہے۔
 طریقت بجز خدمتِ خلق نیست ؛ تسبیح و سجادہ و دلی نیست

یعنی طریقت مخلوق کی خدمت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تسبیح و نماز اور صحرا و نوردی سے (طریقت) نہیں ملتی اس دورانِ مہرجم کے فرزندِ سعادت مند مقیمِ سعودی عرب نے اس مبارک کام میں تبرکاً شریک کرنے کے لئے اپنا نذرانہ مع یک قطعہ تاریخ ارسال کیا۔ محترم سجادہ نشین صاحبِ فیضِ حین کا گراں قدر عطیہ بھی شکرِ بیکہ ساتھ قبول کیا گیا۔ نیز برادرِ عزیز القدر مولوی الحاج قاری شیدہ سجاد علی صاحبِ موہنی قادری نے عطیہ کے علاوہ طباعت کے لئے ساغذ کی کافی مقدار بھی فراہم فرمائی۔ رب تبارک و تعالیٰ ان سب کو تاجدارِ بغداد کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔

یہاں اس کا تذکرہ بے محل نہ ہو گا کہ آجکل چند اصحاب کو موصوفی کے نام و لقب سے تک بڑی چیرا بلکہ حسد ہو گیا ہے چنانچہ ایک موصوفِ بزرگانِ دین کے اقوال کو توڑ موڑ کر اپنی جانب سے حقیقہ کا لفظ بڑھاتے ہوئے موصوفی کو حقیر مکھی قرار دیتے ہیں جس طرح یرقان کے عارضہ میں مبتلا مریض کی نظر میں ہر شے زرد رنگ کی نظر آتی ہے اسی طرح حقیر ماحول میں گھسے ہوئے حقیر انسان کو ہر شے حقیر ہی نظر آتی ہے۔

جنہیں حقیر سمجھ کر بھجارتے ہو تم ؛ وہی چرخِ جلیں کے طور و روشنی ہو گی
 انہیں یہ نہیں معلوم کہ مکھی مکھی میں بھی فرق ہوا کرتا ہے۔ ایک تو شہد کی مکھی ہے جو پھولوں کے پاکیزہ خوشبودار اور شیریں رس کی دلدادہ ہوتی ہے اس کے برخلاف ایک دوسری بھی وہ مکھی ہوتی ہے جو صرف اور صرف غلاظت اور گندگی سے انسیت رکھتی ہے۔

سوزِ غمِ عشق بواہوس راندہ دہند ؛ سوزِ غمِ پروانہ گس راندہ دہند
 یعنی کسی بواہوس کو عشقِ صادق کا غم نہیں دیا جاتا ہے اور پروانہ کی محبت کا سوز ایک عام مکھی کو نہیں دیا جاتا لیکن آفتِ تو یہ ہے کہ ہر بواہوس آجکل اپنے آپ کو عاشقِ صادق تصور کرنے لگا ہے۔

مہرِ الوہوس نے حسن پرستی شعار کی اب آبروئے شیوہ رندان نہیں ہی

اسی طرح ”صوفی“ کے نام سے حسد کرنے والے ایک دوسرے موصوف فرماتے ہیں ”مچھلی کا بچہ پیدا ہوتے ہی تیرنے لگتا ہے، مرغی کا بچہ اندے سے نکلنے ہی چلنے لگتا ہے لیکن صوفی کے بچہ کو پیدا ہوتے ہی صوفی کا لقب نہیں دیا جاسکتا۔“ قرآن کریم کے سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۷۰ ”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ“ کے ارشاد کے ذریعہ اللہ عزوجل نے انسان کو ”اشرف المخلوقات“ کا تاج بخشے ہوئے دیگر مخلوقات پر اس کو فضیلت و فوقیت عطا فرمائی جس کے خلاف سب سے پہلے آواز اٹھانے والا سرکش ابلیس تھا جس نے خود کو انسان سے افضل ٹھہرایا تو قیامت تک لعنتی ہو گیا۔ لیکن آج بعض افراد اپنے علم و فضل کے بل بوتے پر ابلیس سے بھی ایک قدم آگے نکل گئے ہیں مچھلی اور مرغی جیسے عام جانوروں کو کسی خصوصی سبب کے بغیر انسان سے افضل قرار دے رہے ہیں۔

ماطقہ سرگرمیاں ہے اسے کیا کہئے

جس طرح کوئی شخص اپنے بیٹے کا لقب عارف یا غوث و خواجہ رکھ لے تو یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ اس کا بیٹا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی عارف یا غوث بن گیا یا غوثیت اور خواجگی کے مقام پر فائز ہو گیا بلکہ ایسے نام و لقب رکھنے سے محض بزرگانِ دین سے نسبت و برکت مقصود ہوتی ہے یہی حال صوفی کے لقب کا بھی ہے۔

جو تیرے رازداں تھے بڑے معتبر تھے کچھ نیم آشنا طے کچھ بے خبر طے

سورہ حجات کی قرآنی آیت نمبر ۱۱۱ ”وَجَعَلْنَا كُوفً شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا“ (یعنی ہم نے تم کو خاندانوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو باسانی پہچانو) کی روشنی میں آپسی امتیاز و شناخت کے خاطر کسی بزرگ خاندان یا کسی اہل اللہ کے نام و نسبت کو جائز بلکہ مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً تذکرہ صوفیہ میں درج ہوئے صوفیہ و علماء کرام کا قدردان شہنشاہ عالمگیر جب راقم الحروف کی ساتویں پشت کے جدِ مجدد حضرت شہاد رضا درویش قدس سے نیاز حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا تو دروازہ پر فقراء و مساکین کا ہجوم دیکھ کر بطور علمی چھیڑ چھاڑیہ فارسی مصرع پرچہ پر لکھ کر حضرت کی خدمت میں بھیجا۔

ع محمد درویش را دربان نہ باید (یعنی درویش کے دروازہ پر کوئی دربان نہیں ہوتا)

حضرت نے فی البدیہہ اس کے آگے مصرع ثانی لگا کر شعریوں مکمل فرمادیا ۵

در درویش را دربان نہ باید باید تا سنگ دنیا نہ آید

یعنی (درویش کے دروازہ پر دربان) ضرور ہوتا ہے تاکہ دنیا کا کوئی کتا نہ آسکے جو خود عالمگیر بادشاہ پر ایک برجستہ عالمانہ طنز تھا عالمگیر بادشاہ اجازت لیکر جب اس بے تاج بادشاہ کے حضور باریاب ہوا تو بڑا متاثر ہوا کہ ۵

نہ تخت و تاج ہن لشکر و پادشہ جو بات مرد قلند کی بارگاہ میں ہے

اس موقع پر حضرت کا ایک پاؤں دراز پا کر ایک مصاحب وزیر نے دریافت کیا "شاہ صاحب یہ آپ کا پاؤں کب سے دراز ہو گیا" تو حضرت نے ترکیب ترکیب جواب دیا "جب سے کہ ہم نے دنیا سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے اس کولات ماری ہے" الغرض علمی و روحانی فیضان سے مالا مال ہو کر جب عالمگیر واپس ہوا تو حضرت کے فرزند اکبر کی خدمت میں پورے پرگتہ نر کھوڑا کی صد خطابت مع محاش اراضی و نقد کا نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے سرکاری فرمان و اسناد جاری کئے جس میں حضرت کے اور صاحبزادے کے ناموں کیساتھ "صوفی" کا مبارک لقب بھی حکم عالمگیر لکھا گیا اس وقت سے صوفی کے لقب کا سلسلہ بغرض تبرک آپ کی اولاد میں نام کا جزیں گیا ہے جو الحمد للہ آج تک میرے خاندان بھر میں جاری ہے اور سرکاری سند میں موجود ہے ۵

مدحیت آنجمنی گوئیم اولیٰ کنیم پارہ بیش است از گفتار ما کردار ما

ہاں البتہ جو لوگ حسب ضرورت و مصلحت کسی موقع پر (مثلاً اپنے لیڈر سید پر) اپنے نام کے ساتھ صوفی کا لقب استعمال کرتے ہیں لیکن دیگر موقعوں پر اپنے نام سے صوفی کا لفظ حذف کر دیا کرتے ہیں ان کی یہ نوعیت حال قابلِ غور ہے بعض مفسدین نے دوسروں کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے "کشف المحجوب" کا یہ حوالہ دیا ہے کہ "جو دین کے پردے میں دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں بھیرٹے کے لقب کے مستحق ہیں" تو یہ حقیقت الزام لگانے والے ان علمی قزاقوں پر ہی پوری طرح صادق آگئی جنہوں نے مسخ کردہ متن کی کتابیں فروخت کر کے دین کے نام پر

عوام سے لاکھوں روپے کی سودے بازی کھی اور مزید کر رہے ہیں۔

کس نے اپنے دل کے لہو سے لالہ و گل میں رنگ بھرا، جنکو دعویٰ ہو گلشن پر ہم سے آنکھیں چا کر ہیں
 کسی نام والے پر اپنے نام کے اثرات سے متعلق موطاء، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ایک دلچسپ واقعہ حضرت یحییٰ
 بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے اس کا نام پوچھا تو اس نے جواب
 دیا جمرہ (چنگاری) ہے اس کے بعد آپ کے مزید استفسار پر اسی شخص نے کیے بعد دیگر یہ تفصیلات بیان کیں کہ اس کے
 باپ کا نام شہاب (آگ کا ستارہ) ہے، اس کے قبیلے کا نام حرہ (آگ جلانے والا) ہے اس کی سکونت گاہ کا نام
 حرۃ النار (آگ کی گرمی) ہے۔ اس کے علاقہ کا نام نار حامیہ (بھڑکتی ہوئی آگ) ہے یہ سب سن کر حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاؤ اپنے خاندان و قبیلہ کے لوگوں کی خبر لو کہ وہ سب کے سب جل کر اٹھ ہو گئے ہیں جب
 اس شخص نے جا کر دیکھا تو واقعی سب کے سب جل چکے تھے۔

اسی لئے کہتے ہیں ”ثَابِتٌ لَا سَمَاءَ حَقٌّ“ یعنی ناموں کی تاثیر ایک حقیقت ہے۔ بُرے نام بولتے ہیں بُرے
 اور تاثیر میں بھی بُرے ہوتے ہیں اسی طرح اچھے نام بولنے میں بھی اچھے اور تاثیر میں بھی اچھے ہوا کرتے ہیں۔
 اسی لئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اچھے نام رکھنے کا حکم فرماتے بلکہ بُرے ناموں کو اچھے
 ناموں سے بدل دیا کرتے تھے۔

لغت میں صوفی بمعنی، مخلص، متقی، پارسا اور پاکیزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ قوی امید رکھتے ہو
 کہ اللہ تعالیٰ نام والے میں نام کے اچھے اوصاف پیدا فرمادے گا۔ اور وہ بامسمیٰ کردار کا حامل بن جائے گا۔ کسی
 کا نام یا لقب صوفی بہتر طرح موزوں و مناسب ہے۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ تقسیم ہینڈ بلس کے ذریعہ ”سہرا سہرا“ کو دنیا بھر میں پہلی بار
 شائع کرنیکا سبب ”باغ و بستان“ کا عقیدہ مندوں کا خوب مالی استحصال کرنے والوں نے اپنی کذب بیانی کو خود
 اپنے ہاتھوں بے نقاب کرتے ہوئے اب یہ اعلان کر دیا ہے کہ قبل ازیں پاکستان سے حافظ برکت علی صاحب

قادی کے اردو ترجمہ کیساتھ شمس الارسل کی اشاعت ہو چکی ہے چنانچہ اس نسخہ کو بھی منگو اگر میں اسکا مطالعہ کیا تو دیکھا کہ بعد از شریف
 ہے ہمیں وصول شدہ زیر نظر نسخہ اور پاکستانی نسخہ کی عربی عبارت میں غیر معمولی تفاوت موجود ہے اور اس میں ابتدائیہ سر لکیر آخری فصل تک کے
 عربی متن میں واقع جملوں کوئی کہ لفظوں میں یک ہی فرق اور اختلاف پایا جاتا ہے۔ البتہ بعض جگہ کچھ الفاظ ملتے جلتے ہیں یا بھیجے قلمبند
 شدہ اور الفاظ ہیں جس کے سبب عبارت بدل جانے سے ترجمہ بھی بدل گیا ہے۔ لہذا دونوں نسخوں کا تقابلی جائزہ ذیل میں پیش ہے۔

نشان کلا	زیر نظر نسخہ ہذا جو بعد از شریف سے وصول ہوا ہے	پاکستانی نسخہ
۱	نام شمس الارسل ہے	۱۔ نام "شمس الارسل" تھا محتاج المیہ لا برلر ہے۔
۲	تالیف بتائی گئی ہے	۲۔ تصنیف بتائی گئی ہے
۳	بعض آیات قرآنی اور احادیث شریفہ اس نسخہ میں ہیں جو پاکستانی نسخہ میں موجود نہیں۔	۳۔ بعض آیات قرآنی اور احادیث شریفہ اس نسخہ میں نہیں ہیں جو زیر نظر نسخہ میں موجود نہیں۔
۴	نسخہ کی قلمی نقل کی تاریخ خاتمہ پر غرض جان المظم لکھی ہوئی ہے	۴۔ نسخہ کی قلمی نقل کے بارے میں کوئی تاریخ یا کوئی تفصیل موجود نہیں
۵	قلمی نسخہ کی اصل کا پی مکتبہ مدرستہ القادیۃ العامہ بغداد شریف میں محفوظ رہنا ثابت ہے جسکی مہر کیساتھ فتوہ کا پی ہمیں وصول ہوئی ہے۔	۵۔ ایسی کوئی تفصیل درج نہیں ہے کہ قلمی نسخہ کی اصل کا پی کس کون سے ادارہ میں محفوظ ہے۔
۶	اصلی قلمی نسخہ حضرت نقیب الشارف سید یوسف صاحب غلہ کی تحویل میں رہنا ثابت ہے۔	۶۔ صرف اتنا ظاہر کیا گیا ہے کہ "اصلی قلمی نسخہ جو سال ہا سال سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد کی تحویل میں چلا آ رہا تھا ان کے وسیلے سے" لیکن صاحبہ ادگان غوث کا پیسے کسی بھی اسم گرامی کا ذکر نہیں ہے جن انھوں نے نسخہ حاصل کیا تھا۔
۷	چند ایسے صوفیہ کے اقوال کا حوالہ موجود ہے جن کا زمانہ حضرت غوث اعظم کے زمانہ کے بہت بعد کا ہے	۷۔ چند دیگر صوفیہ کے اقوال کا حوالہ ہے جو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد گزرے ہیں۔

اس قابل جانر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سرائی کے مذکورہ بالا دونوں نسخوں کا ہر جملہ اور ہر کلمہ خالصاً غوث پاک کے فرمودات پر مشتمل نہیں بلکہ دیگر صوفیہ کرام کے اقوال بھی اس میں شامل ہیں جن میں سے بعض کا زمانہ تو آپ کے بعد گذرا ہے۔ مثلاً مولانا عبداللہ الدین دہلویؒ ۷۸۳ھ کو مولانا نجم الدین رازیؒ ۷۸۲ھ میں اپنی پہلی فقہ حنفیہ کی تحقیق درج ذیل معتبر کتب سیرت و اخبار سے ثابت ہوئی کہ حضور غوث اوری کے مواعظ حسنہ کو سننے کیلئے بوقت واحد شہر منہار سامعین تک کا مجمع موجود ہوا کرتا تھا اور یہ آپ کی کرامت بھی تھی کہ شہ نشین کے قریب بیٹھا ہوا سامع جس قدر آسانی سے آپ کی آواز سنا مجمع کی آخری حد پر بیٹھا شخص بھی اسی قدر واضح آواز سے آپ کے ارشادات کو سن لیتا۔ ان مجال و عطا میں آپ کے صاحبزادوں کے علاوہ کوئی چار سو علماء کرام دوات قلم الیہ بیٹھے رہتے اور دوران و عطا آپ کے فرمودات کو لیکھ نکات نوٹ کر لیتے جن کو بعد میں ترتیب تدوین کے ذریعہ باقاعدہ کتابی شکل دی جاتی چنانچہ آج موجود آپ کی اکثر تصانیف و تالیفات اسی کا نتیجہ ہیں۔ قیاس اغلب یہی ہوگا کہ سرائی میں موجود مضامین تصوف بھی کسی خصوصی محفل میں پہلے نکات کی شکل میں نوٹ کر لئے گئے ہونگے جن میں بعض صوفیہ کرام کے اقوال کا حوالہ بھی ارشادات غوثیت مآب میں شامل تھا اور بعد کے زمانے میں انکی تشریح و ترتیب کے بعد تحریر یا نقل کر نیوالے بزرگ اصحاب بطور تشریح یا حاشیہ بیان پیر کے زمانے کے بعد کے بزرگوں کے اقوال کو بھی شامل کر لئے ہونگے۔ تیسرے بعد کے دور میں زیر نظر نسخہ کے شارح و مرتب کوئی اور بزرگ ہوں گے اور پاکستانی نسخہ کے مرتب بزرگ کوئی دوسرے ہی ہوں گے۔ اسی لئے دونوں نسخوں کے متن میں اختلاف و تفاوت پایا جاتا ہے قیاس معلوم ہوتا ہے۔

اب جبکہ پاکستان اور ہندوستان کے ان نسخوں کے متن علیحدہ علیحدہ واقع ہوئے ہیں اور دونوں کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں ممکن ہے آئندہ کوئی ریسرچ اسکالر ہی اپنی تحقیق پیش کرے۔

زیر نظر نسخہ میں دیگر صوفیہ کرام کے نام مع اقوال کو واضح اور نمایاں کرنے کے کام کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے تاکہ ان میں اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات میں باسانی تمیز و امتیاز ہو سکے جن کو افسوس کہ دیگر افراد نے میرے ترجمہ سرائی کی اشاعت میں دیدہ و دانستہ تحریف کر کے

بڑی علمی بد خدمتی کی اور ترجمہ کے نام پر اپنی جانب سے ایسی عبارت کا اضافہ کر دیا جس کا اصل نسخہ میں وجود تک نہیں۔
 بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں فضیلت الشیخ علامہ الحاج سید طاهر صاحب رضوی قادری شیخ الجامعہ
 نظامیہ عمت فیضہ کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش نہ کروں کہ آپ نے اپنی گونا گوں علمی مصروفیات کے باوجود
 کتابت کے بعد اشاعت ہذا کے پروف کی یہ نفس نفیس تصحیح کی زحمت گوارا فرمائی اور بعض جگہ لفظی
 معنی کیساتھ ساتھ مرادی مفہوم کو بھی قوسین میں درج کرنے کے زرین مشوروں کے عداوہ اس کتاب
 کیلئے بصیرت افروز عالمانہ مقدمہ سے بھی نوازا حضرت شیخ الجامعہ کو عربی ادب گویا ورثہ میں ملا
 ہے کہ حضرت علامہ سید ابراہیم صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ جیسے ادیب استاد عربی جامعہ نظامیہ و عثمانیہ
 یونیورسٹی کے چشم و چراغ بھی نہیں بلکہ طرفیقہ قادریہ میں زینب خلافت و جانشین بھی ہیں اس طرح آپ
 ادب سنگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ تصوف آگاہ بھی ہیں جنکے ملاحظہ کی بدولت عربی ادب کی چھلنی
 میں نقطہ ہر کے ذریعہ چھنی چھنائی اور عرفان تصوف کی چھلنی پر کشید کے ذریعہ لکھری لکھری نئی معرفت
 کی شہاب دو آتشہ بن گئی ہے۔

اس دوران تسوید و تبیض، استخراج حوالہ جات اور پروف کی قرات سماعت وغیرہ میں الحمد للہ
 میرے دونوں بر خور دار قاری سعید پادشاہ قادری اور حافظ حیدر پادشاہ قادری سلمہامیہ دو
 بازو ثابت ہوئے۔ رب العزت انھیں صحت و سلامتی کیساتھ اپنے اسلاف کرام کا سچا جانشین بنائے۔ آمین۔
 پہلی بار میرا یہ ترجمہ بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۹ بروز دوشنبہ پایہ تکمیل کو پہنچا تھا جس اتفاق
 سے یہ وہی مبارک تاریخ اور متبرک دن ہے جبکہ ازل سے ہزاروں حجابات کے اندر محفی و سرلبت
 ”سرا سارا“ ”فَدَجَاءَ كَوْمَ اللَّهِ فَوْزًا“ کے نورانی تاج سے آراستہ ”نورالانوار“ بن کر جلوہ افروز
 ہوا تو نگار خانہ کائنات کا گوشہ گوشہ تاباں اور ذرہ ذرہ درخشاں ہو گیا۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند ؛ اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

علامہ یوسف بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”افضل الصلوات علیٰ السادات“ میں بشارت منظر انوار
 ہوئی کہ ”سرالاسرار“ اور ”نور الانوار“ دونوں حضور ﷺ کا سنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی القاب ہیں۔
 چنانچہ حضرت محمد بن سلیمان جزوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب دلائل الخیرات کے وردِ چشتیہ میں ”اللہم وصل علی سیدنا
 محمد نور الانوار و سرالاسرار“ کے الفاظ پر مشتمل درود شریف شامل ہے اور اسی نور الانوار کی منظر کمال
 اور سرالاسرار کی وارت حال حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات ہے۔ اسی مناسبت سے غیر
 شعوری طور پر بار بار دل میں پیدا شدہ تحریک پر ”سرالاسرار“ کے اس اردو ترجمہ کو میں نے ”نور الانوار“ سے موسوم کیا ہے
 واضح باد کہ حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ کی اصول فقہ پر ایک کتاب کا نام بھی اگرچہ نور الانوار ہے لیکن تصوف پر اردو
 میں اس نام کی کوئی کتاب نظر سے نہیں گزری۔

قارئین کرام سے التماس میکہ کہیں بھی کتابت میں سہو یا طبا میں مچو یا نئی تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں لحاظ رکھا جا
 میں اپنی اس علمی کاوش کو اپنے ان تمام اجداد امجاد اور سپہ سالار کی ارواح مبارکہ کے حضور بطور مدد پیش کرتے ہوئے
 جن کے واسطوں سے حضور غوثیت مآب تک مجھے سلسلہ نسب و خلافت کی سعادت حاصل ہے میں آرزو مند ہوں کہ رب العزت
 اس کو میرے مشفقین، مجیدین، مخلصین، مریدین، طالبین، متدین، معاونین اور متعلقین کیلئے موجب برکت، میر و الدین
 ماجدین علیہما شایعہ الرحمۃ والرضوان کیلئے علو درجات کا وسیلہ اور میرے لئے حسن خاتمہ و مغفرت کا ذریعہ بنادے۔
 بکیر این ہمہ نسیئہ بہار از من، کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند

امین ثم اعین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الطاہرین واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین فقط

خادم العلم والعلماء

سک گان دریا کِ غوثِ صمدانی

قافی پید شاہ اعظم علی صوفی اعظم قادری سالک

تصوف منہل قیر بانگور

رحمادی الاخریٰ سالک

۵ جنوری ۱۹۹۹ء جمعہ

مولف سرائے

غوثِ اعظم سیدنا شیخ محمد الدین عبدالقادر گیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت و وطن | پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں بغداد سے کچھ دور ملک عجم میں واقع علاقہ گیلان کے "نیف" نامی ایک گاؤں میں بتاریخ یکم رمضان المبارک یہ آفتاب ولایت و تقدس طلوع ہوا۔ آپ کی ولادت باسعادت کا سن بقول امام یافعی ۳۷۴ھ ہجری اور بقول ابو الفضل جیلی ۳۷۷ھ ہجری ہے جس کا مادہ تاریخ بالترتیب "عشق" اور "عاشق" ہے۔

نام اور القاب | آپ کی کنیت ابو محمد اور اسم گرامی "عبدالقادر" اور لقب "محمد الدین" ہے اس کے علاوہ غوثِ اعظم، دستگیر، پیران پیر، قطب الاقطاب، محبوب سبحانی وغیرہ دیگر کئی القاب سے دنیا بھر میں یاد کئے جاتے ہیں۔

نسب و خاندان | آپ کے والد ماجد کا نام سیدنا ابو صالح موسیٰ جنگلی دوست ہے جن کا سلسلہ نسب ملگیا رطہویں پشت میں حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر امہ الحبیبہ رفاطمہ ثانیہ ہے جن کے والد حضرت عبداللہ صومعی کا شجرہ نسب ۳۱ تہمڑھویں پشت میں حضرت سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ چونکہ آپ حسنی سید بھی ہیں اور حسینی سید بھی اس لئے آپ کے اسم گرامی کے ساتھ حسنی الحسینی لکھا جاتا ہے۔ گویا سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بحرِ ناپیدائش سے عرفان و علم لدنی کی جو ڈوٹری

دریا یعنی حسنی اور حسینی وجاہت کے ساتھ جاری ہوئی تھیں تقریباً ساڑھے چار سو برس بعد غوثیت ماب کے سنگم میں آکر پھر سے جمع ہو گئیں۔ اسی سبب آپ کی ذات مجمع البحرین ثابت ہوئی جو حسنی جمال کی رغنایوں کے ساتھ ساتھ حسینی جمال کی عطر بیزیوں کا حسین امتزاج رکھتی ہے۔ بالفاظ دیگر ولایت کے سانچے میں مطلقاً جمال و جمال کے منظر کمال اور وارث حال غوثِ عظیم کی ذات والاصفات ہے جس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے آپ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

”بِإِذْنِ اللَّهِ هَذَا أَوْجُودٌ جَدِّیْ لَا وَجُودَ عَبْدِ الْقَادِرِ“ یعنی میں اپنے جدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ایسا فنا ہو گیا ہوں کہ خدا کی قسم اب میرا یہ وجود عبد القادر کا نہیں رہا بلکہ میرے جد کا وجود بن گیا ہے۔

آپ کے خاندان کی شہریت کا کیا کہنا کہ پورا خاندان تقویٰ و پرہیزگاری کا بے مثالی نمونہ اور گوہر ولایت کا گویا معدن تھا۔ آپ کے والدین ماجدین ناما جان، چھوٹھی صاحبہ اور آپ کے صاحبزادے سب کے سب آسمان ولایت کے درخشاں ستارے بن کر چلے۔

آپ کے مادر زاد ولی ہونے پر تمام علماء اور اولیاء کا اتفاق ہے۔ آپ کی تشریف آوری کی مادر زاد ولی | بشارتیں کئی صاحبان کشف و حال اور بڑے بڑے بالکمال اولیاء متقدمین نے دے رکھی تھیں زمانہ حمل سے ہی کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ ولادت کے ساتھ ہی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ شیر خواری کے دوران رمضان میں آپ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھجور دودھ نہیں پیتے تھے۔

رہے پابند احکام شریعت ابتداء ہی سے نہ چھوٹا شیر خواری میں بھی روزہ غوثِ عظیم کا

بعد ازیں ورود | اٹھارہ سال کی نوعمری میں گیلان سے کوئی چار سو میل زائد سفر کے بعد ۸۵ھ ہجری میں بغداد شریف پہنچے۔

علوم ظاہری | بغداد کی شہرہ آفاق درسگاہ ”جامعہ نظامیہ“ میں طالب علم کی حیثیت سے داخل ہوئے اور

کئی جید علماء عصر کے حلقہ درس میں شامل ہو کر جملہ علوم کی تکمیل فرمائی۔ علامہ ابو زکریا سیحی بن علی تبریزی سے علم ادب پڑھا۔ ابو الفاعل بن عقیل اور محمد بن قاضی ابو یعلیٰ اور قاضی ابو سعید خرمی وغیرہ سے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ابو غالب محمد بن الحسن باقلانی وغیرہ تقریباً (سترہ) محدثین کرام سے علم حدیث میں جہارت حاصل فرمائی نیز ابو القاسم کرخی اور ابو عثمان صفہانی وغیرہ کئی دیگر مشاہیر شیوخ دائمہ دین سے جملہ علوم ظاہری میں دستگاہ حاصل فرمائی۔ ان سب میں حضرت قاضی ابو سعید مبارک خرمی سے خصوصی فیضان حاصل کر کے اپنی ذہانت، لطافت، فضل و کمال اور تبحر علمی کا ایسا شاندار مظاہرہ فرمایا کہ اس سے متاثر ہو کر ۵۲۱ھ ہجری میں قاضی صاحب نے خود اپنا مدرسہ آپ کے سپرد کر دیا۔ قصیدہ غوثیہ میں آپ اپنے حصول علم کا یوں ذکر فرماتے ہیں:

درست العلم حتی صرف قطباً و نلت السعد من موئ الموالی

یعنی میں علم حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ ”قطب“ ہو گیا اور تمام مولاؤں کے مولیٰ اللہ عز و جل کی طرف سے مجھے سعادت کے خزانے مل گئے۔

سلوک باطنی و خرقہ خلافت جہاں تک سلوک باطنی اور خرقہ خلافت کا تعلق ہے آپ پہلے حضرت ابو الخیر حماد بن مسلم دیاس کی صحبت سے فیضیاب ہو کر روزِ طریقت حاصل فرمائے جن کے وصال کے بعد حضرت قاضی ابو سعید خرمی سے سلوک و ارادت کی ہی نہ صرف تکمیل فرمائی بلکہ بہ حیثیت جانشین خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ عالمیہ قادریہ کے مند نشین بنے۔

مند ارشاد پر جامعہ نظامیہ کے مندرجہ ذیل بیٹھے تو اقطاعِ عالم سے آنے والے طلباء کا ہجوم اتنا بڑھ گیا کہ مدرسہ کی عمارت کی توسیع کرنی پڑی جو آگے چل کر ”جامعہ قادریہ“ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ایک عظیم واعظ اے بدل خطیب اور مفتی اعظم اور مرشدِ طریقت کی حیثیت سے تینتیس (۳۳) سال آپ کے درس و تدریس سے اور چالیس (۴۰) سال تک آپ کے رشد و ہدایت سے محفوق مستفید و مستفیض ہوتی رہی آپ کی ایک مجلس و خط میں بوقت واحد سامعین کی تعداد ستر ہزار تک ہوتی جن کے علاوہ حیات و ملائکہ

بھی حاضر رہتے آپ کی کرامت یہ کہ ہر نزدیک و بعید والا آپ کی آواز کو یکساں طور پر بآسانی سن لیتا۔
چار سو (۴۰۰) اشخاص قلم و دوات لے کر بیٹھتے اور جو کچھ سنتے اس کو نوٹ کر لیتے تھے۔

آپ کا قدم اولیاء کی گردن پر | ایک روز وعظ کے دوران برہنہ منبر فرمایا ”قدھی ہذا
علیٰ مرقبۃ کل ولی اللہ“ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی
گردن پر ہے جس کو سنتے ہی وہاں حاضر تین سو تیرہ (۳۱۳) صاحبانِ حال اولیاء اللہ میں سے ہر ایک نے
اپنا سر جھکا لیا اور عرض کیا ”بیل علی الراس والعین“ یعنی آپ کا قدم ہماری گردنوں
پر ہی نہیں بلکہ ہمارے سروں اور ہماری آنکھوں پر ہے۔

کرامات | آپ کے کرامات و تصرفات کے بارے میں علماء سلف و خلف کی اتنی مستند کتابوں کا ذخیرہ
دستیاب ہے کہ شاید ہی کسی دوسرے ولی اللہ کے بارے میں مل سکے۔ چنانچہ بقول علامہ
عزیز الدین بن سلام ”جس قدر تواتر کے ساتھ ہم تک حضرت خوث اعظمؒ کی کرامات پہنچ چکے ہیں اس
قدر تواتر سے کسی دیگر ولی کی کرامات منقول نہیں ہیں۔“

وفات | سب تذکرہ نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ہجری میں وصال فرمائے
لیکن جہاں تک تاریخ وصال کا تعلق ہے تحفہ قادریہ میں ابو المعالی کے قول معتبر کے مطابق
آپ نے سترہ (۱۷) ربیع الثانی کو رحلت فرمائی اگرچہ ایک روایت میں گیارہ تاریخ بھی منقول ہے آپ کے
بڑے صاحبزادے حضرت سید عبد الوہابؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور مدرسہ قادریہ کے ہی ایک سائبان
کے نیچے تدفین عمل میں آئی۔ ایک عربی شاعر نے خوب تاریخی شعر کہا ہے۔

ان بآئہ اللہ سلطان الرجال جاء فی عشق ومات فی کمال

اس شعر کے لفظی ادبی اور معنوی مفہوم سے تو صاحبان ذوق ہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں، ساتھ ساتھ اس سے
یہ بھی واضح ہے کہ بحساب ابجد عشق کے عدد (۴۷۰) ہجری آپ کا سن ولادت اور لفظ کمال کے عدد (۹۱) سال

آپ کی عمر شریف اور ان دونوں کو جمع کرنے سے (۵۶۱) ہجری آپ کا سن وصال حاصل ہوتا ہے۔

اولاد | آپ کو رب العزت نے اولاد کثیر کی نعمت سے نوازا تھا۔ صاحب قلائد الجواہر نے آپ ہی کے صاحبزادے حضرت عبدالرزاقؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”ہمارے والد ماجد کی جملہ اولاد انچاس (۴۹) تھی ان میں اولاد ذکور ستائیس (۲۷) اور باقی اثنا سے تھے جنکے نام مختلف کتب میں بتائے گئے ہیں مگر آپ کے ان دانش صاحبزادوں کے اسماء گرامی بحوالہ قلائد درج ذیل ہیں جنہوں نے علم و عمل کے مہتاب بن کر چارہنگ عالم کو منور فرمادیا۔

۱) سید عبدالوہابؒ ۲) سید عبدالرزاقؒ ۳) سید عبدالعزیزؒ ۴) سید عبدالجبارؒ

۵) سید عبدالقادرؒ ۶) سید عیسیٰؒ ۷) سید موسیٰؒ ۸) سید ابراہیمؒ ۹) سید محمدؒ ۱۰) سید یحییٰؒ

ان شہزادوں میں حضرت سید عبدالرزاقؒ (جنکی کنیت ابوبکر اور لقب تاج الدین تھا) سب سے زیادہ مشہور ہوئے اور ان ہی صاحبزادے تک مترجم کا بھی شجرہ نسب والد ماجد سید العوفیہ مفتی شاہ احمد علی صوفی قادریؒ کی طرف سے تیسویں پشت میں نیز والدہ ماجدہ کی جانب سے اکیسویں پشت میں جا ملتا ہے۔ (برائے تفصیل ملاحظہ ہو مترجم فقہ سنی کیلئے)

تصنیفات | آپ عربی و فارسی نظم و نثر دونوں میدانوں کے شہسوار ہیں جسکا ثبوت بشمول مشہور و معروف قعیدہ خمیریہ غوثیہ آپ کے کئی عربی مضامین میں۔ نثر میں علاء الدین طابرنے آپ کی تصانیف کی تعداد (۶۹) بتائی ہے جو تفسیر فقہ تصوف، عقائد اور ریاضی وغیرہ دنیاوی و دینی فنون پر مشتمل ہیں جن میں فیوض الربانیہ، مجالس ستین، جلاء الخاطر کے علاوہ مشہور فقہ حنبلی پر غلیۃ الطالبین ص ۱ آخری باب تصوف آداب المریدین، (۷۸) مقالات تصوف کا مجموعہ فتوح الغیب اور متعدد مجالس پر تقسیم فتح ربانی تصوف پر آپ کی محرکہ الآراء تصانیف ہیں۔

علامہ زید ابو الحسن فاروقی فاضل ازہر کے تحقیقی مقالہ کے بموجب آپ کی متعدد تصانیف کے قلمی نسخہ جات کتب خانہ مدرسہ قادریہ بغداد شریف میں محفوظ ہیں جہاں سے ہی نسخہ سراسر کی فوٹو کاپی حاصل کر کے یہ ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ الحمد للہ قبل ازیں حضور غوث الموری رضی اللہ عنہ کے مرتبہ الہامی درود شریف بشائریات مواد علیہ اور آپ کے فارسی مکتوبات کے تراجم کرنے کا بھی شرف فقیر مترجم کو حاصل ہو چکا ہے۔

حضرت غوث الاعظم کے سلسل نسب و طریقت

سور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ نسب

شیخ طریقت

شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

سید النساء و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

امام حسین
امام زین العابدین
حسن بصری

امام حسن
امام زین العابدین
حسن انصاری

امام محمد باقر
امام جعفر صادق
امام موسیٰ کاظم
امام علی رضا
حبیب عجمی
داؤد طائی

امام محمد باقر
امام جعفر صادق
امام موسیٰ کاظم
امام علی رضا
عبد اللہ محض
موسیٰ الجون
عبد الشانی

مورف کرخی
سری سقطی
جنید بغدادی
ابوبکر شبلی
عبد اللہ احمد بن عبد العزیز تمیمی
یوسف طوسی
علی قریبی
ابوسعید عمری

محمد جوادی
کمال الدین عینی
ابوالعطاء عبد اللہ
سید محمود طاہر
ابو جمال الدین سید شانی
ابو عبد اللہ اصمعی
ابو صالح سیف الدین
سید داؤد
ابو احمد
یحییٰ زہری
عبد جبار
ابو صالح سیف الدین
ابو صالح سیف الدین

حضور غوث الاعظم ابو شیخ محمد الدین بن علی بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب

خراجِ قلب و نظر

(بمختصر غوث الثقلین منجانب متبرحم)



کوئی ساعت مرے دن کی ایسی نہیں کوئی لمحہ مری شب کا ایسا نہیں

آپ کی یاد یا غوثِ دل میں نہ ہو آپ کا سپر آنکھوں میں جلوہ نہیں
زندگی کو ملا سوز و ساز آپ سے بندگی کا بل مجھ کو راز آپ سے

ساری رونق ہے بندہ نواز آپ سے بزمِ ہستی میں ورنہ اجالا نہیں
آپ کی جب سے ہم پر ہے چشمِ کرم ساری دنیا کی نظروں میں ہے یہ بھرم

کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی بہت کچھ ہیں ہم کیا یہ سب کے در صدقہ نہیں
آپ سے عارفوں کے ہیں دل باغِ باغ آپ سے صوفیوں کے ہیں روشن چراغ

آپ سے سب کو ملتا ہے حق کا سراغ آپ کس کس کے مجا و ماویٰ نہیں
آپ کا شریعت کے عالی گہرا آسمانِ طریقت کے تاباں فخر

آپ علمِ لدنی کے المختصر وہ سمند ہیں جس کا کتارا نہیں
چہرہ قطبیت کا نکھار آپ سے کامل غوثیت کا سنگھار آپ سے

قدرتِ کاباغ و بہار آپ سے آپ کس کس پر احسان فرما نہیں
سید الصوفیہ میں جو والا لقب غوثِ اعظم سے ملتا ہے جنانِ نب

ان کے ثقلینِ اقدس کا صدقہ ہے ب ورنہ اعظم میں یہ پائیدار نہیں

نوٹ: - مترجم کے والد ماجد حضرت مفتی سید شاہ احمد علی صنی صفی قادری نور اللہ کو ملاک و مراد ہیں۔ "سید الصوفیہ" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
	تقدیم	۴
	تقریظ	۶
	تعریف	۸
۴۵	مولف "سرالاسرار" کا تذکرہ مبارک	۲۲
	مستقیم بحضور غوث الثقلین	۲۸
۴۵	علمِ علما کرام اور خامانِ خدا کی غفلت و غفلت	۴۱
۴۵	اللہ تعالیٰ نے روحِ محمدی کو اپنے نور و جمال و شرف و جلال سے	۴۳
۴۷	حقیقتِ محمدی کے وجود کا نام نور ہے	۴۳
	علم کو منتقل کرنے کا ذریعہ قلم ہے	۴۴
	روحِ محمدی تمام موجودات کا خلاصہ اور کائنات	۴۴
	میں سب سے اول ہے	۴۴
	روحوں کو کب پیدا فرمایا گیا اور ان کا اصلی وطن کیا ہے	۴۴
	عالمِ لاہوت، عالمِ جبروت اور عالمِ ملکوت	۴۵
	جسمانی و روحانی، روح کس کو کہتے ہیں۔	۴۵
	آسمانی کتاب نازل کرنے کا پس منظر کیا ہے۔	۴۵
	بعثتِ محمدی کا مقصد بصیرت دلانا اور دیدارِ جلالِ الہی	۴۵
	کی طرف دعوت دینا ہے۔	۴۵
	بصیرتِ روح کی آنکھ ہے جو اولیاء کرام کے دلوں	۴۵
	میں ہوتی ہے۔	۴۵
	ولی مرتد کی اپنی تعلق کے ذریعہ بصیرت کی	۴۵
	آنکھ ملتی اور عالمِ لاہوت سے واقفیت ہوتی ہے	۴۵
	ظاہر کو علمِ شریعت اور باطن کو علمِ معرفت کا پابند	۴۷
	ہونا چاہیے۔	۴۷
	شریعت و معرفت کی یکجائی سے حقیقت حاصل ہوتی ہے	۴۷
	معرفت کے بغیر عبادت ممکن نہیں ہے۔	۴۷
	معرفت کس کو کہتے ہیں۔	۴۷
	معرفت ذات اور معرفت صفات کیا ہے۔	۴۷
	روح قدسی اور اسکے لوازم توبہ، تعلق اور کلمہ کا بیان	۴۷
	زبان و دل کی زندگی اور پاکیزگی کیسے ہوتی ہے	۴۷

نبی مرسل سے مراد نبی کی بشریت ہے اور قرشتہ سے مراد اسکی روحانیت ہے جو حیرت انگیز اور پیرا کیسی۔

۴۹

ملاں کی بجلی جس پر پڑے وہ جھلک کر خاکستر ہو جائے۔

۴۶

کتاب میں چوبیس نفیس، علمِ طیبہ کے حروف کی قلم

۴۹

اور شب و روز کی ساعتوں کی تعداد کے مساوی ہیں۔

۵۱

پہلی فصل انسان کے اپنے وطن کو لوٹنے کے بیان میں

۵۱

انسان کی قسمیں۔

۵۱

جنت المادوی جنت النعم اور جنت الفردوس تین

۵۱

مراج ہیں۔

۵۱

اپنے وطن کی طرف انسان کی بغروی اور کجی داپسی

۵۱

علم کی شب جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔

۵۱

علم میں تفکر کا ایک سال عبادت کے ستر سال بہتر ہے

۵۳

حرفوں کے دل میں آنکھیں ہیں۔

۵۳

دلِ زیمہ میں اللہ کی خوشبو ہے اور اس کا فیضان

۵۳

کس طرح ہوتا ہے۔

۵۵

دوسری فصل انسان کے اسفل الساطیل میں

۵۵

میں لوٹائے جانے کے بیان میں۔

روح قدسی اور عالمِ لاہوت، عالمِ جبروت اور عالمِ ملکوت اور ملک کا تعلق۔

۵۵

روح جسمانی کا مقام بدن، روح روحانی کا

۵۵

مقام رسل، روح سلطانی کا مقام قبولی، اور

۵۵

روح قدسی کا مکانِ سر ہے۔

۵۷

تیسری فصل جسموں میں روحوں کی دو کائنات کے

۵۷

بیان میں۔

۵۹

ولایتِ مکاشفات اور مشاہداتِ از تحت التری تا

۵۹

السماء کی اہمیت۔

۵۹

اسماء کے شمار کا مطلب اور لا الہ الا اللہ کے

۵۹

بارہ حروف کی تعداد کا تعلق۔

۵۹

قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور پھر باطن

۵۹

کا بھی باطن ہے۔

۵۹

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ضرب سے

۵۹

بارہ چشمے نکلے۔

۵۹

چالیس دن کے اخلاص کا ثمر۔

۶۱

انسان خدا کا راز ہے اور خدا انسان کا راز ہے

۶۳

چوتھی فصل علوم کے بیان میں۔

۶۷	انسان کی حقیقت کے معنی کا نام طفلِ معانی ہے۔	۶۳	علمِ ظاہر اور علمِ باطن کی بارہ بارہ شاخیں۔
۶۷	طفلِ معانی کی پرورش اسماء و توحید کے ہمیشہ درد سے کرنا چاہیئے۔	۶۳	علم کی چار قسمیں شریعتِ طریقتِ معرفت اور حقیقت ہیں
۶۷	باطن میں اللہ تعالیٰ کے جمال کے سوا کچھ بھی نہیں۔	۶۳	شریعت جہاد، طریقت شاخیں اور معرفت پتہ حقیقت
۶۷	انسان دو مرتبہ پیدا ہونے کے بعد ظاہر ہو رہا ہے۔	۶۳	بھل اور ان سب کا جامع قرآن ہے۔
۶۷	علمِ شریعت و حقیقت کا نور ایک جگہ جمع ہونے کا نتیجہ	۶۳	تفسیر عوام کیلئے اور تادیل خواص کے لئے ہے۔
۶۷	پانچویں فصل توبہ و تعلقین کے بیان میں۔	۶۳	دائرہ شریعت میں نفس کا دوسرہ ہے۔
۶۷	لائقِ اصحاب کی تعلقین اور خالص توبہ کے بغیر رتبہ	۶۳	دائرہ طریقت میں مکروہ فریب کا دوسرہ ہے۔
۶۷	حاصل نہیں ہوتے۔	۶۳	دائرہ معرفت میں شرک خفی کے ذریعہ دوسرہ ہے۔
۶۷	کسی زندہ دل سے توحید کا تخم حاصل کرنے پر ہی	۶۳	دائرہ حقیقت میں کوئی دوسرہ نہیں۔
۶۷	قلب کو زندگی ملتی ہے۔	۶۳	تجلی ذات کے بغیر بشری صفات فنا نہیں ہوتے۔
۶۷	جبرئیل علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر حضور	۶۳	ہزار کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی روحانیت نصیب
۶۷	کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سکھ کا تین تین یا تعلقین فرمایا	۶۵	ہونا ضروری نہیں۔
۶۷	جہادِ اضعف سے جہادِ اکبر کی طرف آنے سے کیا مراد ہے۔	۶۵	محض علمِ ظاہر کے ذریعہ بارگاہِ قرب میں عالم کا گزرتا ہے
۶۷	وحشیانہ اور شیطانی عادتیں۔	۶۵	علم کا شیطان ملک ہے۔
۷۱	توبہ کرنے والا اور توبہ میں فرق۔	۶۵	عارف کا شیطان ملکوت ہے۔
۷۱	توبہ کی دو قسمیں ہیں۔	۶۵	واقف کا شیطان جبروت ہے۔
۷۱	کسب و جود گناہ ہے۔	۶۵	جو تینوں شیطانوں سے راضی ہو وہ بارگاہِ الہی میں مردود ہوتا ہے
۷۱	حضور ہر روز ایک سو بار استغفار فرمایا کرتے تھے۔	۶۵	اللہ نے اپنے حکم کے ساتھ اسکے اندازہ سے واقفیت
			بھی مرحمت فرمائی۔

انابہ کس کو کہتے ہیں۔

نبی اور دل کے درمیان فرق کیلئے۔

دلائل محمدی نبوت کا حصہ ہے۔

ایک راز بوشب معراج میں حضور کو تیس ہزار بار
ودلیعت فرمایا گیا۔

ستر سے علم باطن کی رہنمائی۔

علماء و مشائخ اپنے اپنے سلسلہ کے ذریعہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پیوستہ ہیں۔

علم کا مغز، پوست اور پوست کا پوست۔

علماء کرام کی ہم نشینی اور حکماء کی باتیں سنتا لازم ہے

اللہ تعالیٰ مردہ دل کو نورِ حکمت سے زندہ فرماتا ہے

لوح محفوظ، جبروت اور قرب خاص سے کیا مراد ہے

بہشتی فصل توحید کی معرفت کی روشنی میں اپنے

باطن کی صفائی کے ذریعہ صوفی بننے کے بیان میں۔

صوفی کا نام کس لئے مشہور ہوا۔

تصوف کے چار ہروف تاء، صاد، واو اور فاء سے

کیا مراد ہے۔

تاء، توبہ سے ہے۔ توبہ کی اقسام اور حصول کا طریقہ۔

صاد مفا سے ہے۔ صفا کی اقسام اور حصول کا طریقہ۔

۷۳

کن بستی کدورتوں کو دل سے دور کرنے پر تلب کی
انگریزی حاصل ہوتی ہے۔

۷۳

۷۳

اللہ تعالیٰ کے ذکر جہری کے ذریعہ کدورتوں سے
پاکی صفائی ہوتی ہے۔

۷۳

۷۳

داؤد ولایت سے ہے۔ اسکے حصول کا طریقہ۔

۷۵

قافنا سے ہے اور اس کی تفصیل۔

۷۵

نیک عمل کا نتیجہ انسانی حقیقت کی زندگی یعنی
طفل معانی ہے۔

۷۵

قنا و بقا کا مقام اور انبیاء و اولیاء کا مرتبہ۔

۷۷

مسالوین فصل غفران اذکار کے بیان میں

۷۷

ذکر لا الہ الا اللہ کی فضیلت اور اسکی صورتیں

۷۷

ذکر جہری اور ذکر خفی۔

۷۹

زبان، قلب، فؤاد، سر کا پوشیدہ ذکر

۷۹

ذکر حلی و خفی کا روح پر کیا اثر ہوتا ہے۔

۷۹

کھڑے بیٹھے اور کدورتوں پر لیٹے ہوئے ذکر سے کیا مراد ہے

۷۹

انھویں فصل ذکر کے شرائط کے بیان میں

۷۹

موت کے بعد قبر اور آخر دی زندگی میں ذکر اثرات

۷۹

حصول علم کے دوران فوت ہو جانے والے طالب علم کو

۸۱

قبر میں فرشتوں کے ذریعہ تعلیم معرفت دی جاتی ہے

۱۰۳	عذاب کے بغیر اور عذاب کے بعد جنت میں داخلہ کی صورتیں۔	۹۱	دنیا میں آخرت کا تخم پونا آخرت میں اسکی فصل کاٹنا
۱۰۳	نیک شخص سے بُرائی اور بُرے شخص سے نیکی بھی ہوتی ہے۔	۹۳	نویں فصل اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بیان میں دیدارِ الہی کی دو قسمیں ہیں۔
۱۰۵	ابلیس پر لعنت اور حضرت آدمؑ پر رحم کا سبب کیا تھا۔	۹۳	حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا دیدارِ الہی۔
۱۰۵	پانی مٹی، ہوا اور آگ جیسی اضداد ایک ہی جسم میں جمع کئے جانے کا سبب کیا ہے۔	۹۳	مومن کے قلب کی تشریح طاق و چیراغ کی مثل سے۔
۱۰۵	وجودِ کبریٰ کیا ہے۔	۹۵	نور کو حدوثِ عدم اور طلوع و غروب نہیں ہوتا بلکہ ازلی ہے۔
۱۰۵	انسان اسم "جامع" کا نمونہ ہے۔	۹۵	انوار و تجلیاتِ الہی کے رازِ سرستہ کا نام ہی طفلِ معانی ہے۔
۱۰۵	قرشتے اسمِ سبوح و قدوس کا نمونہ ہیں۔	۹۵	تجلی ذات و صفات اور ان کے نتائج۔
۱۰۵	ابلیس اسم "جبار" کا نمونہ ہے۔	۹۹	دسویں فصل تائیک اور روشن جہا کے بیان میں
۱۰۷	نبیاء و کرام کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے معصوم ہیں۔	۹۹	قلب کے باطن کی دو آنکھیں لائیں۔
۱۰۷	اولیاء و کرام معصوم نہیں ہوتے بلکہ کاملِ دلالت کے بعد محفوظ ہو جاتے ہیں۔	۱۰۱	اللہ سے ملنے کا مطلب کیا ہے۔
۱۰۷	سعادت کی پانچ علامات	۱۰۳	گیارہویں فصل سعادت (نیکی) اور شقاوت (بدعتی) کے بیان میں۔
۱۰۷	شقاوت کی پانچ علامات	۱۰۳	انسان کی نیکی غالب ہو تو شقاوت بھی سعادت سے تبدیل ہو جائے۔
۱۰۷	نیک شخص کی چار علامات	۱۰۳	نفسانی خواہشات کی پیروی سے پابند ہو جاتی ہے۔
۱۰۷	بُورے شخص کی چار علامات	۱۰۳	میزان کس لئے بنایا گیا۔
۲۰۷	تربیت سے شقاوت سعادت میں بدل جاتی ہے۔		

۱۱۳	شریعت طریقت اور معرفت کے نور کی مختلف لباس کے رنگوں سے ہم آہنگی۔	۱۰۴	ہر شخص پیدا تو فطرت اسلام پر ہوتا ہے لیکن اس کے باپ یہودی، نصرانی اور عجمی ہوتے ہیں۔
۱۱۳	دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے۔	۱۰۴	ہر شخص میں سعادت اور شقاوت کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔
۱۱۵	حضورؐ نے سیاہ علامہ اور سیاہ لباس کیوں زیب تن فرمایا	۱۰۴	نیک ہونے یا بُرا ہونے سے کیا مراد ہے۔
۱۱۵	انبیاء کرامؑ پر آزمائش مقرر ہے اسکے بعد حبیبؑ آزمائش	۱۱۱	بارہویں فصل فقراء کے بیان میں۔
۱۱۵	ذات الہی کے نور کے سوا دوسرے کسی نور کا رنگ ظاہر نہیں ہوتا	۱۱۱	فقراء کا نام صوفیہ ہے۔
۱۱۵	اہل قرب کا محبوب، مطلوب اور مقصود صرف اللہ تعالیٰ ہے	۱۱۱	چار علم شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کی تشریح۔
۱۱۷	تیرھویں فصل طہارت کے بیان میں۔	۱۱۱	چار ارواح جسمانی، ربانی، سلطانی و قدسی کی تشریح
۱۱۷	طہارت کی دو قسمیں ظاہری و باطنی اور انکی تعریف	۱۱۱	چار تجلیات الٰہیہ افعال، صفات و ذات کی تشریح
۱۱۷	شرعی وضو اور باطنی وضو کی تجدید۔	۱۱۱	عقل معاشی، عقل عادی و عقل کل کی تشریح۔
۱۱۹	چودھویں فصل شریعت اور طریقت کی نماز کے بیان میں۔	۱۱۱	جنت المادوی اور جنت الفردوس کے مستحق کون ہیں۔
۱۱۹	شریعت کی نماز جسم کے ظاہری اعضاء کی حرکت سے ادا ہوتی ہے۔	۱۱۱	فقراء عارفین صاحبان تصوف ہیں۔
۱۱۹	صلوٰۃ وسطی سے مراد قلب کی تازہ ہے جو نماز طریقت	۱۱۱	حدیث فقر میرے لئے موجب فخر ہے۔
۱۱۹	قلب رحمن کی دو انگلیوں یعنی لطف و قہر کی صفوں کے درمیان ہے۔	۱۱۱	حدیث قدسی کہ زمین و آسمان مجھے نہ سما سکے مگر بندہ مومن کے قلب نے بچھ لیا۔
۱۱۹	حضورؐ کی قلب کے بغیر کوئی نماز نہیں۔	۱۱۳	دیدار الہی کے مشاقق کے تین لباس ہیں۔
		۱۱۳	مبتدی کے لئے بکری کا اون، متوسط کیلئے بھیر کا اون اور منتہی کے لئے روئی کا لباس۔

۱۲۳	باطنی آنکھ میں توحید کے نور کے ساتھ اسماء توحید کا ورد کرنے پر تجلی انوار ذات ظاہر ہوتی ہے۔	۱۱۹	قلب وہ گوشت کا لوتھڑا ہے جس کی محنت و فساد پر بدن کی محنت و فساد کا دار و مدار ہے۔
۱۲۴	ذات الہی کے سوا ہر چیز فانی ہے۔	۱۱۹	شریعت کی نماز پانچ مرتبہ اور طریقت کی نماز ہمیشہ عمر بھر ہے۔
۱۲۳	عالم نحو میں عقل یا کوئی غیر خدا باقی نہیں۔	۱۲۱	نماز طریقت کی مسجد جماعت، امام اور قبلہ
۱۲۳	حضور کی خلوت کے وقت ہمیشہ کوئی بھی مقرب فرشتہ یا کوئی نبی مرسل موجود نہیں رہتا۔	۱۲۱	قلب نہ سوتا ہے اور نہ مرتا ہے۔
۱۲۵	تجربہ سے مراد تمام بشری صفات کا فنا ہو جانا	۱۲۱	انبیاء کرام اپنے گھروں کی طرح اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔
۱۲۷	سو گھوڑوں فصل شریعت و طریقت کی زکوٰۃ کے بیان میں۔	۱۲۱	ظاہر و باطنی طور پر شریعت و طریقت کی نماز کی یکجائی سے مکمل نماز ہوتی ہے۔
۱۲۷	شریعت اور طریقت کی زکوٰۃ کیا ہے۔	۱۲۱	حیات قلب کے بغیر طریقت کی نماز ناقص ہے
۱۲۷	زکوٰۃ کا حد و قیود فقیر کے ہاتھ سے پہلے خدا کے دست قدرت میں پہنچا ہے۔	۱۲۳	پندرہ گھوڑوں فصل عالم تجرید میں معرفت کی طہارت کے بیان میں۔
۱۲۷	منفلس اللہ کی امان میں ہوتا ہے۔	۱۲۳	طہارت معرفت کی دو قسمیں
۱۲۷	اللہ کو قرض حسنہ دینے سے کیا مراد ہے۔	۱۲۳	معرفت صفات اور معرفت ذات کی طہارت حاصل کرنے کے طریقے۔
۱۲۹	ستر گھوڑوں فصل شریعت و طریقت کے روزہ کے بیان میں۔	۱۲۳	مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔
۱۲۹	شریعت و طریقت کے روزہ سے کیا مراد ہے۔	۱۲۳	مومن مومن کا آئینہ ہے۔
۱۲۹	شریعت کا روزہ و قیود اور طریقت کا روزہ الہی	۱۲۳	عالم نقاشی کرتا ہے اور عمارت حقیقی گری کرتا ہے۔
۱۲۹	روزہ کی دو خوشیاں ہیں۔		

۱۳۵	عارف کا علم اللہ تعالیٰ کا بھید ہے۔	۱۲۹	شریعت و طریقت کے افطار سے کیا مراد ہے۔
۱۳۷	انیسویں فصل وجد اور اسکی صفات کے بیان میں۔	۱۲۹	حقیقت کا روزہ کیا ہے۔
۱۳۷	ہو اللہ کیلئے وجد میں نہ آئے اس کا کوئی دین نہیں	۱۲۹	حقیقت کا روزہ کس طرح ٹوٹ جاتا ہے۔
۱۳۷	وجد کے بارے میں حضرت بنید رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۱۳۱	اٹھارویں فصل شریعت و طریقت کے حج کے بیان میں۔
۱۳۷	وجد کی دو قسمیں را، چھانی نفسانی دس روحانی حج	۱۳۱	شریعت کا حج اور اس کے ارکان و شرائط کیا ہیں
۱۳۷	وجد نفسانی اور وجد روحانی کی مثالوں سے تشریح	۱۳۱	طریقت کا حج اور اسکے ارکان و شرائط کیا ہیں
۱۳۹	حکمت محبت و عشق کے اشعار اور جذباتی آوازیں	۱۳۱	طریقت کے احرام، کعبہ عرفات مزدلفہ صبی اور قربانی کیا ہے۔
۱۳۹	روح کیلئے نورانی قوت ہیں۔	۱۳۱	طواف، وقوف اور قربانی کیلئے اسماء۔
۱۳۹	روحانی وجد کی کیفیت نور کو نور سے ملائی ہے۔	۱۳۳	کوہ ایمان عرش کے اطراف دو مقامات اور عہدہ
۱۳۹	نفسانی وجد شیطان اور ظلماتی ہوتا ہے۔	۱۳۳	رب کے درمیان دو سیاه و سفید پردے ہیں۔
۱۳۹	حرکت وجد کی دو قسمیں اختیاری، اضطراری ہیں۔	۱۳۳	نویں اور دسویں اسم کی پابندی سے حرم میں داخل ہونا اور معتکف ہونا۔
۱۳۹	وجد و سماع کی تحریک عاشقوں اور عارفوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔	۱۳۳	گیارہویں اسم کے ساتھ طواف کی سات چکر ہیں۔
۱۳۹	وجد و سماع مجبین کی غذا ہے اور طالبوں کو قوت دیتی ہے۔	۱۳۳	بارہویں اسم سے پینا ہے۔
۱۳۹	سماع خواص کیلئے فرض، مجبین کیلئے سنت اور غافلوں کے لئے بدعت ہے۔	۱۳۵	تیرہویں اسم سے اپنے اصلی وطن کی طرف لوٹنا ہے
۱۳۹	وجد کی حرکت دس صورتوں پر ہے۔	۱۳۵	علم ایک پرستیدہ حالت میں ہے جسکو علماء حق کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱	۱۴۱
۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲	۱۴۲
۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳	۱۴۳
۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴	۱۴۴
۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵	۱۴۵
۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶	۱۴۶
۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷	۱۴۷
۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸	۱۴۸
۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹	۱۴۹
۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰	۱۵۰
۱۵۱	۱۵۱	۱۵۱	۱۵۱
۱۵۲	۱۵۲	۱۵۲	۱۵۲
۱۵۳	۱۵۳	۱۵۳	۱۵۳
۱۵۴	۱۵۴	۱۵۴	۱۵۴
۱۵۵	۱۵۵	۱۵۵	۱۵۵
۱۵۶	۱۵۶	۱۵۶	۱۵۶
۱۵۷	۱۵۷	۱۵۷	۱۵۷
۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸
۱۵۹	۱۵۹	۱۵۹	۱۵۹
۱۶۰	۱۶۰	۱۶۰	۱۶۰
۱۶۱	۱۶۱	۱۶۱	۱۶۱
۱۶۲	۱۶۲	۱۶۲	۱۶۲
۱۶۳	۱۶۳	۱۶۳	۱۶۳
۱۶۴	۱۶۴	۱۶۴	۱۶۴
۱۶۵	۱۶۵	۱۶۵	۱۶۵
۱۶۶	۱۶۶	۱۶۶	۱۶۶
۱۶۷	۱۶۷	۱۶۷	۱۶۷
۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸
۱۶۹	۱۶۹	۱۶۹	۱۶۹
۱۷۰	۱۷۰	۱۷۰	۱۷۰
۱۷۱	۱۷۱	۱۷۱	۱۷۱
۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲	۱۷۲
۱۷۳	۱۷۳	۱۷۳	۱۷۳
۱۷۴	۱۷۴	۱۷۴	۱۷۴
۱۷۵	۱۷۵	۱۷۵	۱۷۵
۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶	۱۷۶
۱۷۷	۱۷۷	۱۷۷	۱۷۷
۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸	۱۷۸
۱۷۹	۱۷۹	۱۷۹	۱۷۹
۱۸۰	۱۸۰	۱۸۰	۱۸۰
۱۸۱	۱۸۱	۱۸۱	۱۸۱
۱۸۲	۱۸۲	۱۸۲	۱۸۲
۱۸۳	۱۸۳	۱۸۳	۱۸۳
۱۸۴	۱۸۴	۱۸۴	۱۸۴
۱۸۵	۱۸۵	۱۸۵	۱۸۵
۱۸۶	۱۸۶	۱۸۶	۱۸۶
۱۸۷	۱۸۷	۱۸۷	۱۸۷
۱۸۸	۱۸۸	۱۸۸	۱۸۸
۱۸۹	۱۸۹	۱۸۹	۱۸۹
۱۹۰	۱۹۰	۱۹۰	۱۹۰
۱۹۱	۱۹۱	۱۹۱	۱۹۱
۱۹۲	۱۹۲	۱۹۲	۱۹۲
۱۹۳	۱۹۳	۱۹۳	۱۹۳
۱۹۴	۱۹۴	۱۹۴	۱۹۴
۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵	۱۹۵
۱۹۶	۱۹۶	۱۹۶	۱۹۶
۱۹۷	۱۹۷	۱۹۷	۱۹۷
۱۹۸	۱۹۸	۱۹۸	۱۹۸
۱۹۹	۱۹۹	۱۹۹	۱۹۹
۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰

- ۱۵۷ حضورؐ نے رب کو بے ریش نوجوان کی صورت میں دیکھا
- ۱۵۸ حقیقت محمدؐ کو دیکھنے کی صلاحیت کس میں ہو سکتی ہے
- ۱۵۹ اللہ کا حیدر اور انسانی بشری صورت میں درست ہے۔
- ۱۵۹ حضرت بایزیدؒ کا قول ”سبحانی کا عظم خانی“
- ۱۵۹ حضرت جنیدؒ کا قول ”لیس فی جیتی سوی اللہ“
- ۱۵۹ دنیا میں حضور اللہ کے سوا کسی کے بھی محتاج نہیں ہیں۔
- ۱۶۱ احوالِ جسمانی، روحانی، سلطانی و قدسی کی ترتیب۔
- ۱۶۳ بری عادتوں کے نسبتِ ثواب، امارہ، لواہ، طہمہ سے منسوب ہے۔
- ۱۶۳ تیندوہ، شیر، رچھ اور بھیریا کی تعبیر کیا ہے۔
- ۱۶۳ سور، خرگوش، لکڑی، چیتا، بیہوشی، سانپ، بچھو اور شہد کی مکھی کی تعبیر کیا ہے۔
- ۱۶۳ نفسِ الملوہ کا قویٰ کی صورت میں، نفسِ لواہ، یہودیوں کی صورت میں، اور نفسِ طہمہ نصرانیوں کی صورت میں نظر آتا ہے۔
- ۱۶۵ **فصل** اہل تصوف کے بیان میں
- ۱۶۵ اہل تصوف کے بارہ گروہ ہیں۔
- ۱۶۵ اہل سنت والجماعت کے افعال و اقوال، خیریت و طریقت کے موافق ہیں۔
- ۱۶۷ دوسرے گیارہ گروہوں کی تفصیل۔
- ۱۶۹ حضرت علیؑ کے جذباتِ روحانی، مشائخ طریقت تک وسعت پائے۔
- ۱۶۹ قلندر، حیدر، ادھم سے واسطہ شاخیں۔
- ۱۶۹ عرفان حاصل کرنے کیلئے اہل حق کے دو شواہد ظاہر و باطن اور اس کی تفصیل۔
- ۱۷۱ **پچیسویں فصل** خاتمہ کے بیان میں۔
- ۱۷۱ سالک کی صفات و خصوصیات۔
- ۱۷۱ اولیاء کی کرامات، مکر و استدراج سے محفوظ ہیں۔
- ۱۷۱ خاتمہ برائے ہونے کا خوف کرنا خاتمہ برائے ہونے سے نجات پانے کا سبب ہے۔
- ۱۷۱ تندہ رقی کی حالت میں خوف اور بیماری کی حالت میں اُمید غالب ہوتی ہے۔
- ۱۷۱ مومن کا خوف اور اُمید دونوں وزن میں برابر نہیں۔
- ۱۷۱ نزع کے وقت مومن کا فضل الہی یقین ہونا چاہیے۔
- ۱۷۱ فضل الہی کی خاطر کن جذبات سے رجوع خدا ہوتا ہے۔
- ۱۷۳ عالم درجات تا عالم قربت کے نو نام اور تین اسماء توحید جملہ بارہ اسماء اصول ہیں۔

۲۱۱	حضرت بایزید بطامیؒ	۱۹۷	بخل	۱۸۲	تصوف صوفی	۱۷۴	حواشی
۲۱۱	حضرت جنید بغدادیؒ	۱۹۸	بغض	۱۸۲	اخلاص	۱۷۴	اللہ
۲۱۱	حضرت عبدالحقؒ	۱۹۸	حد	۱۸۳	النس	۱۷۴	ازل ابد
۲۱۲	حضرت قاضی عیاضؒ	۱۹۹	حرص	۱۸۴	قرب	۱۷۴	ذات
۲۱۲	حضرت امام غزالیؒ	۱۹۹	تکبر	۱۸۴	توبہ	۱۷۴	برزخ
۲۱۳	حضرت نجم الدین رازیؒ	۲۰۱	غیبت	۱۸۵	فقہ	۱۷۵	تجربہ
۲۱۴	حضرت جلال الدین رومیؒ	۲۰۲	شہوت	۱۸۶	صبر	۱۷۶	فناء بقا
۲۱۴	حضرت فخر الدین رازیؒ		متفرقات :-	۱۸۷	توکل	۱۷۶	منزل
۲۱۵	ماخذ	۲۰۴	روحانی دوکانات	۱۸۸	رضا	۱۷۷	ناسوت ملکوت جبروت لاہوت
۲۱۶	قطب تارخ	۲۰۵	جدول	۱۸۹	خوف	۱۷۷	ستر
		۲۰۶	علم کی تشریح	۱۹۰	رجاء	۱۷۸	تجلی
		۲۰۶	صلوٰۃ تسبیح	۱۹۱	شکر	۱۷۸	جسم
		۲۰۹	کرامت	۱۹۲	زہد	۱۷۸	جوہر
		۲۰۹	استدراج	۱۹۳	ذکر	۱۷۸	عرض
		۲۰۹	رضی اللہ عنہ لکھنے	۱۹۵	دورح	۱۷۹	روح
		۲۱۰	مختصر تذکرہ	۱۹۵	نفسانی خواہشات	۱۸۰	احوال و مقامات
		۲۱۰	صوفیہ کرام	۱۹۵	ادب برے اخلاق	۱۸۰	صوفیہ
		۲۱۰	حضرت شفیق بلخیؒ	۱۹۶	نفس	۱۸۰	شریعت و لہقت
		۲۱۰	حضرت یحییٰ بن معاذؒ		امارۃ المؤمنین علیہم السلام	۱۸۰	حقیقت معرفت

هَذِهِ الرِّسَالَةُ مِنَ الْإِسْلَامِ

سَيِّدِ نَاشِخِ الْأَسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْفَائِدِ الْكَلْبَلِي (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)

وَفَقَّعَنَا اللَّهُ لِلْمُسْلِمِينَ مِنْ بَرَكَاتِهِ

(ابتدا)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

تَسْلِيمًا كَثِيرًا إِلَى نَوْمِ الدِّينِ هَاجِدُ اللَّهِ الْفَائِدِ الْعَلِيمِ النَّاطِقِ الْغَلِيظِ

الْمَجُودِ الْكَرِيمِ الرَّبِّ الرَّحِيمِ هَاجِدُ اللَّهِ الْفَائِدِ الْعَلِيمِ النَّاطِقِ الْغَلِيظِ

الْقَرِيبِ وَالْقَرِاطِ الْمُسْتَفِيدِ خَاتَمِ الرِّسَالَةِ وَالْهَادِي مِنَ الصَّلَاةِ وَالْمُشْرِفِ الْمُرْسَلِ

بِأَشْرَفِ الْكُتُبِ إِلَى الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّبِيُّ الْعَرَبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى آلِهِ الْمُهَنْدِينَ

وَأَحْصَا بِهِ الْأَخْيَارِ الْمُتَخَيَّرِينَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا وَحَمْدًا كَثِيرًا كَثِيرًا وَبَعْدُ فَإِنَّ الْعِلْمَ

أَشْرَفُ مَنْفَعَةٍ وَأَجَلُ مَرْتَبَةٍ وَأَجْمَعُ مَفْزَعَةٍ وَأَوْجَعُ مَجْرَعَةٍ إِذْ بِهِ يَتَوَصَّلُ إِلَى الرَّحْمَنِ

رَبِّ الْعَالَمِينَ وَتَصْدِيقِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ خَوَاصِّ عِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ أَجْنَبَاهُمْ إِلَى مَعَالِمِ

دِينِهِ وَهَذَا هُوَ بَرِيدُ الْفَضْلِ أَشْرَفُهُمْ وَأَصْطَفَاهُمْ وَهُوَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَخُلَفَاؤُهُمْ

وَأَرْحَمُهُ سَادَاتُ الْمُرْسَلِينَ وَعَزَافَاؤُهُمْ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «تَرَاوَرَّسُوا بِالْكِتَابِ

الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ أَغْلَى»

سیرالانوار کا ترجمہ نورالانوار

پید سال سیرالانوار ہمارے مزار شیخ الاسلام والمسلمین
(حضرت) شیخ عبدالقادر گیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
کی تالیفات سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور مسلمانوں کو اپنی برکتوں سے مالا مال فرمائے
(آغاز)

”اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے“

اور اللہ (تعالیٰ) ہمارے آقا (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل (پاک)

پر اور آپ کے اصحاب (کرام) پر تار و جزا کثرت سے درود اور خیر سلام بھیجے۔ تمام تعریف اللہ کے لئے جو قدرت
والا، علم والا، دیکھنے والا، علم والا، جو دو کرم والا، پروردگار رحم والا (اور) ذکر حکیم قرآن عظیم کو (انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)
پر نازل فرماتے والا ہے جو سچے دین اور سیدھی راہ کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔ رسالت جن پر ختم ہو گئی اور جو
مگر اس سے ہدایت کی طرف لانے والے ہیں اور جن کو بزرگ ترین کتاب کے ساتھ عربی عجم کی طرف بھیجے جائیگا شرف عطا فرمایا
گیا (یعنی نبی عرب (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی ہدایت یافتہ آل پر اور آپ کے برگزیدہ و
پسندیدہ اصحاب پر درود بھیجے۔

اور سلام شایان و حمد پائیاں کے بعد یہ کہ علم نہایت شریف بخوبی ہے اور اعلیٰ ترین مرتبہ ہے اور نہایت بارونی سیر یافتہ راہ اور
نہایت نفع بخش تجارت ہے کہ رب العالمین کی توحید تک ساری حاصل کرنے اور نبیوں اور رسولوں کی تصدیق سے ہمکنار ہو سکا ذریعہ
وہ بندے جو خاصا لکھنا میں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی امتیازی نشانیوں کے لئے چن لیا ہے اور انہیں مزید فضل سے بہرہ
بخشی انہیں فضیلت عطا کی اور انہیں پسند فرمایا اور وہی نبیوں کے وارث و جانشین ہیں سادات مسلمین کے نمونے اور ان کے رتبہ و منزلت
میں جیسا کہ ارشاد الہی ہے، ہر گھر ہم نے اپنے خنے ہوئے بندوں کو کتاب و وارث کیا تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے
اور ان میں کوئی مسلمانہ چال پر ہے اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو جھگڑائیوں پر سبقت لے جائیو والا ہے۔“

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "أَعْلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ بِالْعِلْمِ يُحِبُّهُمْ أَهْلُ السَّمَاءِ إِلَى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ" وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "يُنَبِّئُ اللَّهُ الْعِبَادَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَوَمِيْمَهُ الْعُلَمَاءُ نَقُولُ
يَا مَعْشَرَ الْعُلَمَاءِ إِنِّي لَوَاضِعٌ عَلَيْكُمْ فَيَكُونُ إِلَّا لِعِلْمِي بِكُمْ وَلَمْ أَضَعْهُ فَيَكُونُ لَا عَذَابُكُمْ
إِنْ طَلَقُوا إِلَى الْجَنَّةِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ" وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَجَعَلَ
الْجَنَّةَ الدَّرَجَةَ حَطًّا لِلْعَابِدِينَ وَالْمَرْبَةَ لِلْعَارِفِينَ ٥ مَا بَعْدُ فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى رُوحَ
مُحَمَّدٍ ﷺ وَرَجَّاهُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْفُؤَسِي "خَلَقْتُ مُحَمَّدًا مِنْ نُورٍ
وَجَمِّي" وَكَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ رُوحِي أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي وَأَوَّلُ
مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ وَأَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلَ" وَالْمُرَادُ مِنْهُمْ شَيْءٌ وَاحِدٌ وَهُوَ
الْحَقِيقَةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ ﷺ لَكِنْ سَمِي نُورًا لِكُونِهِ صَافِيًا عَنِ الظُّلُمَاتِ الْجَدَلِيَّةِ
كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ" مَادُهُ "وَسَمِي عَقْلًا لِكُونِهِ
مُدْرِكًا لِلْكُلِّيَّاتِ وَقَلَمًا لِكُونِهِ سَبَبًا لِنَقْلِ الْعِلْمِ كَمَا أَنَّ الْقَلَمَ سَبَبٌ لِنَقْلِ الْعِلْمِ فِي
عَالَمِ الْحُرُوفَاتِ فَالرُّوحُ الْمُحَمَّدِيَّةُ خُلَاصَةُ الْأَحْوَانِ وَأَوَّلُ الْكَائِنَاتِ وَأَصْلُهَا
كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "أَنَا مِنَ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنِّي فَنَخْلُقُ مِنْهُ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا فِي
عَالَمِ اللَّاهُوتِ فِي أَحْسَنِ التَّقْوِيمِ الْحَقِيقِيِّ وَهُوَ اسْمُ جَلَّةِ الْأَنْسِ فِي ذَلِكَ الْعَالَمِ
وَهُوَ الْوَلَدُ الْأَصْلِيُّ فَلَمَّا مَضَى عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةُ أَلْفِ سَنَةٍ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الْعُرْشَ
مِنْ نُورِ مُحَمَّدٍ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَوَّأَ فِي الْكُلِّيَّاتِ مِنْهُ فَرَدَّدَ الْأَزْوَاجَ
الْحَدْرُ لِسْفَلِ الْكَائِنَاتِ اعْنَى الْأَجْسَادَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ
سُفْلَيْنِ" وَالتَّيْنُ "بَعْنَى" أَنْزَلَهُمْ وَأَوَّلًا مِنْ عَالَمِ اللَّاهُوتِ إِلَى عَالَمِ الْجَبْرُوتِ وَالْبَسْمُ
لِلَّهِ تَعَالَى بِتُورِ الْجَبْرُوتِ كِسْرَةً بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ وَهُوَ الرُّوحُ السُّلْطَانِي شَمْسُ

چنانچہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”علماء نبیوں کے وارث ہیں جنہیں علم کے سبب آسمان والے تاروز قیامت محبوب رکھیں گے“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہ ”اسے تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کو اٹھائے گا پھر ان میں علماء کو امتیاز عطا کرے گا تو ارشاد ہو گا اے علماء کی جماعت میں نے تمہیں علم اسلئے عطا کیا کہ میں تمہیں اسکا اہل جانا اور

اسلئے (علم) عطا نہیں کیا، تمہیں منزات و بہت کی طرف جاذبہ میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے“ اور ہر حال میں تمام تعریف اللہ (تعالیٰ) کیلئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے اور جنت کو جو درجہ بہ درجہ ہے عابدوں کیلئے حصہ اور عارفوں کیلئے قرب (کا مقام) بنایا۔ اسکے بعد جب اللہ تعالیٰ نے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو پیدا فرمایا تو اپنے جمال کو روشن فرمایا جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے کہ ”میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میری ذات کے نور سے پیدا کیا“ اور جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”اللہ نے سب سے پہلے جو پیدا فرمایا وہ میری روح ہے اور اللہ

نے سب سے پہلے جو پیدا فرمایا وہ میرا نور ہے اور اللہ نے سب سے پہلے جو پیدا فرمایا وہ قلم ہے اور اللہ محبوب سے پہلے جو پیدا فرمایا وہ عقل ہے اور ان سب سے مراد ایک ہی شے ہے اور وہ ہے حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن اس کے وجود کا نام نور اس لئے رکھا کہ وہ بڑی بڑی ظلمتوں سے پاک و صاف ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے کہ ”بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور ایک روشن کتاب“ اور اسکے وجود کا نام عقل اس لئے رکھا کہ وہ کلیات سمجھنے والی ہے اور اس کو قلم کا نام دیا کہ وہ علم کو نقل کرنے کا سبب ہے جیسا کہ دنیا کے حروف میں قلم واقعی علم کو منتقل کرنے کا ذریعہ ہے لہذا روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تمام موجودات

کا خلاصہ ہے اور کائنات کی ابتداء اور اصل بھی ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”میں اللہ (کے نور) سے ہوں اور ایمان والے میرے (نور خاص) سے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اسی (روح اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) سے جملہ ارواح کو عالم لاہوت میں بہترین صورت

حقیقی پیدا فرمایا اور اس عالم میں وہ مجسم بنی نوع انسان سے وہی مراد ہے اور وہی اصلی وطن ہے پس جب ان پر جلا ہزار برس کا زمانہ گزر گیا تو اللہ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرش کو اور اس سے باقی سب چیزوں کو پیدا فرمایا اور پھر ارواح کائنات کے

سب سے نیچے کے درجہ یعنی جنوں میں لوٹا دی گئیں چنانچہ ارشاد الہی ہے ”پھر اسی کو سب سے نیچے حالت کی طرف پھیر دیا یعنی سب سے پہلے ان کو عالم لاہوت سے عالم جبروت کی طرف آتا اور اللہ تعالیٰ نے دونوں مقدس حدود کے درمیان انہیں جبروتی نور کا پیر میں پیدا دیا اور وہی روح سلطانی ہے پھر

اَنْزَلْنَاهُ فِي الْكِتَابِ الْمَكْنُونِ ثَوْبًا مَّهِرًا بِنُورِ الْمَلَكُوتِ وَهُوَ الرُّوحُ الرَّوحَانِيَّةُ
 ثَوْبًا اَنْزَلْنَاهُ إِلَى الْمَلَكُوتِ وَكَسَاهُوهُ بِنُورِ الْمَلَكُوتِ وَهُوَ الرُّوحُ الْجِسْمَانِيَّةُ ثُمَّ حَلَقُوا الْأَجْسَادَ كَمَا
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهَا خَلَقْنَا صُورَهُمْ^{١٤} ثُمَّ أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى الْأَرْوَاحَ أَنْ تَدْخُلَ فِي الْأَجْسَادِ
 فَدَخَلَتْ بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ تَعَالَى وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي جَمْرًا^{١٥} فَلَمَّا تَعَلَّقَتِ الْأَرْوَاحُ
 بِالْأَجْسَادِ نَسِيتُ مَا اتَّخَذْتُ مِنْ عَهْدِ اللَّهِ الْمِيثَاقَ فِي يَوْمِ^{١٦} «الَسْتُ بِرَبِّكُمْ» أَمْرُهُمْ^{١٧} فَكَلَّمَ
 تَرْجِعُ إِلَى الْوَلَدَيْنِ فَتَرَحَّرَ الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَيْهِمْ فَأَنْزَلَ لَهُمْ كِتَابًا بِأَسْمَاءِ تَائِذِ كَرَةٍ لَهُمْ بِذَلِكَ
 الْوَلَدَيْنِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَذَكَرَهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ إِبْرَاهِيمَ^{١٨} «أَيَّ أَيَّامٍ وَصَالِهِ فِيمَا سَبَقَ مَعَ
 الْأَرْوَاحِ فَجَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ جَاءُوا فِي الدُّنْيَا وَدَهَبُوا إِلَى الْآخِرَةِ لِذَلِكَ
 الْقَتْنِيَّةِ وَكُلَّمَا يَذْكُرُ مِنْهُمُ وَطَنَهُ الْأَصْلِي يَرْجِعُ وَيَسْتَأْذِنُ إِلَيْهِ وَيَصِلُ إِلَى الْعَالَمِ
 الْأَصْلِيِّ حَتَّى يُنْزِلَ الشُّبْرَةَ إِلَى الرُّوحِ الْأَعْظَمِ الْمُحَمَّدِيِّ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ
 أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَكُلِّ الْحَيَاتِ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُرْسَلِينَ فَأَرْسَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى
 إِلَى هَؤُلَاءِ النَّاسِ الْفَاعِلِينَ لِيَفْقَحَ عَنْ بَصِيرَةٍ مِمَّنْ نَزَمَ الْغَفْلَةَ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ وَوَصَالِهِ
 وَلِقَاءِ حَمَالِهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَعْقِلُ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعْتَنِي^{١٩}
 فَلْيَبْصِرْهُ عَنْ الرُّوحِ تَفْقَحَ فِي مَقَامِ الْفَوَادِلِ لِأَيَّامٍ وَذَلِكَ لَا يَحْصُلُ بِعِلْمِ الظَّاهِرِ بَلْ
 بِعِلْمِ الْبَاطِنِ اللَّدُنِّي كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا^{٢٠} بِهَيْ^{٢١} فَالْوَحْيُ عَلَى الْإِنْسَانِ
 تَحْصِيلُ تِلْكَ الْعَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْبَصَائِرِ بِأَخْذِ التَّلْفِينِ مِنْ وَلِيِّ مُرْشِدٍ يُخْبِرُ مِنْ عَالَمِ
 الْأَلْهُوتِ فَيَأْتِيهَا الْإِخْرَانُ انْتِبَاهُهَا وَسَارِعُهَا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ بِالتَّوْبَةِ فَادْخُلُوا
 فِي الطَّرِيقِ وَارْجِعُوا إِلَى رَبِّكُمْ مَعَ هَذِهِ الْفَوَائِدِ الرَّوحَانِيَّةِ فَعَنْ قَرِيبٍ يَنْفُطِحُ
 الطَّرِيقُ وَلَا يُوجِدُ الرَّفِيقُ إِلَى ذَلِكَ الْعَالَمِ فَاجْلِسُوا بِإِبْدَنْقِيَّةِ هَذِهِ

انہیں اسی لباس میں عالم ملکوت میں اُتارا پھر انہیں ملکوتی نور کا پیرہن پہنا دیا اور وہی روحِ روحانی ہے پھر انہیں ملک میں اُتارا اور ملک کے نور کا پیرہن دیا اور وہ روحِ جسمانی ہے پھر جسموں کو پیدا فرمایا جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”ہم نے تم کو اسی (زمین) سے پیدا کیا“ پھر اللہ تعالیٰ نے روتوں کو حکم دیا کہ وہ جسموں میں داخل ہو جائیں تو بحکمِ الہی وہ داخل ہو گئیں چنانچہ ارشادِ الہی ہے ”اور اس میں اپنی روح سے چھونک دیا“ پھر حجبِ روحیں جسموں کے ساتھ وابستہ ہو گئیں تو اللہ سے کئے گئے اُس وعدہ و اقرار کو وہ بھول گئیں جو انہوں نے ”اَلَمْ نَشْرِكْ لَكَ دِيْنًا“ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، کے دل کیا تھا۔ پس وہ وطن کی جانب نہیں لوٹیں تو ان پر اس رحمن نے رحم فرمایا جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ پس ان کے لئے آسمانی کتاب نازل فرمائی تاکہ انہیں اس وطن کی یاد دلائی جائے۔ جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اور ان کو اللہ کے دلوں کی یاد دلا“ یعنی اللہ سے دصال کے وہ دن (یاد دلا) جن کا روتوں کو سابقہ ہوا تھا۔ پس سب انبیاء ان پر درود و سلام ہو، دنیا میں تشریف لائے اور آخرت کی جانب چلے گئے تاکہ اس سے اٹکا ہی ہو اور وہ سب کے سب اسکے اصلی وطن کی ہی یاد دلاتے اور اسی کی طرف لوٹتے اور اسی کا اشتیاق ظاہر کرتے ہیں اور اصلی عالم سے جا ملنے ہیں یہاں تک کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روحِ اعظم کو نبوت کا فیضان عطا فرمایا گیا جو کہ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ پر اور جملہ انبیاء مرسلین پر افضل درود اور کرامتِ سلام ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سب غافل انسانوں کی جانب بھیجا تاکہ خوابِ غفلت سے ان کی چشمِ بصیرت بیدار ہو جائے اور آپ نے انہیں اللہ اور اس کے دصال اور دیدارِ جمال کی طرف دعوت دی جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”آپ فرما دو یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جو میری اتباع کرتے ہیں بصیرت رکھتے ہیں“ تو بصیرتِ روح کی آنکھ ہوئی جو اولیاء کرام کے دل کے مقام پر کھلتی ہے اور وہ ظاہری علم سے نہیں بلکہ باطنی علم لدنی سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اور ہم نے اس کو اپنا علم لدنی عطا کیا۔“ پس انسان پر واجب ہے کہ اس آنکھ کو بصیرت والوں سے حاصل کرے ایک ایسے ولی مرشد کی تلقین کے ذریعہ جو عالمِ لاہوت سے مطلع کرے۔ پس اے بھائیو خبردار ہو جاؤ اور توبہ کے ذریعہ تمہارے پروردگار سے مغفرت پانے میں جلدی کرو اور راہِ پرگامزن ہو جاؤ اور ان روحانی قافلوں کے ہمراہ اپنے پروردگار کی جانب رجوع ہو جاؤ پس قریب ہے کہ راستہ ٹوٹ جائے گا اور اس عالم تک رفاقت دینے والا کوئی بھی نہ رہے گا پس ہم اسلئے نہیں آئے ہیں کہ ہمیں بے برسرِ پیکار ہوتے ہوئے

الدُّنْيَا الدِّينِيَّةُ الْآخِرَةُ ابْتِغَاءَ الْبَقَعِ مُهْتَابٍ فَتَبَيَّنَ كَيْفَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ غَيْرَ لَاحِلٍ أَمَّتِهِ
 فِي آخِرِ الزَّمَانِ هَـ عَلَيْنَا عِلْمَانِ ظَاهِرٌ وَبَاطِنٌ، بِغَيْبِ الشَّرِيعَةِ وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَرَّ بِالشَّرِيعَةِ عَلَى
 ظَاهِرِنَا وَبِالْمَعْرِفَةِ عَلَى بَاطِنِنَا لِيَسْتَجِبَ مِنْ أَجْمَاعِهِمَا الْحَقِيقَةُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ
 يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ" حَرْفٌ "وَالْآفَاقُ جَزَعُ عِلْمِ الظَّاهِرِ لَا يَحْصِلُ الْحَقِيقَةُ وَلَا
 يَوْصِلُ إِلَى الْمَقْصُودِ وَالْعِبَادَةُ الْكَامِلَةُ عِيْنًا لَا تَوْجِدُ إِلَّا مِنْهُمَا كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمَا عَلَّمْتُ الْجِنَّ
 وَالْإِنْسَ إِلَّا الْعِبَادَةَ" رَأْيَاهُ "أَيُّ لِعَرَفِي فَمَنْ لَمْ يَعْرِفْهُ كَيْفَ يَعْبُدُهُ وَالْمَعْرِفَةُ إِنَّمَا تَحْصُلُ بِكَشْفِ
 حِجَابِ النَّفْسِ عَنْ مِرَاةِ الْهَلْبِ كَمَا قَالَ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْفُؤَادِي "كَثُرَ كُزٌّ مُحْفِيًّا فَاحْبَبْتُ أَنْ أَعْرِفَ فَخَلَقْتُ
 الْخَلْقَ لِكَيْ أَعْرِفَ" فَلَمَّا تَبَيَّنَ ذَلِكَ اللَّهُ خَلَقَ الْإِنْسَانَ لِمَعْرِفَتِهِ لَوْعَانِ مَعْرِفَةُ صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَعْرِفَةُ
 ذَلِكَ اللَّهُ تَعَالَى مَعْرِفَةُ صِفَاتِهِ لَنُكُونُ حَظَّ الْجِسْمِ فِي الدَّائِرِينَ وَمَعْرِفَتُهُ فِي ذَلِكَ تَكُونُ حَظَّ الرُّوحِ
 الْفُؤَادِي فِي الْآخِرَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْفُؤَادِ بِقَوْلِهِ" وَهَاتَانِ الْمَعْرِفَتَانِ لَا تَخْصِدَانِ
 إِلَّا بِالْعِلْمَيْنِ عِلْمِ الظَّاهِرِ وَعِلْمِ الْبَاطِنِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ الْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ بِاللِّسَانِ فَذَلِكَ حِجَّةُ
 اللَّهِ تَعَالَى عَلَى ابْنِ آدَمَ وَعِلْمٌ بِالْجَنَانِ فَذَلِكَ عِلْمٌ نَافِعٌ، فَيَحْتَاجُ أَوَّلًا إِلَى عِلْمِ الشَّرِيعَةِ لِيَحْصِلَ الرُّوحُ
 كَسْبَ الْبَدَنِ بِهِ وَهُوَ الدَّرَجَاتُ ثُمَّ يَحْتَاجُ إِلَى عِلْمِ الْبَاطِنِ لِيَحْصِلَ الرُّوحُ كَسْبَ الْمَعْرِفَةِ فِي عِلْمِ الْمَعْرِفَةِ
 وَذَلِكَ لَا يَحْصُلُ إِلَّا بِتَرْكِ الرُّسُومَاتِ الَّتِي هِيَ مُخَالَفَةُ الشَّرِيعَةِ وَالطَّرِيقَةِ وَحُصُولُ الْقَبُولِ الْمُسْتَقْبَلِ
 الرُّوحَانِيَةِ لِإِضَاءَةِ اللَّهِ تَعَالَى بِلَا رِيَاءٍ وَلَا مُمْتَنَةٍ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَادِقًا
 وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا" كَيْفَ "وَعَالَمُ الْمَعْرِفَةِ عَالَمُ الدَّاهُونَ وَهُوَ الْوُطْنُ الْأَصْلِيُّ الْمُنْقُذُ الَّذِي
 خُلِقَ فِيهِ الرُّوحُ الْفُؤَادِي فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ وَالْمُرَادُ مِنَ الرُّوحِ الْفُؤَادِي الْإِنْسَانُ الْحَقِيقِيُّ الَّذِي أُودِعَ فِي
 لَبِّ الْقَلْبِ بَطْنُهُ وَجُودُهُ بِالنُّورَةِ وَالسَّلَاقِيْنَ وَمُلَازِمَتُهُ كَلِمَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِلِسَانِهِ أَوَّلًا وَبَعْدَهُ بِحَيَاةِ
 الْقَلْبِ وَبَعْدَ حَيَاةِ الْقَلْبِ يَحْصُلُ بِلِسَانِ الْجَنَانِ وَتُسَمِّيهِ الْمُسَوِّفَةُ حَقْلَهُ لِنُكَاثِ الْخُدَّاهَا أَنْ تَوَلَّاهُ مِنَ الْقَلْبِ

اس بے وفا ویران دنیا کو سٹھری بنائیں پس تمہارے نبی آپ پر درود و سلام ہو آخری زمانے میں امت کے بارے میں فکر مند ہوئے۔ ہم پر دو علم لازم ہیں ظاہری باطنی یعنی شریعت اور معرفت پس ہمارا ظاہر شریعت کا پابند ہے اور ہمارا باطن معرفت کا پابند ہے تاکہ ان دونوں کے یکجا ہونے سے حقیقت حاصل ہو جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اس سے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں ملے ہوئے معلوم ہوں ان کے درمیان برآخ ہے ایک دوسرے پر نیا دیاتی نہیں کرتے“ اور تنہا صرف علم ظاہر سے نہ حقیقت حاصل ہوتی ہے اور نہ منزل مقصود تک سائی ہوتی ہے اور ان دونوں کی ساتھ ہی عبادت پائے تکمیل کو پہنچتی ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور ہم نے جن انسان کو محض عبادت کیلئے پیدا فرمایا اپنی میری معرفت کیلئے پس جس نے اسکی معرفت ہی نہیں حاصل کی تو وہ اسکی عبادت کو سطر ح کرے گا پس معرفت وہ ہے جو قلب کے آئینہ پر پڑے ہوئے نفس کے پردے کو اٹھانے سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے کہ ”میں پوشیدہ خزانہ تھا پس میں چاہا کہ پچا جاؤں تو خلق کو پیدا کیا تاکہ پچا جا جاؤں“ پس ذات الہی الخ انسان کو پیدا کر کے واضح فرمادیا۔ اسکی معرفت دو قسموں پر ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت (۲) اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت پس اسکی صفات کی معرفت داریں میں جسم کی معرفت کا سبب ہوتی ہے اور ذات کی معرفت آخرت میں روح قدسی کی معرفت کا سبب ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے اور ہم پاک روح سے اسکی مددگی اور یہ دونوں معرفتیں دو معلوم (یعنی) ظاہری علم اور باطنی علم کے بغیر حاصل نہیں ہوتیں چنانچہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”علم دو قسم پر ہے (۱) وہ علم جو زبان سے متعلق ہے اور وہ اولاد آدم پر اللہ تعالیٰ کی محبت ہو اور (۲) وہ علم جو دل سے متعلق ہے اور وہی علم نفع بخش ہے پس اس (انسان) کو سمجھئے پہلے علم شریعت کی ضرورت ہے تاکہ روح کے ذریعہ کسب حاصل کرے اور اس کے بعد ہی کہ علم معرفت میں روح اپنی معرفت کا کسب حاصل کرے اور وہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک شریعت طریقت کی خلاف ورزی کرنے والے ریت کو ترک نہ کیا جائے اور اسکا حصول روحانی پاکیزگی کی قبولیت سے ہی ممکن ہے جو کسی کو دکھانے یا سننے کی غرض سے ہرگز نہ ہو بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ہو جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”تو جسے اپنے پروردگار سے ملنے کی امید ہے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے پروردگار کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے“ اور عالم معرفت ہی عالم لاہوت ہے اور وہی مذکورہ صلی وطن ہے جس میں روح قدسی کو اچھی صورت میں پیدا کیا گیا اور روح قدسی مراد وہ حقیقی انسان ہے جو قلب کی گہرائی میں (بطور امانت) محفوظ رکھا گیا اور اسکا وجود توبہ اور تلقین اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے ذکر پر پہلے زبان سے اس کے بعد حیات قلب کے ساتھ ہمیشہ قائم رہنے سے ظاہر ہوتا ہے اور حیات قلب کے بعد وہ زبان دل سے حاصل ہوتا ہے جس کو صوفیہ نے طفل (بچہ) کا نام دیا اسکی سچے چیز نکات ہیں پہلا ذلکہ کہ قلب اسکی پیدائش اسی طرح

كَوْنُ الدِّ الْعِظَلِ مِنَ الْأُمِّ فَبَرَّيْتِهِ الْفَلْبُ كَتَرَبِيَّةِ الْأُمِّ لِلْوَلَدِ فَيَكْبُرُ وَقَلِيدًا فَلِيدًا إِلَى
 الْبُلُغِ، وَالثَّانِيَّةُ أَنَّ تَقَلُّمَ الْعِلْمِ لِلْأَطْفَالِ غَالِبًا فَتَعَلَّمُوا وَعِلْمُ الْمَعْرِفَةِ لِهَذَا الْعِظَلِ
 أَيْضًا وَالثَّلَاثَةُ أَنَّ هَذَا طِفْلٌ مُطَهَّرٌ مِنْ أَدْنَسِ الذُّنُوبِ فَهَذَا أَيْضًا مُطَهَّرٌ مِنْ دَنَسِ الشَّرِكِ
 وَالْعِظَلَةُ الْجَسَامِيَّةُ، وَالرَّابِعَةُ أَنَّ الْأَكْثَرَ فِي الرَّوْحِ يَرَى فِي هَذِهِ الصُّورَةِ الصَّافِيَةِ الْوَلَدَ
 كَذَلِكَ يَرَى فِي الْمُسَاكِينِ عَلَى مَوْرَةِ الْأَمْرِ دَكَا لِمَلِكِيكَ، وَالخَامِسَةُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَصَفَ أَبْنَاءَ
 جَنَّتِهِ بِالْعِظَلِيَّةِ يَقُولُ تَعَالَى "يَطُوفُونَ عَلَيْهِمْ وَلَدَانُ مُحَمَّدُونَ وَاقُونَ" وَيَقُولُ تَعَالَى "عِلْمَانُ
 لَمَّا كَانُوا لَوْ مَكُونُ بَوْرًا" السَّادِسَةُ أَنَّ هَذَا الْإِسْمَ لَهُ بِإِعْيَارِ لَطَافِهِ وَلَطَافَتِهِ
 وَالسَّابِعَةُ أَنَّ إِحْلَاقَهُ عَلَيْهِ عَلَى الْجَازِ بِإِعْيَارِ تَقَلُّفِهِ بِالْبَدَنِ وَتَمَثُّلِهِ بِصُورَةِ الْبَشَرِ بِنَاءً عَلَى
 الْمَدْقِ عَلَيْهِ لِأَجْلِ مَلَاخِئِهِ لِأَجْلِ اسْتِنْفَاسِهِ وَنَظَرِهِ إِلَى بَدَايَةِ حَالِهِ وَهُوَ الْإِنْسَانُ
 الْحَقِيقِيُّ لِأَنَّ لَهُ النِّسْبَةَ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى وَالْجِسْمَ وَالْجَسَامِيَّةَ لَيْسَ حَرَمًا لَهُ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ
 السَّلَامُ "لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ مُسْتَمِرٍّ لَا يَسْعُ فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ" وَالْمُرَادُ مِنَ النَّبِيِّ
 الْمُرْسَلِ بَشَرِيَّةُ النَّبِيِّ وَمِنَ الْمَلَكِ رُوحَانِيَّةُ الَّتِي عَمِلَتْ مِنْ نُورِ الْجَبَرُوتِ كَمَا أَنَّ الْمَلَكَ مِنْ نُورِ
 الْجَبَرُوتِ فَلَا يَدْخُلُ مِنْ نُورِ اللَّاهُوتِ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ "إِنَّ لِلَّهِ جَنَّةً لَا فِيهَا حُورٌ وَلَا تَقُورٌ
 وَلَا جَنَّاتٌ وَلَا عَسَلٌ وَلَا لَبَنٌ بَلْ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَجْهَهُ يَوْمَئِذٍ نَاصِرَةٌ إِلَى
 رِجَائِهَا نَاطِرَةٌ" قِيَامًا ١٢٠٠ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "سَتَرُونَ رِجْلَكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ" وَلَوْ دَخَلَ
 الْمَلَكُ وَالْجَسَامِيَّةُ فِي هَذَا الْعَالَمِ لَأَحْرَقَهُمَا كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ "لَوْ كَشَفْتُ
 وَجْهَ جَبَلِي لَأَحْرَقْتُ كُلُّ مَآمِدَ بَصَرِي" كَمَا قَالَ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ "لَوْ دُرْتُ أُنْمَلَةً
 لَأَحْرَقْتُ" وَهَذَا الْعِصَابُ عَلَى أَرْبَعَةٍ وَخَمْسِينَ فَصْدًا بَعْدَ دُخُوفِ كَلِمَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا
 اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَبَعْدَ سَاعَةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لِأَنَّ سَاعَاتَهَا أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ سَاعَةً.

ہوتی ہے جیسے کوئی بچہ اپنی ملی پیدا ہوتا ہے۔ پس قلب اسکی پرورش اسی طرح کرتا ہے جیسا کہ ماں اپنے لڑکے کی پرورش کرتی ہے پس رفتہ رفتہ وہ بڑا ہو کر بلوغ تک پہنچ جاتا ہے اور دستار نکلتے۔ بچوں کو علم سکھانا ہے غالباً اس طفل کو بچہ کو بھی علم معرفت کی تعلیم دینا ہے اور تیممرا (نکتہ) یہ کہ لڑکا گناہوں کی آلودگیوں سے معصوم ہوتا ہے تو یہ بھی شرک اور جسمانی غفلت کی آلودگی سے پاک و صاف ہے اور چوتھا (نکتہ) یہ کہ روح لڑکے کو اکثر ایسی ہی صاف صورت میں دیکھتی ہے جیسا کہ فرشتے خوابوں میں امرد (بے ڈارھی موچھوٹو) لڑکے کے روپ میں دیکھتے ہیں۔ اور پانچواں (نکتہ) یہ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت کے بچوں کو طفل سے موسوم کیا اس ارشاد الہی کے مطابق وہ ان کے اطراف ہمیشہ لڑکے لئے پھریں گے۔ اور ارشاد الہی کے مطابق ان کے خدا کا لڑکے (ان کے گرد پھرتے ہیں) گویا وہ چھپا کر رکھے گئے موتی ہیں۔ اور چھٹا نکتہ یہ کہ بے شک یہ نام اس کی باریکی اور پاکیزگی کے اعتبار سے ہے اور ساتواں نکتہ یہ کہ بدن سے اس کے تعلق کے اعتبار سے اس کا اطلاق مجاز پر ہے اور اس کی مثال انسان کی صورت ہے جسکی بنیاد اسی اطلاق پر ہے جو اس کی ملاحظہ کے سبب ہے نہ کہ اس کی نامائشی چمک دمک کے سبب اور اس کی ابتدائی حالت پر ایک نظر ڈالنے کے سبب۔ اور حقیقی انسان وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ (خاص) تعلق ہو اور کوئی جسم یا جسمائیت اس سے ہرگز واقف نہیں۔ بموجب فرمان نبوی آپ پر درود و سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ کی معیت میں میرے لئے استمراری ایسا وقت ہے کہ جس میں نہ کسی ہی مقرب فرشتہ اور نہ کسی نبی مرسل کے لئے التجائش ہے۔ اور نبی مرسل سے مراد نبی کی بشریت ہے اور فرشتہ سے مراد اس کی روحانیت ہے جو جبروتی نور سے پیدا کی گئی جیسا کہ فرشتے جبروتی نور سے ہے پس وہ نور لاہوتی میں داخل نہیں ہوتا اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ”اللہ تعالیٰ کے پاس ایک جنت ہے اس میں نہ نور ہے نہ محلات اور نہ باغ اور نہ شہد اور نہ دودھ ہے، بلکہ وہاں ذات الہی کا پس دیدار ہی دیدار ہوگا۔“ جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”کچھ چہرے اس دن ترو تازہ ہونگے اپنے پروردگار کو دیکھتے ہوئے“ پانچواں فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”عقوبت تم سب اپنے پروردگار کے جمال کا دیدار ایسا ہی کرو گے جیسا کہ چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو اور فرشتہ اور جسم اس دنیا میں اگر داخل ہوں تو جہل کرنا کہتا ہو جائیں جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے ”میرے جلال کی تجلی کو اگر میں ظاہر کروں تو جس کسی پر میری نگاہ (جلال) پڑے وہ جل کر خاک ہو جائے۔“ جیسا کہ جبریل علیہ السلام نے کہا ”اگر میں سرانگشت برابر بھی آگے بڑھوں تو جلادیا جاؤں گا۔“ اور یہ کہ چوبیس فصلوں پر مشتمل ہے جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حروف کی تعداد اور شعبہ رو کی ساتویں تعداد کو برابر کیونکہ انکی چوبیس ساعتیں ہیں۔

الفصل الأول

في بيان رجوع الإنسان إلى وطنه

فَالْإِنْسَانُ عَلَى نَوْعَيْنِ جِسْمَانِيٍّ وَنَفْسَانِيٍّ فَأَجْسَمَانِيٌّ إِنْسَانٌ عَامٌّ وَالرُّوحَانِيٌّ مُخَاصٌّ إِلَى
 وَطَنِهِ وَهُوَ الْقُرْبَةُ فَرُجُوعُ الْإِنْسَانِ الْعَامِّ إِلَى وَطَنِهِ الرَّجُوعُ إِلَى الدَّرَجَاتِ بِسَبَبِ عَمَلٍ يُعْلِمُ
 الشَّرِيعَةَ وَالطَّرِيقَةَ وَالْمَعْرِفَةَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا بِلَا رِيَاءٍ وَلَا سُمْعَةٍ لِأَنَّ الدَّرَجَاتِ ثَلَاثَةٌ طَبَقَاتٍ
 الْأُولَى جَنَّةُ نَعَالِ الْمَلَكِ وَمِنْ جَنَّةِ الْمَكَاوِي وَالثَّانِيَةُ جَنَّةُ فِي عَالَمِ الْمَلَكُوتِ وَهِيَ جَنَّةُ النَّعِيمِ وَالثَّلَاثَةُ
 جَنَّةُ فِي عَالَمِ الْجَبَرُوتِ وَهِيَ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ وَهَذَا الْعَالَمُ ثَلَاثَةٌ عُلُومُ عِلْمِ الشَّرِيعَةِ وَالطَّرِيقَةِ وَالْمَعْرِفَةِ
 كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْحِكْمَةُ الْجَامِعَةُ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ وَالْعَمَلُ بِهَا مَعْرِفَةُ الْبَاطِلِ" كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ
 السَّلَامُ "اللَّهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَأَرِنَا جَنَابَكَ" وَكَمَا قَالَ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ خَالَفَهَا فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ وَتَابَعَهُ" وَرُجُوعُ الْإِنْسَانِ الْخَاصِّ وَوَصُولُهُ إِلَى
 وَطَنِهِ وَهُوَ الْقُرْبَةُ يُعْلِمُ الْحَقِيقَةَ وَهُوَ التَّوْحِيدُ فِي عَالَمِ اللَّاهُوتِ فِي عَالَمِ الْخَبْرَانِ فِي الدُّنْيَا بِسَبَبِ
 عِبَادَتِهِ سَوَاءً كَانَ فَايِمًا أَوْ غَيْرَهُ بَلْ إِذَا نَامَ الْجَسَدُ وَجَدَ الْقَلْبُ فَرَحَهُ فَمَذْهَبُ إِلَى وَطَنِهِ إِنَّمَا
 بِكَلْبَتِهِ أَوْ بِحُزْنَتِهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "يَتَوَقَّى آلَ نَفْسٍ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فَمِنَ مِمَّا هِيَ
 فَمِمَّنْ سِكَ الَّتِي تَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتُ وَبُرْسِلَ الْآخِرَى إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى زَمْرٌ" وَلِذَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَعْقُومُ الْعَالِمِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الْجَاهِلِ بَعْدَ حَيَاةِ الْقَلْبِ نُورِ التَّوْحِيدِ وَمُلَاكَمَتُهُ اسْتِمَاءُ التَّوْحِيدِ
 بِلِسَانِ السِّرِّ بِغَيْرِ حُرُوفٍ وَلَا صَوْتٍ كَمَا قَالَ اللَّهُ سُجَّانَهُ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ الشَّافِعِيِّ "إِنْ عَمِلَ
 الْبَاطِلُ هُوَ سِرٌّ مِنْ سِرِّي جَعَلْتُهُ فِي قَلْبِي عَبْدِي وَلَا يَفُفُ فِيهِ أَحَدٌ غَيْرِي" وَالْمُرَادُ مِنْ
 وَجُودِ الْإِنْسَانِ هُوَ عِلْمُ التَّفَكُّرِ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِينَ سَنَةً -

پہلی فصل

(انسان کے اپنے وطن کو لوٹنے کے بیان میں)

انسان دو قسم پر ہے حیوانی اور روحانی۔ پس قسم انسانی، عام انسان ہے اور قسم روحانی خاص انسان ہے۔ اپنے وطن کی طرف اور وہ قرب ہے۔ پس عام انسان کا اپنے وطن کی طرف لوٹنا، شریعت، طریقت اور معرفت کے علوم پر عمل کی بدولت درجوں کی طرف لوٹنا ہے، جبکہ نیک کام کسی کو دکھانے یا سننے کیلئے نہ کیا ہو۔ اور ان درجوں کے تین طبقے ہیں۔ پہلا (طبیقہ) وہ جنت ہے جو عالم ملک میں ہے اور وہی جنت المادی ہے اور دوسرا (طبقہ) وہ جنت ہے جو ملکوت میں ہے اور وہی جنت النعیم ہے۔ اور تیسرا (طبقہ) وہ جنت ہے جو جبروت میں ہے اور وہی جنت الفردوس ہے اور یہ (تینوں) عالم، تینوں علوم یعنی علم شریعت، علم طریقت اور علم معرفت کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”مکنت جامع حق کی پہچان ہے اور اس پر عمل پیمار کی پہچان ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے“ اے اللہ سم کو حق شکل حق ہی دکھلا اور اس پر چلنا نصیب فرما اور باطل کو بصوت باطل ہی دکھلا اور اس میں بچنے کی توفیق عطا فرما“ اور جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”جس نے اپنے نفس کو پہچانا اور اس کی مخالفت کی پس وہ اپنے پروردگار کو پہچانے گا اور اس کے حکم کی تعمیل کی اور غافل انسان کا اپنے وطن کی طرف لوٹنا اور جاننا وہ اصل علم حقیقت ہے کہ چاہے علم لغوی تو حید ہے، اسکی دنیاوی زندگی کی حالت میں عبادت کے سبب زندگی کی حالت میں ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ جب جسم سو گیا تو دل نے فرحت پائی“ پس وہ کبھی پوری طرح کبھی جزوی طور پر اپنے وطن کو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”واللہ تعالیٰ جانوں کی وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مری انہیں انکی حالت خواب میں پھر جس پر موت کا حکم فرمادیا اسے روک رکھتا ہے اور دوسری ایک مہیا مقررہ تک چھوڑ دیتا ہے۔“ اور اسی لئے تو فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”ایک عالم کی میت ایک جاہل کی عبادت سے بہتر ہے جو نور تو حید سے دل کی زندگی پانے اور حروف و آواز کے بغیر باطن کی زبان سے اسرار تو حید کا ہمیتہ ذکر کرنے کے بعد ہی ممکن ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے کہ ”علم باطن میرے راز کا راز ہے جس کو میں نے میرے بندے ہی کے دل میں جگہ دی اور اس میں میرے سوا کوئی دوسرا نہیں سما سکتا“ اور انسان کے وجود سے مراد علم تفکر ہے کہ اسکی ایک ساعت ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ "وَهُوَ عَلِمُ الْفُرْقَانِ هُوَ التَّوْحِيدُ وَبِهِ يَصِلُ

الْعَارِفُ إِلَى مَعْرِفَةِ رَبِّهِ وَيَتَجَنَّبُهُ عَلَى الْعَارِفِ الطَّهْرَانِ بِالرُّوحَانِيَّةِ إِلَى عَالَمِ الْفُرْقَانَةِ

كَأَقَالِ جَلَالِ الدِّينِ الرَّوْمِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ "بيت ٢

الْعَابِدُ مَسِيرًا إِلَى الْجَنَّةِ . وَالْعَارِفُ طَبَارًا إِلَى الْفُرْقَانَةِ

قَالَ بَعْضُهُمْ فِي حَقِّهِ بيت ٣

تَلَوَّبَ الْعَارِفِينَ لَهَا عُبُورٌ . تَرَى مَا لَا تَرَاهَا النَّاطِقُونَ

لَهَا أَجْنَحَةٌ تَطِيرُ بِفُتُورٍ . أَلَمْ يَكُنْ رَبُّ الْعَالَمِينَ

فَهَذَا الطَّهْرَانِ فِي بِلَاسِ الْعَارِفِ الَّذِي هُوَ الْإِنْسَانُ الْحَقِيقِيُّ وَهُوَ حَبِيبٌ وَمُحَمَّدٌ وَوَعْدُ رُسُلِهِ

كَمَا قَالَ أَهْلُ اللَّهِ هُوَ عَرَّاسُ اللَّهِ وَلَا يَعْرِفُ الْعَرَّاسُ الْأَخْمَرُ مَعَهُ وَهُوَ مُحَرَّرُونَ فِي حَبَابِ الْأَنْسِ

لَا يَزَالُ أَحَدُهُمْ لِلَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ "وَلِيَّائِي تَحْتَ قُبَائِي لَا

يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي" وَلَا يَهْوَى السَّاسُ فِي الظَّاهِرِ مِنَ الْعُمُوسِ إِلَّا ظَاهِرَ زِينَتِهَا .

قَالَ حُجَّيْ مَعَانِي رَحِمَهُ اللَّهُ "الْوَلِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي أَرْضِهِ بِشِمَّةِ الصِّدِّيقُونَ

فَقَصِلَ رَاغِبُهُ إِلَى قُلُوبِهِمْ فَيَشْفَاؤُنَ بِهِ إِلَى مَوْلَاهُمْ وَتَزْدَادُ عِبَادَتُهُمْ عَلَى

تَعَالُوهِ أَخَذَ فَمِنْ حَسْبِ الْفَنَاءِ لِأَن زِيَادَةَ الْفُرْقَانَةِ بِزِيَادَةِ فَنَاءِ الْفَانِي . الْوَلِيُّ هُوَ

الْفَانِي فِي مَالِهِ وَالْبَاقِي فِي مُشَاهَدَةِ الْحَقِّ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي نَفْسِهِ اخْتِيَارٌ وَلَا لَهُ مَعَ

أَعْدِيهِ غَيْرُ اللَّهِ قَرَارٌ" الْوَلِيُّ مَنْ أَبْدَى بِالْكَرَامَاتِ وَعُيِّنَتْ عَنْهُ لَا يَبْرُونَ الْإِقْشَاءَ لِأَن

إِقْشَاءَ سِرِّ رُبُوبِيَّتِهِ كَفَرُوا .

كَمَا ذَكَرَ صَاحِبُ الْمَوْصَلِ رَحِمَهُ اللَّهُ "أَصْحَابُ الْكَرَامَاتِ كُلُّهُمْ مُخْجَرُونَ وَالْكَرَامَةُ مَقْصُودُ

الرِّجَالِ فَالْوَلِيُّ لَهُ أَلْفُ مَقَامٍ وَلَهُ الْكَرَامَةُ مِنْ جَاوَزَ مِنْهَا نَالَ الْبَقَا فِي "

اور شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”وہ علم قرآن ہے وہی توحید ہے جس سے عارف اپنے معارف سے ملتا ہے اور اس کا نتیجہ عارف پر یہ کہ عالم قرب کی طرف روحانی پرواز حاصل ہوتی ہے۔“ (عربی شکار کا منظوم ترجمہ از قمر بنی ہاشم) جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سب عابد کی ہوا کرتی ہے جنت کی طرف اور عارف کی ہے پرواز حق سے قربت کی طرف

اور بعضوں نے اسی بارے میں فرمایا سب عارفوں کے دل کی انگلیں دیکھ لیتی ہیں جو سب ظاہری آنکھوں کو آتے ہیں نظر چلو کہ کب اپنے ایسے بازوؤں سے جن کو بال پر نہیں جا پہنچے اڑنے میں ملکوت میں پہنچیں

پس عارف کے باطن میں یہ پرواز ہی ہے جو انسان حقیقی ہے اور وہ اس کا دوست ہے اس کا راز دار ہے اور اس کے دلہن ہے چنانچہ فرمایا کہ اللہ دالے اللہ تعالیٰ کی دلہنیں ہیں اور دلہن اپنے ہزار کے سوا کسی اور کو نہیں جانتے اور وہ سب انسانی پردے کے اندر ایسے محفوظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سولے کوئی دوسرا ان کو نہیں دیکھتا۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے کہ ”میکے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں جنہیں میرے سوا کوئی دوسرا نہیں پہچانتا“ اور لوگ بظاہر دلہن کی ظاہری زینت کے سوا کچھ اور نہیں دیکھ پاتے۔ حضرت محی المحاور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ”ولی اللہ تعالیٰ کا ہمکا پھول ہے اسکی زمین پر جس کو صدیقین سونگتے ہیں تو اسکی خوشبو ان کے دلوں تک پہنچ جاتی ہے پس وہ اپنے مولا کی طرف جذبہ شوق ظاہر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اخلاق کے موافق اور ان کے درجہ فنا (توجہ) کے مطابق انکی عبادت افرودں تر ہو جاتی ہے کیونکہ فانی کو جتنا زیادہ درجہ فنا حاصل ہوگا اتنا ہی زیادہ قرب نصیب ہوگا ولی وہ ہے جو اپنے انجام میں فانی اور مشاہدہ حق میں باقی ہو اس کو نہ تو اپنے نفس پر کوئی اختیار ہوتا ہے اور نہ ہی اس کو اللہ کے سولے کسی اور کے ساتھ قرار ہوتا ہے۔ ولی وہ ہے جسکو کرامات کے ذریعہ تائید حاصل ہوتی ہے اور جو باتیں اپنے سے مخفی ہیں ان کا افشا نہیں چاہتا کیونکہ اسکی ربوبیت کے راز کا انکشاف کرنا کفر ہے۔

جیسا کہ صاحب کتاب مرصداۃ رحمۃ اللہ نے فرمایا و اہل کرامات حضرات سب کے سب پردے کے اندر ڈھکے ہوئے ہیں اور کرامات مردوں کا حیض ہے پس ولی کے لیک ہزار مقامات ہیں جن میں سب سے پہلا مقام کرامت سے جس نے اس مقام کو طے کر لیا اس نے باقی مقامات پائے۔

الفصل الثاني

في رد الإنسان إلى أسفل السافلين

كَمَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الرُّوحَ الْقُدُسِيَّ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ فِي عَالَمِ اللَّاهُوتِ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَرْجِعَهُ إِلَى
 أَسْفَلَ لِيَزِيدَهُ الْأُنْسِيَّةَ وَالْقُرْبِيَّةَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِكٍ مُقَدَّرٍ ٥٥"
 رَدَّهُ أَوْ لَا إِلَى عَالَمِ الْجَبَرُوتِ وَمَعَهُ بَذَرُ التَّوْحِيدِ فَأَنْزَعَ مِنْ نُورَانِيَّةٍ فِي ذَلِكَ الْعَالَمِ
 وَكَذَلِكَ إِلَى عَالَمِ الْمَلَكُوتِ ثُمَّ إِلَى عَالَمِ الْمُلْكِ وَخَلَقَ لَهُ مِنْهُ كِسُوءَةً عُنْصَرِيَّةً كَيْلًا يَخْتَرِقُ
 بِهِ عَالَمَ الْمُلْكِ بِغَيْرِ هَذَا الْجَسَدِ الْكَثِيفِ وَيُسَمَّى بِإِعْتِبَارِ الْكِسُوءَةِ الْجَبَرُوتِيَّةِ رُوحًا
 سُلْطَانِيًّا وَبِإِعْتِبَارِ الْمُلْكِيَّةِ رُوحًا جِسْمَانِيًّا وَالْمَقْصُودُ مِنْ مَجِيئِهِ إِلَى أَسْفَلَ كِبَرُ
 زِيَادَةِ قُرْبِيَّةٍ وَدَرَجَةِ بَوَاسِطَةِ الْقَلْبِ وَالْقَلْبُ فَيَنْزِعُ بِزُرِّ التَّوْحِيدِ فِي أَرْضِ الْقَلْبِ
 فَيَنْبُتُ فِيهِ شَجَرَةُ التَّوْحِيدِ أَصْلُهَا ثَابِتٌ فِي هَوَاءِ السِّرِّ وَثَمَرُ مِنْهُ ثَمَرَةُ التَّوْحِيدِ
 لِرِضَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَفِي أَرْضِ الْقَلْبِ شَجَرَةُ الشَّرِيعَةِ وَثَمَرُ مِنْهُ الدَّرَجَةُ فَا مَرَّ اللَّهُ بِسُبْحَانِهِ وَ
 تَعَالَى الْأَرْوَاحُ كُلُّهَا بِدُخُولِ الْجَسَدِ فَقَسَمَ لِكُلِّ أَحَدٍ مِنْهَا مَوْضِعًا مِنْهُ فَمَوْضِعُ الرُّوحِ
 الْجِسْمَانِيِّ فِي الْجَسَدِ مَا بَيْنَ اللَّحْمِ وَالدَّمِ وَالْمَوْضِعُ الرُّوحَانِيُّ فِي الْقَلْبِ وَالْمَوْضِعُ السُّلْطَانِيُّ فِي
 الْقَوَادِمِ وَمَوْضِعُ الرُّوحِ الْقُدُسِيِّ السِّرِّ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ حَانُوتٌ فِي بَلَدِ الْوُجُودِ
 لَهُ أَمْنَعَةٌ وَرَبْعٌ وَنَجَارَةٌ لَنْ يَبُورَ وَيَنْبَغِي لِكُلِّ إِنْسَانٍ أَنْ يَعْرِفَ مُعَامَلَتَهُ فِي
 وَجُودِهِ لِأَنَّهُ مَا يَحْصُلُ هُنَا يُعْلَنُ فِي عُنْفُفِهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَفَلَا يَعْلَمُونَ إِذَا الْعِشْرَةَ
 فِي الْقُبُورِ وَحْشِلَ مَا فِي الصُّدُورِ يَدْرِكُ" كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَبْعَهُ
 فِي عُنْفُفِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مِنْشُورًا أَفَرَأَى كَيْفَ يَنْزِلُ" ٥٦

دوسری فصل

(انسان کے اسفل السافلین میں لوٹائے جانے کے بیان میں)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے روح قدسی کو عالم لاہوت کے اندر بہترین صورت میں پیدا کیا پھر ارادہ فرمایا کہ اس کو نہایت نیچی جگہ بھیج دے تاکہ اُنس و قربت زیادہ ہو جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”سبحانیٰ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور میں ہے۔“ اس کو تخسم توحید کے ساتھ پہلے عالم جبروت میں لوٹایا پس نورانیت سے اس عالم میں نکالایا اور اسی طرح عالم ملکوت میں پھر عالم ملک میں نکالایا۔ اس کے لئے عنقریب لباس پیدا فرمایا تاکہ اس سے عالم ملک یعنی یہ کشف جسم جل نہ جائے۔ اور لباس جبروتی کے لحاظ سے اس کا نام روح سلطانی رکھا پھر (لباس) ملکی کے لحاظ سے (اسی کا نام) روح جسمانی رکھا اور سب سے نیچی جگہ اس کے آنے کی غرض قلب و قالب کے ذریعہ زیادہ قرب اور ترقی حاصل کرنا ہے۔ پس قلب کی زمین میں توحید کا تخم نکلتا ہے تو اس میں توحید کا درخت اُگتا ہے جسکی جڑ سر کی فضا میں مضبوطی سے قائم ہے اور اس سے توحید کا پھل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے پیدا ہوتا ہے اور قلب کی زمین میں شریعت کا درخت اور اس سے درجہ (ترقی) کا پھل پیدا ہوتا ہے۔ پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جملہ روحوں کو جسم میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ان میں سے ہر ایک کو اس کا مکان بانٹ دیا پس روح جسمانی کا مکان بدن میں ہے جو گوشت اور خون کے درمیان آؤر (روح) حافی کا مکان دل میں ہے اور (روح) سلطانی کا مکان باطن ہے اور روح قدسی کا مکان سر ہے پس ان میں سے ہر ایک کیلئے وجود کے شہر میں ایک دوکان ہے اور اس کے اسباب (سامان) ہیں اور لفع ہے اور تجارت ہے کہ جس میں نقصان ہرگز نہیں اور ہر افسان کیلئے زیبا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اس کا روبا سے واقفیت حاصل کرے تاکہ جو کچھ یہاں حاصل کرے وہ اسکے گلے میں آؤر اُن اسے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”تو کیا نہیں جانتا جب اُٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں اور کھول دی جائیں گی جو سینوں میں ہے“ اور یہ بھی ارشاد الہی ہے ”اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی“ اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلوا ہوا پائے گا۔ فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ پڑھ۔“

الفصل الثالث

في بيان حوائج الأرواح في الأجساد

فحافظ الروح الجسماني البدن مع الجوارح الظاهرة ومناعه الشرعية ومعاملة الأعمال المقصودة التي أمر الله تعالى بها من الأحكام الظاهرة بغير شرك كما قال الله تعالى "وَلَا يَشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا" وكما قال النبي صلى الله عليه وسلم "إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا الطَّيِّبَ" وكما قال النبي صلى الله عليه وسلم "إِنَّ اللَّهَ وَرَجَبُ الْوَرُ" والمراد منه العمل بداريائه ولا سمعه ورجحه في الدنيا والآخرة والمكاشفات والمجاهدات في عالم الملك من تحب الشئ إلى السماء ومثله الكرامات الكونية من المراتب الربانية كما لمشي على الماء والطيران في الهواء وطى المكان والسمع من البعيد والرؤية في سائر البدن ونحو ذلك مما ربحه في الآخرة فهو الجنة والمور والقصور والعلمان والشراب وسائر النعم في الجنة الأولى وحافظ الروح الروحاني القلب ومناعه علم الطهارة ومعاملة اشتغاله بالأسماء الأربعة الأولى من أصول الأسماء الاثنى عشرية كما قال الله تعالى "وَاللَّهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا" وهذا إشارة إلى أن الأسماء محل الشغل وهو علم الباطن والمعرفة نتيجة أسماء التوحيد كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "إِنَّ اللَّهَ يُسَعِّدُ وَتُسَعِّدُنَّ أَسْمَاءُ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ" وقال النبي صلى الله عليه وسلم "الدَّرْسُ حَرْفٌ وَالتَّكْرَارُ أَلْفٌ" والمراد من الإحصاء أن يكون متعونا بها ومتخلقا باخلاصها وهذه الأسماء الاثنى عشر أصول أسماء الله تعالى على عدد حروف لا اله إلا الله فحروف هذه الكلمة اثنى عشر حرفا فثبت الله تعالى في أطوار القلوب

تیسری فصل

(جسموں میں روحوں کی دوکانات (مقامات) کے بیان میں)

پس روح جسمانی کی دوکان (مقام) بدن ہے جو اعضائے ظاہری کے ساتھ ہوا اور اسکی پونجی شریعت ہے اور اسکے کاروبار قرض اعمال ہیں کہ جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ظاہری احکام کے ذریعہ کسی بھی شرک کے بغیر پابند فرمایا ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو بھی شریک نہ بنا“ اور جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”بے شک اللہ تعالیٰ طیب (پاک) ہے اور پاکیزگی کو ہی قبول فرماتا ہے“ اور جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”اللہ تعالیٰ دتر ہے، دتر کو محبوب رکھتا ہے“ اور اس سے مراد وہ عمل ہے جو کسی کو دکھانے، سنانے کیلئے نہ ہو اور دنیا میں اس کے منافع و ولایت مکاشفات اور علم ملک میں تحت الشریٰ تا آسمان مشاہدات ہیں۔

اسکی مثال رہبانیت کے مراتب سے کرامات کا ہونا جیسے پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا اور فاصلہ طے کر لینا اور در در کی بات سن لینا اور بدن کے راز کو دیکھ لینا وغیرہ وغیرہ اور لیکن آخرت میں اس کا جو نفع ہے وہ جنت اور عوٰر اور محلات اور غلمان اور شراب اور پہلی جنت کی ساری نعمتیں ہیں، اور قلب میں جو روح روحانی کی دوکان (مقام) ہے اس کا شمار علم طریقت اور اس کے کاروبار، پہلے چاروں ناموں کا ذکر و شغل ہے جو بارہ ناموں کے اصول پر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور اللہ ہی کے بہت اچھے نام ہیں پس اس کو ان کے ساتھ پکارو“ اور یہ اس جانب اشارہ ہے کہ اسماء ذکر و شغل کے محل ہیں اور وہی علم باطن ہے اور معرفت و حمید کے ناموں کا نتیجہ ہے جیسا کہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”بے شک اللہ کے تئوے (۹۹) نام ہیں جس نے انہیں شمار کیا وہ جنت میں داخل ہوا“ اور فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”سبق ایک حرف ہے اور تکرار ہزار بار ہے“ اور شمار کرنے سے مراد یہ کہ (ان اسماء کی صفات) کے ساتھ موصوف ہو جائے اور ان کے اخلاق سے متصف ہو جائے۔ اور یہ سب بارہ نام لا الہ الا اللہ کے حروف کی تعداد کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے ناموں کی جڑیں (بنیادیں) ہیں پس اس کلمہ کے بارہ حروف ہیں تو اللہ تعالیٰ نے دلوں کے اطوار میں

احصل حرف اسم واحد لكل عالم ثلاثة اسماء فثبت الله تعالى بما قدره المحبين
 كما قال الله تعالى "ثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة ابراهيم"
 وانزل عليهم سكينة في الأنس وانبت فيها شجرة التوحيد اصلها ثابت في الارض السابعة
 بل في تحت الثرى وفرعها في السماء السابعة بل الى ما فوق العرش كما قال الله تعالى "كشجرة طيبة
 اصلها ثابت وروعها في السماء ابراهيم" ورجع جبهه القلب ومشاهدته في عالم الملكوت
 مثل مشاهدة الجنان واهلها وانوارها ومدلائكها ومثل نطق الباطن بلسانه
 بملاحظة اسماء بلاد نطق والآخر ومسكنه في الآخرة الجنة الثانية وحاورت
 الروح السطواني القواد ومناعه المعرفة ومعاملته ملازمة الاسماء الاربعة
 من المستويات بلسان الجنان كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "العلم علمان علو باللسان وعلم
 بالجنان فذلك العلم النافع" لان كثير منافع العلم في هذه الدار والآخره وقال عليه الصلوة والسلام
 "ان للقرآن ظهرا وبطنا وبطنه بطن الى سبعه ابطان" وقال عليه الصلوة والسلام
 "ان الله تعالى انزل القرآن على عشرة ابطان فكل ما هو بطن فهو نفع وارضح لانه
 معده وهذه الاسماء بمنزلة اثني عشرة عنار تفجر من ضرب موسى بعصاه كما قال الله
 "واذ انسحق موسى لقومه فلما اضرب بعصاك الحجر فانفجرت منه اثنا عشرة عينا
 فدع كل انايس مشر بهمة" فعلم الظاهر كالما والمطر العارضي وعلم الباطن كالماء
 العنبري الاصيل وهو النفع من الازل ولا ينقطع كما قال الله تعالى "واية لهم الارض
 الميتة احيينها واخرين منها حيا فمنه ياكلون" اخرج الله سبحانه وتعالى
 من الارض الاقارب حيا وهر قوتنا حجب انا بالانفسانية والارض الانفسانية حيا
 وهو قوت الارواح المرعانية وقال النبي صلى الله عليه وسلم "من خلص الله اربعين مسلما

ہر حرف کیلئے ایک نام اور ہر عالم کیلئے تین نام قائم فرما دئے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ محبت والوں کے دلوں کو ثنابت رکھتا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے حقیقی بات پر ثنابت رکھتا ہے“ اور ان پر محبت کی تسکین اُناری اور اس میں توحید کا درخت اُگایا اس کی جڑ ساقوں زمین میں بلکہ تحت الثریٰ میں مضبوط ہے اور اسکی شاخ ساقوں آسمان میں بلکہ عرش کے بھی اوپر ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”پاکیزہ درخت کی طرح جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ہیں“ اور اس کا متافع قلب کی زندگی ہے اور عالم ملکوت میں اس کا مشاہدہ کرنا ایسا ہے جیسا کہ جنت کا اور اس میں رہنے والوں کا اور اس کے انوار اور اس کے فرشتوں کا مشاہدہ کرنا، اور جیسے آسمان کے ملاحظہ کے بعد کسی خدا یا حرف کے بغیر ہی باطن کا بات چیت کرنا، اور آخرت میں اس کا ٹھکانا دوسری جنت ہے اور روح سلطانی کی دوکان (مقام) دل ہے اور اس کا سرمایہ معرفت ہے اور اس کا کاروبار درمیانی چار ناموں کے ذکر کی ہمیشہ قلب (کی زبان) سے پابندی کرنا ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ”علم دو قسم کے ہیں (ایک) زبان کے ذریعہ علم اور (دوسرا) دل کے ذریعہ علم پس وہی علم نفع بخش ہے۔ کیونکہ اسی دائرہ میں علم کے بہت سے فائدے ہیں اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ بیشک قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے اور اس کے باطن کا بھی ایک باطن ہے جو سات بطن کی طرف منتهی ہوتا ہے۔ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے بے شک قرآن کو دس بطنوں پر نازل فرمایا“ ان میں سے ہر بطن نہایت ہی فائدہ مند اور بے حد نفع بخش ہے اس لئے کہ وہ (قرآن) سرچشمہ ہے، اور یہ نام بارہ چشموں کے قائم مقام ہیں جو حضرت (سیدنا) موسیٰ علیہ السلام کی عصا کی ایک ضرب سے پھوٹ نکلے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کیلئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس سے بارہ چشمے بہہ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا“ پس عظم ظاہری عارضی بادشہ کے پانی کی طرح ہے اور علم باطنی اصلی چشمہ کے پانی کی طرح ہے اور وہ (علم باطنی) پہلے (علم ظاہری) سے زیادہ نفع بخش ہے اور رکھتا نہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے کہ ”اور ان کے لئے ایک نشانی مردہ زمین ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور پھر اُس سے اناج (غذا) نکالا تو اس میں سے کھاتے ہیں۔“ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے دنیا کی زمین سے اناج (غذا) نکالا اور وہ نفسانی حیوانات کی غذا ہے اور نفوس کی زمین اناج (غذا) نکالا اور وہ روحانی ارواح کی غذا ہے اور فرمان نبویؐ ہے ”جو کوئی چالیس دن تک کیلئے

ظَهَرَ بِتَابِعِ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ إِلَى السَّائِدَةِ وَأَمَّا رَجْعُهُ فَرُؤُوبُهُ عَكْسَ جَمَالِ اللَّهِ تَعَالَى
كَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى نَجْمًا" وَكَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "الْمُؤْمِنُ مِرَاةُ
الْمُؤْمِنِ" وَالْمُرَادُ مِنَ الْمُؤْمِنِ الْأَوَّلِ قَلْبُ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ. وَمِنْ آثَرِهِ هُوَ اللَّهُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمُ مِنَ الْغُرُزِ الْجَبَّارِ الْمُسَكِّبِ

قَالَ صَاحِبُ الْمَرْصَدِ حَمْدُ اللَّهِ "وَمَسْكَنُ هَذِهِ الطَّائِفَةِ الْجَنَّةُ
الثَّلَاثَةُ" رَحْمَةُ الرُّوحِ الْقُدْسِيِّ السِّرِّ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ "أَلَا تَسْمَعُونَ
سِرِّي وَأَنَا سِرُّهُ" وَمَنَاعِدُهُ عِلْمُ الْحَقِيقَةِ وَهُوَ عِلْمُ التَّوْحِيدِ وَمُلَازِمَةُ أَسْمَاءِ
التَّوْحِيدِ هِيَ الْأَرْبَعَةُ الْآخِرَةُ لِلسِّرِّ بِأَلْسَانِ النَّاطِقِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَإِنْ
بُجِّهَ بِالْقَوْلِ فَآثَرُهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَآخِرُ بَلَدِهِ" وَلَا يَطْلُعُ عَلَيْهِ غَيْرُ اللَّهِ تَعَالَى وَأَمَّا
رَجْعُهُ فَظُهُورُ طُفْلِ الْمَعَانِي وَمُشَاهَدَتُهُ وَمُعَانِيَتُهُ وَنَظَرُهُ إِلَى وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى
عَبْدًا وَجَمَالَ أَحْسَنَ مَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَجُودُهُ يَوْمِيذٍ نَاصِرُهُ إِلَى رَجَائِهِ نَاطِرُهُ" يَمَامُهُ "بِلَا
كَيْفٍ وَلَا تَشْبِيهِ" كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ شَوْرِي" فَلَمَّا بَلَغَ
الْإِنْسَانُ إِلَى مَقْصُودِهِ انْخَصَرَّتِ الْعُقُولُ وَتَحَبَّرَتِ الْقُلُوبُ وَكَلَّتِ الْأَلْسُنُ لَمْ
يَسْتَطِعْ أَنْ يُحْجِزَ ذَلِكَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مُزِيدٌ عَنِ الْمِثَالِ فَلَمَّا بَلَغَ الْأَخْبَارُ إِلَى الْعِلْمِ قَبِضَتِ
لَهُمْ أَنْ يَهْلِسُوا مَقَامَاتِ الْقُلُوبِ حِينَ يَسْبُو الرِّقَابَ فَيَهْوُوا إِلَى أَعْلَى الْعِلْمَيْنِ وَ
يُجْتَهِدُونَ أَنْ يَهْلِسُوا إِلَى مَقَامِ عِلْمِ اللَّهِ الَّذِي هُوَ مَعْرِفَةُ الذَّاتِ الْوَاحِدَةِ مِنْ
غَيْرِ أَنْ يَتَعَرَّضُوا لَوَيْثِ كُرْوَانِ هَذَا الْمَقَامِ
الَّذِي سَكَنَاهُ



اخلاص اختیار کرے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر ظاہر ہوتے ہیں۔ ” اور اس کا فائدہ اللہ تعالیٰ کے جمال کے پیر تو کا دیدار ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے کہ ” دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا اور جیسا کہ قرآن نبوی علی اللہ علیہ وسلم ہے ” (ایک) مومن (دوسرے) مومن کا آئینہ ہے؛ ” اور پہلے مومن سے مراد مومنینِ زندے کا قلب ہے اور دوسرے مومن سے مراد اللہ ہی ہے جو امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا، عظمت والا، بگسٹ والا ہے۔

کتاب مرصاد کے مصنف رحمۃ اللہ نے فرمایا ” اور اس جماعت کا ٹھکانا تیسری جنت ہے؛ ” اور روح قدسی کی دوکان (مقام) بتر ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے ” انسان میرا سرِ راز ہے اور میں اس کا سرِ راز ہوں ” اور اس کا سرمایہ علم حقیقت ہے اور وہی علم تو حید ہے اور آخری چار اسماءِ تو حید کے ذکر پر ہمیشہ کی پابندی ہے جو کچھ بولے بغیر ستر میں ستر کی زبان سے کیا جائے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے ” اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ بھیہد سکو جانتا ہے اور اس سے بھی جو اس سے زیادہ چھپا ہے۔ “ اس سے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور باخبر نہیں ہے اور لیکن اس کا فائدہ طفل معانی کا ظاہر ہونا اس کا مشاہدہ و معاوضہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کے جلالی و جمالی تخلیقات کا نظارہ کرنا جیسا کہ ارشاد الہی ہے ” کچھ چہرے اس دن نور و تارہ ہوں گے اپنے پروردگار کو دیکھتے ہوئے، جس میں کوئی حالت اور کوئی تشبیہ نہ ہو جیسا کہ ارشاد الہی ہے ” اُس کے جنسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سننے والا ہے، دیکھنے والا ہے، ” تو جب انسان اپنے مقصود تک پہنچے تو عقلیں محصور ہو کر رہ جائیں، دل حیرت زدہ ہو جائیں اور زبانیں تھک کر بند ہو جائیں پھر بھی (اسکے مشاہدہ) کا حال بیان ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کتنی مثال سے پاک ہے پس جب علماء تک یہ باتیں پہنچیں تو انہیں چاہیئے کہ ہم نے جس مقام کا ذکر بیان کیا ہے اس پر اعتراض یا اسکا انکار کئے بغیر دل کے مقامات کو سمجھیں اور ان کے حقائق کی جانب رغبت کریں اور اعلیٰ سے اعلیٰ مقام کی جانب توجہ مرکوز کریں اور اللہ کے علم لدنی کے مقام تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کریں جو کہ ذاتِ احدیت کی معرفت ہے۔

الفصل الرابع

في بيان العلوم

فَالْعِلْمُ الظَّاهِرُ ثَمَانِي عَشَرَ فَتَأَوَّذًا عِلْمُ الْبَاطِنِ لَهُ إِثْنَانِ عَشَرَ فَتَقَسَّمَ بَيْنَ الْعَوَامِّ
 الْمُخَوَّلِينَ وَآخَصِ الْخَوَاصِّ عَلَى قَدَرِ الْإِسْتِعْدَادِ فَالْعِلْمُ مُتَحَصِّرٌ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْوَاعٍ الْأَوَّلُ
 ظَاهِرُ الشَّرِيعَةِ مِنَ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ مِنَ الْأَحْكَامِ. وَالثَّانِي بَاطِنُهَا وَيُسَمَّى الطَّرِيقَةُ. وَالثَّلَاثُ
 بَاطِنُ الطَّرِيقَةِ وَيُسَمَّى الْمَعْرِفَةُ. وَالرَّابِعُ بَاطِنُ الْبَوَاطِنِ وَيُسَمَّى عِلْمُ الْحَقِيقَةِ وَلَا يَدُ مِنْ حُصُولِ
 كُلِّهَا كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "الشَّرِيعَةُ شَجَرَةٌ وَالطَّرِيقَةُ أَغْصَانُهَا وَالْمَعْرِفَةُ أَوْرَاقُهَا
 وَالْحَقِيقَةُ أَثْمَارُهَا وَالْقُرْآنُ جَمَاعُ لُجَمِّهَا بِاللَّيْلِ وَالْإِشَارَةُ تَفْسِيرُهَا وَأَوَّلُهَا".
 قَالَ صَاحِبُ الْمَجْمُوعِ رَحِمَهُ اللَّهُ: "التَّفْسِيرُ لِلْعَوَامِّ وَالتَّأْوِيلُ لِلْخَوَاصِّ لِأَنَّهُمْ الْعُلَمَاءُ
 الرَّاسِخُونَ لِأَنَّ مَعْنَى الرُّسُوحِ الثَّبَاتُ وَالْإِسْتِفْرَادُ وَالْإِسْتِحْكَامُ فِي الْعِلْمِ كَشَجَرَةِ النَّخْلِ أَصْلًا
 ثَابِتًا فِي الْأَرْضِ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ وَهَذَا الرُّسُوحُ نَتِيجَةُ الْكَلِمَةِ الطَّيِّبَةِ الْمَرْمُوعَةِ فِي لُبِّ
 الْقَلْبِ بَعْدَ التَّصْفِيَةِ وَقَدْ عَطَفَ قَوْلُهُ تَعَالَى "وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ" عَلَى قَوْلِهِ تَعَالَى
 "إِلَّا اللَّهُ" عَلَى أَحَدِ الْأَقْوَالِ.

قَالَ صَاحِبُ التَّفْسِيرِ الْكَبِيرِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْهُ "لَوْ فَتَحَ هَذَا الْبَابَ لَانْفَتَحَ
 أَبْوَابُ الْبَوَاطِنِ ثُمَّ الْعَبْدُ بِأَمْرِ رُبِّيَاةٍ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ وَمَحَالِفَةِ النَّفْسِ فِي كُلِّ
 دَائِرَةٍ مِنْ هَذِهِ الدَّوَائِرِ الْأَرْبَعِ فَالْنَفْسُ تَوَسُّوسُ فِي دَائِرَةِ الشَّرِيعَةِ مِنَ الْمُخَالَفَاتِ
 وَفِي دَائِرَةِ الطَّرِيقَةِ مِنَ الْمَوَاقِفَاتِ تَلْبِيسًا كَدَعْوَى النُّبُوَّةِ وَالْوِلَايَةِ وَفِي دَائِرَةِ
 الْمَعْرِفَةِ مِنَ الشُّرُوكِ الْخَفِيِّ مِنَ النُّورِ أَنْبَاءُ كَدَعْوَى الرُّبُوبِيَّةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

چوتھی فصل

(علوم کے بیان میں)

پس علم ظاہر کی بارہ شاخیں ہیں اور اسی طرح علم باطن کی بھی بارہ شاخیں ہیں جو غوام، فواعس اور انخص المخصوص میں ان کی استعداد (قابلیت) کے مطابق تقسیم ہو گئے ہیں علم چار اقسام پر منحصر ہے پہلی (قسم) ظاہری یعنی شریعت ہے جو امر و نہی کے احکام پر مشتمل ہے اور دوسری (قسم) اس کا باطن ہے اور اس کو طریقت کا نام دیا گیا ہے۔ اور تیسری (قسم) طریقت کا باطن ہے جسکو معرفت کا نام دیا گیا اور چوتھی (قسم) باطنوں کا باطن ہے اور اس کو علم حقیقت کا نام دیا گیا ہے۔ اور ان سب (علوم) کا حاصل کرنا یہ جد ضروری ہے جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ شریعت جھاڑ ہے اور طریقت اس کی شاخیں (ٹہنیاں) اور معرفت اس کے پتے اور حقیقت اس کا پھل ہیں اور قرآن مجید دلالت، اشارت، تفسیر اور تاویل ان سب کا مجموعہ ہے۔

کتاب صاحب الجمع : کے مصنف نے فرمایا تفسیر غام لوگوں کیلئے ہے اور تاویل خاص حضرات یعنی علماء راسخ کے لئے ہے کیونکہ رسوخ (گہرائی) کے معنی علم میں استواری، قرار اور مضبوطی کے ہیں جیسا کہ کھجور کا درخت ہے کہ اسکی جڑ زمین میں مضبوط ہے اور اسکی شاخ آسمان میں ہے اور یہ رسوخ اسی کلمہ طیبہ کا نتیجہ ہے کہ جسکی تخم ریزی قلب کی گہرائی میں صفائی کے بعد کی گئی ہو اور ایک قول کے بموجب ارشادِ الہی ”وَالَّذِينَ يَخْتَفُونَ فِي الْآلَمِ الْأَوَّلِ“ اور ارشادِ الہی ”إِلَّا اللَّهُ. اللَّهُ“ کے سوا ”دونوں (حرف عطف و کے ساتھ) ملائے گئے ہیں تفسیر کبیر کے مصنف رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ دروازہ کھل گیا تو باطنوں کے دروازے کھل جائیں گے پھر سب از امر و نہی پر قائم رہنے کا اور ان چاروں دائروں میں ہر ایک میں نفس کی مخالفت کرنے کا پابند ہے پس نفس، دائرہ شریعت میں مختلف باتوں کے ذریعہ دوسرے ڈالتا ہے اور دائرہ طریقت میں مکروہ فریب کی موافق باتوں کے ذریعہ (دوسرے ڈالتا ہے) جیسے نبوت اور ولایت کا دعویٰ کرنا بعد از انوارِ معرفت میں تورانی باتوں کے شرک خفی کے ذریعہ (دوسرے ڈالتا ہے) جیسے پروردگار پر دعویٰ کرنا جیسا کہ ارتدادِ الہی ہے

أَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ. فَرَأَى^{١٣} "وَأَمَّا دَائِرَةُ الْحَقِيقَةِ فَلَمْ يَدْخُلْ فِيهَا الشَّيْطَانُ وَالنَّفْسُ
وَلَا الْمَلَكُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَحْرِقُ فِيهَا كَمَا قَالَ جِبْرِيلُ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ دَنَوْتُ
أُنْمَلِكُ لَأَحْرَقْتُ فَخَلَّصَ الْعَبْدُ مِنَ الْخَطِيئَةِ فَيَكُونُ مُخْلِصًا كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "فَيُعَزِّبُكَ لَا غَوْ يَنْهَرُ
اجْتَبَيْهِ الْإِعْبَادُكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ مِنْ^{١٤} "وَمَنْ لَمْ يَصِلْ الْحَقِيقَةَ لَمْ يَكُنْ مُخْلِصًا لِأَنَّ الصَّفَاتِ
الْبَشَرِيَّةَ لَا تَقْنِي إِلَّا تَجَلَّى الذَّاتِ وَلَا تَرْفَعُ الْجَهْلُولِيَّةَ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ الذَّاتِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فَعِلْمُهُ
اللَّهُ تَعَالَى بِدَاوَسِطِهِ مِنْ لَدُنْهُ عِنْدَهُ عِلْمًا فَيَعْرِفُ بِتَعْرِيفِهِ وَعَبْدُهُ بِتَعْلِيمِهِ كَالْحَضَرِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهَذَا بِشَاهِدِ الْأَمْرِ وَاحِ الْهُدُوسِيَّةِ وَكُفْرُ نَبِيِّهِ مُحَمَّدًا ﷺ فَيَنْطَلِقُ غَايَتُهُ
إِلَى بَدَائِئِهِ^{١٥} لَا يَنْفِيَا بِبَشَرٍ وَنَهْ بِالْوَسَالِ الْأَبَدِيِّ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَحَسْبُ أُولَئِكَ رَفِيقَانِ"^{١٦}
فَمَنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى هَذَا الْعِلْمِ لَمْ يَكُنْ عَالِمًا فِي الْحَقِيقَةِ وَلَوْ فَرَأَى الْقَائِمُ الصُّكْبَ حَيْثُ لَمْ يَبْلُغْ
إِلَى الرُّوحَانِيَّةِ فَعَمِلَ الْجِسْمَانِيَّةَ بِطَوَاهِرِ الْعُلُومِ جَزَاءُ الْجَنَّةِ فَقَطُّ وَتَجَلَّى عَكْسُ الصَّفَاتِ ثَمَّةَ
فَالْعَالِمُ لَا يَدْخُلُ بِمَجَرَّدِ عِلْمِ الظَّاهِرِ إِلَى حَرَمِ الْقُدُسِ وَالْقُرْبَةِ لِأَنَّهُ عَالِمُ الظَّاهِرِ وَالظَّاهِرُ
لَا يَطِيرُ إِلَّا بِجَنَاحِهِ فَالْعَبْدُ الَّذِي يَعْلَمُ الْعَالَمِينَ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ يَصِلُ إِلَى ذَلِكَ
الْعَالِمِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ "بَاعْبُدْنِي إِذَا أَمَرْتُ أَنْ تَدْخُلَ إِلَى الْحَرَمِ فَلَا
تُلْقِفْ إِلَى الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ لِأَنَّ الْمَلِكَ شَيْطَانُ الْعَالَمِ وَالْمَلَكُوتُ
شَيْطَانُ الْعَارِفِ وَالْجَبَرُوتُ شَيْطَانُ الْوَاقِفِ مَنْ رَضِيَ بِإِحْدٍ مِنْهَا فَهُوَ مَطْرُودٌ عِنْدَ اللَّهِ
تَعَالَى. وَالْمُرَادُ مِنَ الْمَطْرُودِ مَطْرُودُ الْقُرْبَةِ لَا مَطْرُودُ الدَّرَجَاتِ وَهُوَ يَطْلُبُونَ
الْقُرْبَةَ وَلَا يَصِلُونَ لِأَنَّهُمْ طَمَعُوا غَيْرَ مُطْمَعٍ لِأَنَّهُمْ جَنَاحًا وَاحِدًا لِأَنَّ الْقُرْبَةَ
لَا تَهْلُ الْقُرْبَةُ الْكَامِلَةُ فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ
وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ. وَهِيَ جَنَّةُ الْقُرْبَةِ لِأَنَّهَا حَوْزٌ وَلَا فُضُوزٌ وَلَا عَسَلٌ

”اے محبوب کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا لیکن دائرہ حقیقت ایسا میکہ اس میں نہ تو شیطان
 نفس کا کوئی دخل ہے اور نہ ہی فرشتوں کا کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے مواسیل جل کر خاکستہ ہو جاتا ہے جیسا کہ جبیل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے کہا تھا اگر میں سرِ انگشت برابر بھی آگے بڑھنے کی جرأت کروں تو جل کر خاکستہ ہو جاؤنگا پس (تب ہی) بندہ دونوں دشمنوں (شیطان و نفس)
 سے چھٹکارا پائے گا۔ اور غلصہ ہر جائے کا جیسا کہ ارشاد الہی ہے (شیطان نے کہا) تیری عزت کی قسم
 ضرور میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا“ اور جو حقیقت تک رسائی نہیں کرتا وہ مخلص نہیں ہو سکتا کیونکہ تجلی ذات کے
 بغیر بشری صفات نہیں ہوتے اور ذاتِ سبحانہ تعالیٰ کی معرفت کے بغیر نادانی دور نہیں ہوتی پس اللہ تعالیٰ کسی واسطے کے بغیر ہر کوئی
 پاس سے راست علم لدنی عطا فرماتا تو وہ اس کے معنی و مفہوم سے واقف ہو ہی۔ اور اسی کی ہدایت سے اسی عبادت کرتا ہی جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کی مثال ہے
 اور تب ہی وہ پاک و پور کا مشاہدہ کرتا ہے اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کے رتبہ) کا عرفان حاصل کرتا ہے تو
 ابتدا و تا انتہا (مرتبہ مصطفیٰ) سے واقف ہو جاتا ہے انبیاء و کرام (علیہم السلام) اس کو وصالِ ابدی کی بشارت دیتے ہیں جیسا کہ ارشاد
 الہی ہے ”یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں“ اور جو اس علم تک رسائی حاصل نہیں کرتا وہ حقیقت میں عالم نہیں ہوتا وہ چاہے ہزار کتابیں بھی پڑھ لے
 تو اس کو روحانیت نصیب نہیں ہوتی پس ظاہری علوم کے ذریعہ جمائی عمل میں جس کا بدلہ صرف جنت اور جہاں صفات کو عکس کی تجلی
 ہوتی ہے تو تنہا علم ظاہری کے ذریعہ بارگاہِ پاک اور قرب (خاص) میں عالم کا گزرنہیں سکتا کیونکہ وہ عالم پرواز ہے اور
 پرندے بازو کے بغیر پرواز نہیں کر سکتے پس بندہ وہ ہے جو ظاہری باطنی دونوں جہانوں کو جانتا ہو اور اس عالم کو حاصل کرے ہو
 جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے ”اے میرے بندو! جب تم حرم (قدس) میں داخل ہونا چاہو ملک ملک اور جنت کی طرف توجہ (الشفات)
 نہ کرو اس لئے کہ ملک گویا شیطان ہے عالم کا اور ملکوت (گویا) شیطان ہے عارف کا اور جبروت (گویا) شیطان ہے واقف کا جو
 ان میں سے کسی ایک سے راضی ہو او اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مردود ہو اور مردود ہونے سے مراد درجہ سے نہیں بلکہ قرب خاص
 مردود ہونا ہے اور وہ قرب خاص کے طالب نہیں مگر حال نہیں کیا ہے اس لئے کہ انھوں نے اس سے لالچ و رغبت ظاہری کی جس سے لالچ
 (رغبت) نہیں ہونا چاہئے کہ انھیں لیک ہی بازو ہے کیونکہ ہر قرب کیلئے وہ قریب کا مل نصیب ہوتا ہے جس کو کوئی آنکھ نہیں
 دیکھ سکتی اور جس کو کوئی کان نہیں سُن سکتا اور اس کا خیال کسی انسان کے دل میں نہیں آتا جنت قریب ہے کہ اس میں نور ہو نہ محلات نہ شہد

وَلَا لَبْسٌ وَتَبْنِي لِلْإِنْسَانِ أَنْ يَعْرِفَ مِقْدَارَهُ وَلَا يَدْعِيَ لِنَفْسِهِ مَا لَيْسَ بِحَقِّهِ لَهُ
 قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَحِمَهُ اللَّهُ إِنْ أَعْرَفَ قَدْرَهُ وَلَمْ يَتَعَدَّ طَوْرَهُ وَحَظَّهُ لِنَفْسِهِ
 وَلَمْ يُصَيِّغْ عُمُرَهُ وَتَبْنِي لِلْعَالِمِينَ يَحْصُلُ مَعْنَى حَقِيقَتِهِ الْإِنْسَانُ الْمُسَمَّى بِطِغْلِ الْمُعَانِي
 وَمُرْتَبِعِهِ بِمِلْدَرَمَةِ أَسْمَاءِ التَّوْحِيدِ وَخَرَجَ مِنْ عَالَمِ الْإِحْثِمَانِيَّةِ إِلَى عَالَمِ الرَّوحَانِيَّةِ
 وَهُوَ عَالَمُ السِّرِّ فِيهِ غَيْرُ اللَّهِ دِيَارٌ وَهُوَ كَمِثْلِ صَحْرَاءٍ مِنْ تَوْرٍ لَا نَهَابَ لَهُ وَطِغْلُ
 الْمُعَانِي يَطِيرُ فِيهَا وَيَرَى الْعَجَائِبَ وَالْغَرَائِبَ فِيهَا لَكِنْ لَا يُمْكِنُ الْإِخْتِبَارُ عَنْهَا وَهِيَ
 مَقَامُ الْمُوَحِّدِينَ الَّذِينَ قَوَّامُونَ قَائِمِينَ فِي عَيْنِ الْوَحْدَةِ فَلَيْسَ فِي السِّرِّ إِلَّا بَرُوءٌ بِهِ جَمَالَ اللَّهُ
 تَعَالَى كَمَا لَا يَرَى إِلَّا اللَّهُ نَفْسَهُ فَإِذَا انْتَدَى الشَّمْسُ فِيهِ فَلَا جَرَمَ أَنَّ الْإِنْسَانَ لَا يَرَى نَفْسَهُ
 بِمُقَابَلَةِ جَمَالَ اللَّهِ تَعَالَى بِغَلْبَةِ الْحَبْرَةِ وَوَالْحَقُّ بِهِ فِي نَفْسِهِ كَمَا

قَالَ الشَّيْخُ زَيْنُ الدِّينِ عِطَّارٌ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى بَيْنَانَا
 وَعَلَيْهِ أَفْضَلُ السَّدَامِ كَنْ يَلِجُ الْإِنْسَانُ حَتَّى يُولَدَ مَرَّتَيْنِ كَمَا يُولَدُ الطَّيْرُ مَرَّتَيْنِ
 وَالْمَرَّةُ الْأُولَى التَّوَلَّدَ الطِّغْلُ الْمُعْنَوِيُّ الرَّوحَانِيُّ مِنْ حَقِيقَتِهِ فَأَبْلَيْتُهُ الْإِنْسَانُ وَهُوَ مَرَّةٌ
 يَطِيرُ عَلَوْفَهُ مِنْ أَجْمَاعِ تَوْرٍ عَلَوِ الشَّرِيعَةِ وَالْحَقِيقَةِ لِأَنَّ الْوَلَدَ لَا يَحْصُلُ إِلَّا مِنْ
 أَجْمَاعِ نَظْفَتَيْنِ مِنَ الرَّحْلِ وَالْمَرْأَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نَظْفَةٍ"

أَمْشَاجٍ دُرٍّ وَبَعْدَهُ هِيَ ظَهْرُ هَذَا الْمَعْنَى يَحْصُلُ الْمَعْبُودُ مِنْ مَجْزُورٍ

الْمُخْبَلَّى إِلَى اقْصَادِ الْأَمْنِ بِكُلِّ الْعَالَمِ فِي جَنْبِ عَالَمِ الرَّوحِ

كَفَطْرَةٍ وَبَعْدَ ذَلِكَ تَفَاضُ الْعُلُومُ الرَّوحَانِيَّةُ

وَاللَّهُ تَعَالَى بِدَلَاخُرُوفٍ وَلَا صَوْتٍ

اور نہ دودھ ہے اور انسان کو چاہئے کہ اس کا اندازہ مٹانے اور اپنے نفس کو اس بات کیلئے آمادہ نہ کرے جس کا وہ مستحق نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جسم فرمایا جس نے اپنا مقام جانا اور اپنے طور سے آگے نہ بڑھا اور اپنی زبان کی حفاظت کی اور اپنی عمر کو رائیگاں نہیں کیا“ اور عالم کیلئے سزاوار ہے کہ انسان کی حقیقت کا معنی حاصل کرے جس کا نام طفل معانی ہے اور جسکی پرورش اسما و توحید کے ہمیشہ ذکر کے ذریعہ کرے اور عالم جسمانی سے عالم روحانی کی طرف آگے بڑھے اور وہ (مستر راز) کا عالم ہے کہ جس میں اللہ کے ازلی ابدی صفات کے سوا کچھ نہیں ہے اور وہ ایسے نورانی بیاباں کی طرح جسکی انتہا نہیں اور طفل معانی اسمیں پرواز کرتا ہے اور اس میں عجیب غریب باتیں دیکھتا ہے۔ لیکن وہاں کی خبریں دینا ناممکن ہے اور یہ ان موحدین کی منزل ہے جو عین ذات وحدت کی خاطر اپنے آپ کو فنا کر چکے ہیں۔ پس باطن میں اللہ تعالیٰ کے جمال کے مشاہدے کے سوا کچھ بھی نہیں جیسا کہ اسکا نفس اللہ کے (انوار) کے سوا کسی کو بھی نہیں دیکھ پاتا جیسے کوئی سورج کی شوخی کے سامنے ہو (تو آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں) ناگزیر ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے جمال کے مقابل ہو تو خود کو نہیں دیکھ پاتا کیونکہ اس پر حیرت اور محویت غالب رہتی ہے چنانچہ شیخ **زین الدین عطا اللہ رحمۃ اللہ علیہ** فرماتے ہیں علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان ظاہر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ دو مرتبہ پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ پرندہ دو مرتبہ پیدا ہوتا ہے اور طفل معنوی کی پیدائش سے مراد انسان کی حقیقی قابلیت سے روحانی (پیدا نشی) ہے اور وہ ایک بار ہے کہ اس کا وجود علم شریعت و حقیقت کے نور کے ایک جگہ جمع ہونے سے ظاہر ہوتا ہے اسلئے کہ لوہا کا سرودھ و حرمت کے لطفوں کے ایک جگہ جمع ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد الہی ہے کہ ”یہ تک ہم نے انسان کو بنایا“ لطفہ سے پیدا فرمایا“ اور اس کے بعد یہ معنی ظاہر ہے کہ مخلوق کے سمندر دل سے امن کے غلات تک پہنچ کر معبود کو حاصل کر لیتا ہے بلکہ عالم تمام، عالم روح کی جانب ایک قطرہ کی طرح ہے جس کے بعد ہی حرفت و آواز کے بغیر علم روحانی اور سلم لطف کا فیضان حاصل ہوتا ہے۔

الفصل الخامس

في بيان التوبة والتلقين

اعلم أن المراد بالمدكوكة لا يحصل إلا بالتوبة النصوحة والتلقين من أهله كما قال الله تعالى
 "وَالزَّمُّهُمْ كَلِمَةً النَّفْوَى فَتَحَ ٢٤" أي كلمة لا إله إلا الله بشرط أخذه من قلب نقي مما سوى الله
 لا كلمة تُسمع من أفواه العامة وإن كان اللفظ واحدًا ولكن المعنى متفاوتًا لأن القلب
 إنما يحيا إذا اخذ به التوحيد من قلب حي فيكون بزرًا كاملاً وبزرًا غير البالغ لا يثبت
 ولذلك ظهر بزر كلمة التوحيد في القرآن العظيم في موضعين أحدهما مفارن بالقول الظاهر
 كما قال الله تعالى "وَأَذِيقُوا لَهْرًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ صَافً ٢٥" وهذا التلقين بسبب نزول هذه الآية

لأجل التلقين للتواصي

قال في بسنيان الشريعة أول من تمتنى أقرب الطريقين علي رضي الله عنه من النبي صلى الله عليه
 وآله ونبي نزل به جبرئيل علي بيتنا وعليه أفضل الصلوة والسلام ولقن هذه الكلمة للنبي صلى الله عليه وسلم
 ثلاث مرات ثم لقن النبي صلى الله عليه وسلم علي رضي الله عنه ثم جاء عليه الصلوة والسلام إلى
 أصحابه فلقنهم جميعاً رضي الله عنهم وقال النبي صلى الله عليه وسلم وجعلنا من الجهاد الأصغر
 إلى الجهاد الأكبر وهو النفس كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "عدو لك نفسك التي بين جنبيك"
 ولا تحصل محبة الله تعالى إلا بعد قهر أعدائك وفي جردك من النفس الأمار في التواصي والمهم
 فظهر من الأخلاق الذميمة البهيمية كحب زيادة الأكل والشرب والنوم واللغو والسبعية
 كالغضب والشتم والضرب والفهر والشطرنج كالكبر والعجب والتعبد وغير ذلك
 وقد أظهرت من أهمل الذنوب فانت من المستطهرين والتواصي كما قال الله تعالى "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

پانچویں فصل (توبہ و تلقین کے بیان میں)

جان لو کہ یہ مذکورہ مراتب خالص توبہ اور بغیر لائق شخصیت (پیر و مرشد) کی تلقین کے حاصل نہیں ہو سکتے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا“ یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ بشرطیکہ اسے ایسے دل سے حاصل کیا جائے جو ماسویٰ اللہ سے پاک ہو نہ کہ وہ کلمہ جو عام لوگوں کے مُتہ سے سُنا جاتا ہے تو اگرچہ کہ الفاظ وہی ایک ہوں، معنی میں فرق پایا جائے گا۔ اس لئے کہ قلب کو اسی وقت زندگی ملتی ہے جب کہ وہ کسی زندہ دل (مرشدِ روشن ضمیر) سے توحید کا تحم حاصل کرے تو وہی کامل تحم ہوتا ہے اور دیگر تحم جو غیر بالغ (ناقص) ہو وہ بویا نہیں جاتا۔ اور قرآنِ عظیم میں دو ایسے مقامات ہیں جہاں کلمہ توحید کے تحم کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ ان میں سے ایک مقام وہ ہے کہ جو قول ظاہری کے قرین ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور جب ان سے کہا جائے لا الہ الا اللہ“ اور یہ تلقین اسی آیتِ شریف کے نزول کی روشنی میں خاص اصحاب کے لئے موجب تلقین ہے۔ بہستانِ شریعت میں فرمایا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس نے قریب ترین راہ کی سب سے پہلے متمسکاً ظاہر کی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کی وحی کے ساتھ نازل ہو کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کلمہ کی تین بار تلقین فرمائی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اس کی تلقین فرمائی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان تشریف لائے اور ان (اصحاب) رضی اللہ عنہم کو آپ نے اس کی تلقین فرمائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اور ہم کو جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر تک پہنچا دینا ہے“ جیسا کہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”تمہارا دشمن تمہارا ہی نفس ہے جو تمہارے اطراف ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ تیری زندگی میں تو اپنے دشمنوں (نفسِ لوامہ اور نفسِ امارہ اور نفسِ ملہمہ پر غلبہ نہ پائے پس تو ان برے و حسیانہ عادتوں سے پاک ہو جائے گا مثلاً زیادہ کھانے پینے کا شوق اور زیادہ سونا اور بے ہودگی اور حسیانہ عادتیں مثلاً غصہ، کالی گلوچ، مارنا اور شیطانی عادتیں جیسے غرور، گھمنڈ، حسد اور نفرت وغیرہ جب تو ان گناہوں کی اصل (بنیاد) سے ہی پاکی حاصل کرے تو تو پاک لوگوں اور زیادہ توبہ کرنے والوں میں شامل ہو جائیگا جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”بَشَرُ اَفْذَلُ“

التَّوَابِينَ وَجِبَتْ تَطَهَّرِينَ يَقُولُ "فَمَنْ نَابَ عَنْ مُجَرَّدِ ظَاهِرِ الذَّنْبِ لَا يَدْخُلُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ
وَلَوْ كَانَ ثَانِيًا لَكِنْ لَمْ يَسْ بَتَوَابٍ فَإِنَّهُ لَقَطْعًا الْمُبَالِغَةُ وَالْمُرَادُ مِنْهُ تَوْبَةُ الْخَوَاتِمِ مِثَالُ
مَنْ يَتَوَبُّ عَنْ مُجَرَّدِ الذَّنْبِ الظَّاهِرِ كَمَنْ يَقْطَعُ حَشَبُشَ الزَّرْعِ مِنْ فَرْعِهِ وَلَا يَسْتَقْبِلُ بِقَلْعِهِ مِنْ
أَصْلِهِ فَيَنْبُتُ ثَانِيًا لِاحْتِمَالِ بَلْدَةِ أَكْثَرِ مَا يَنْبُتُ وَمِثَالُ التَّوَابِ مِنَ الذَّنْبِ وَالْأَخْذِ فِي
الذَّمِّ كَمَنْ يَقْلَعُهُ مِنْ أَصْلِهِ فَلَا جَرَمَ لَا يَنْبُتُ بَعْدَهُ إِلَّا نَادِرًا فَالْمَقْلَعِينَ أَنَّهُ قَطَعَ مَا
سِوَى اللَّهِ تَعَالَى مِنَ الْقَلْبِ مَا لَمْ يَقْطَعْ شَجَرَةَ الْمَرْءِ لَا يُوَصِّلُ الشَّجَرَةَ مَوْضِعَهُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "مَنْ
نَابَ وَأَمِنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يَبْدِلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ خَيْرًا" فَمَنْ "وَالْتَوْبَةُ عَلَى التَّوْبَةِ
تَوْبَةُ الْعَامِ وَتَوْبَةُ الْخَاصِّ وَتَوْبَةُ الْعَامِ أَنْ يَرْجِعَ مِنَ الْمُعْصِيَةِ إِلَى الطَّاعَةِ وَمِنَ الذَّمِّ إِلَى
الْحَمْدِ وَمِنَ الْحُجْمِ إِلَى الْجَنَّةِ وَمِنْ رَاحَةِ الْبَدَنِ إِلَى مُشَقَّةِ النَّفْسِ بِالذِّكْرِ وَالْحَمْدِ
وَالسَّعْيِ الْفَوِيِّ وَتَوْبَةُ الْخَاصِّ أَنْ يَرْجِعَ بَعْدَ هَذِهِ التَّوْبَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ إِلَى الْمَعَارِفِ وَمِنَ
الْمَعَارِفِ إِلَى الدَّرَجَاتِ وَمِنَ الدَّرَجَاتِ إِلَى الْقُرْبَةِ وَمِنَ الْقُرْبَةِ إِلَى الدَّرَجَاتِ النَّفْسَانِيَّةِ إِلَى
الْمَلَكَاتِ الْمَرْوَحَانِيَّةِ وَهُوَ تَرْكُ مَا سِوَى اللَّهِ تَعَالَى وَالْإِنْسَانِ وَالنَّظَرِ إِلَيْهِ بَعَيْنِ الْيَقِينِ وَهُوَ لَا
الْمَذْكُورَ رَأَى مِنْ كَسْبِ الْوُجُودِ وَكَسْبِ الْوُجُودِ ذَنْبٌ كَمَا فِي خِطَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَجُودُكَ ذَنْبٌ لَا يُقَاسُ بِهِ ذَنْبٌ آخَرٌ كَمَا قَالَ أَحْسَنَاتُ الْأَنْبِيَاءِ الْمُقَرَّبِينَ وَلِذَلِكَ
لَا يُقَاسُ وَكَذَلِكَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
"وَأَسْتَغْفِرُ لَذَنْبِكَ مُحَمَّدًا" أَيْ لَذَنْبِ وَجُودِكَ وَهَذَا هُوَ الْإِنَابَةُ فَإِنَّ الْإِنَابَةَ الرَّجُوعُ
مِنْ كُلِّ مَا سِوَى اللَّهِ تَعَالَى إِلَيْهِ وَالْإِنْخِلُ فِي سِلْمِ الْقُرْبَةِ فِي الْآخِرَةِ وَالنَّظَرُ إِلَى وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى
كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا أَجْدَا هُمْ فِي الدُّنْيَا يَلْقَوْنَ جَهَنَّمَ حَتَّى يَرَوْهُ" فَإِنَّ رُؤْيَا
اللَّهِ تَعَالَى لَا تَحْصُلُ فِي الدُّنْيَا بَلْ تَحْصُلُ بِرُؤْيَا صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى فِي مِرَاةِ الْقَلْبِ .

بہت توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں کو پسند فرماتا ہے، پس جو صرف ظاہری گناہ سے توبہ کرے وہ اس بات میں داخل نہیں اور اگرچہ توبہ کیا لیکن توبہ سے نہیں ہوا کیونکہ یہ بالعدو کا لفظ ہے اور اس سے مراد خواص کی توبہ ہے جو محض ظاہری گناہوں سے توبہ کرتا ہے اسکی مثال ایسے شخص کی طرح ہے جو اپنے کھیت میں سے گھاس پوس اور پیر ہی سے توڑتا ہے مگر اس کو پڑ سے اٹھا کر نہیں پھینکتا تو وہ پھر دوبارہ اُگاتی ہے۔ یہ بات کوئی مشکل نہیں بلکہ اکثر اس طرح اُگ جاتی ہے اور گناہوں اور بری عادتوں سے سچی توبہ کرنے والے شخص کی مثال اس شخص کی طرح نہیں ہوتی جو (گھاس کو) اس کی جڑ سے ہی کاٹ دیتا ہے جبکہ بعد شاذ و نادر ہی اُگتی ہے۔ پس یقین بھی دل سے اللہ تعالیٰ کے سوا سب کو جدا کر دیتی ہے۔ جب تک تلخی کا درخت نہ اکھاڑ پھینکے اور اسکی جگر (دوسرا) جھاڑ نہیں لگایا جاسکتا جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو اسیوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا“ پس توبہ دو قسم ہے (ایک) عام توبہ اور (دوسری) خاص توبہ عام توبہ وہ ہے کہ جو گناہ سے نیکی کی طرف، برائیوں سے خوبیوں کی طرف، دوزخ سے جنت کی طرف اور جسمانی آسویں سے نفسانی مشقت کی طرف آتی ہے جو ذکر و جہد و بری کوشش سے حاصل ہوتی ہے اور خاص توبہ وہ ہے کہ اس توبہ کے بعد جنات سے عارف کی طرف اور عارف سے درجاء کی طرف اور جات سے قربت کی طرف اور قربت اور نفسانی لذتوں سے روحانی لذتوں کی طرف لے آتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر کس کو ترک کرنا اسی (اللہ) سے محبت کرنا اور اسکی جانب یقین کی آنکھ سے دیکھنا ہے اور یہ سب باتیں بھی یاد کر لیا گیا کسب وجود سے ہیں یعنی وجودِ عمل کا ذریعہ ہے اور عمل سے یہ سب باتیں حاصل ہوتی ہیں اور (اس راستہ میں) کسب وجود گناہ ہے (کیونکہ ترکِ مافیہ میں وجود کی نفی بھی لازم ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب میں فرمایا گیا تیرا وجود گناہ (محجوب) ہے جو دیگر گناہ پر قیاس نہیں ہوتا جیسا کہ (زبرِ گول نے) فرمایا ہے کہ برتری دہ لوگوں کی نیکیاں قربِ خاص رکھنے والوں کے نزدیک (ملاحظہ رہا) برائیاں ہیں اور اس پر قیاس نہیں کیا جاتا اسی کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مذکر لیک سو بار استغفار فرمایا کرتے تھے چنانچہ ارشاد الہی ہے ”اپنے گناہ کیلئے استغفار کر“ یعنی اپنے وجود کے گناہ (محجوب) کیلئے (استغفار کر) اور یہی ”انا توبہ“ ہے پس بیشک ”انا توبہ“ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر کس کو چھوڑ کر اس (اللہ) کی طرف رجوع کرنا ہے اور اسکے قربِ خاص کی سلامتی میں داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار کرنا ہے جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے بیشک اللہ کے ایسے بندے (محجوب) ہیں کہ جن کے جسم تو دنیا میں ہوتے ہیں مگر دل جنت کے نیچے ہوتے ہیں پس بیشک دنیا میں اللہ کے جمال کا دیدار حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ دل کے اندر میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا دیدار حاصل ہو سکتا ہے۔

كَأَنَّ عَمْرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "رَأَى قَلْبِي رُبِّي وَبَنُو رُبِّي وَالْقَلْبُ مِرَاةٌ عَكْسُ
 جَمَالِ اللَّهِ تَعَالَى" وَهَذِهِ الْمَشَاهِدَةُ لَا تَحْصُلُ إِلَّا بِتَلْفِيزِ شَيْخٍ وَاصِلٍ وَمَقْبُولٍ مِنَ
 السَّابِقِينَ ثُمَّ رَدَّ إِلَى الْكَمِيلِ النَّافِصِينَ بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى بِوَاسِطَةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَإِنَّ الْأَوَّلِيَاءَ مُرْسَلُونَ لِلْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ فَزُقَابُ النَّبِيِّ وَالْوَلِيِّ فَإِنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 وَسَلَّمَ مُرْسَلٌ إِلَى الْعَوَامِّ وَالْخَوَاصِّ جَمْعًا مُسْتَقِلًّا بِنَفْسِهِ وَالْوَلِيُّ الْمُرْسَلُ لِلْخَوَاصِّ
 غَيْرُ مُسْتَقِلِّ بِنَفْسِهِ فَإِنَّهُ لَا سِعَةَ لَهُ إِلَّا بِمَعَايَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا دُعِيَ
 الْأَسْتِغْدَالُ كُفِّرَ وَارْتَمَتْ شَبَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِلْمًا أَمَّتْهُ بِأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ
 كَمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ" لَا تَهْتَدُونَ إِلَّا بِشَرْعِهِ
 مُرْسِلٌ وَهُوَ مُوسَى عَلَى نَبِيِّنَا عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ لِحُجْنِ كَانُوا يَجِدُونَهَا وَ
 يُؤْمَرُونَ دُونَهَا مِنْ غَيْرِ اثْنَيْنِ بِشَرْعِهِ أُخْرَى فَكَذَا أَعْلَاءُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيَاءِ الْعُلَمَاءِ
 مُرْسَلُونَ لِلْخَوَاصِّ لِتَجْدِيدِ الْأَمْرِ وَالتَّنْهِي وَاسْتِحْكَامِ الْعَمَلِ عَلَى التَّالِيدِ الْأَتْلَعِ وَتَصْفِيهِ
 أَهْلُ الشَّرْعِ وَهُوَ فِي الْقَلْبِ مَوْضِعُ الْمَعْرِفَةِ وَهُمْ يَجِدُونَ يَعْلَمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَصْحَابِ
 الصَّفَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ كَانُوا يَنْطَفِقُونَ بِأَسْرَارِ الْمَعْرَاجِ قَبْلَ عُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْوَلِيُّ
 كَامِلٌ أَوْلَايَةِ الْمُحَدِّثَةِ الَّتِي هِيَ جُزْءُ الثَّبُوتِ وَبَاطِنُهَا أَمَانَةٌ عِنْدَهُ وَالْمُرَادُ مِنْهُ
 لَيْسَ مَنْ تَرَسَّمَ بِظَاهِرِ الْعِلْمِ لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ وَرَثَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكِنْ مَنْ
 قَبِيلِ دَوَى الْأَرْحَامِ فَالْوَارِثُ الْكَامِلُ أَنْ يَكُونَ بِمَنْزِلَةِ الْإِبْنِ مِنَ الْعَصْبَاءِ قَالُوا لَهُ
 سَيِّدُ الْأَبِّ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَكَذَلِكَ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ "إِنْ مِنْ الْعِلْمِ كَيْسٌ
 الْمَكْنُونُ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا الْعُلَمَاءُ بِاللَّهِ" فَإِنَّ تَقْوَى الْمُتَبَكِّرَةِ أَهْلُ الْغُرَّةِ هُوَ السِّرُّ الَّذِي لَسْتُ دَعِ
 فِي قَلْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهَيْلَةِ الْمَعْرَاجِ فِي ابْطِنِ الْبُطُونِ الثَّلَاثِينَ أَعَادَ لَمْ يَهْتَشِرْهَا عَلَى

جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے قلب نے میرے رب کو میرے رب کے نور کے ذریعہ دیکھا اور قلب اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے اور یہ مشاہدہ صرف ایسے شیخ کی تلقین سے حاصل ہوتا جو خدا رسید ہو مقبول الہی ہو۔
 سابقین میں سے ہو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ناقصوں کی تکمیل کی خاطر بھیجا یا لگیا ہو پس اولیاء کرام بے شک عوام کے لئے نہیں بلکہ خواص کے لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ نبی اور ولی کے درمیان فرق ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عوام اور خواص سب کیلئے مستقلاً ذاتی طور پر بھیجے گئے ہیں اور چھوٹی مرشد صرف خواص کیلئے بھیجا جاتا ہے اور وہ بالذات مستقل نہیں ہوتا۔ پس اسکے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے سوا کوئی گنجائش نہیں یہاں تک کہ استقلال (بالذات) کا دعویٰ کرنا بھی کفر ہے اور بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء سے تشبیہ دی چنانچہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے جیسے ہیں“ اس لئے کہ وہ ایک رسول کی لائی ہوئی شریعت کے تابع اور وہ ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام لیکن کسی دوسرے شریعت کی جانب متوجہ ہوئے بغیر اپنی (شریعت) کی تجدید اور تاکید کرتے رہے اسی طرح اس اُمت کے علماء جو اولیاء کرام ہیں۔ یہ وہ علماء ہیں جو خواص کے لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ ان کو عطا کردہ تاکید کے موافق امر و نہی کی تجدید اور عمل میں استحکام پیدا کریں اور اصل شریعت کے جو کہ قلب میں معرفت کا مقام ہے اسکی پانگیزی فرمائیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ایسا ہی عرفان پاتے ہیں جیسا کہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے (عرش پر) تشریف لے جانے سے قبل ہی معراج کے اسرار کی باتیں کر رہے تھے پس ایک ولی ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت کامل ہوتا ہے جو کہ نبوت کا ہی حصہ ہے کہ اس کا باطن اس کے باطن طہر امانت ہے اور اس سے مراد وہ نہیں کہ جو علم ظاہری سے اللہ لہ کہہ اسلئے کہ وہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت سے ہے تو وہ ذوی الارحام کی طرح ہے پس وارث کامل وہی ہو سکتا ہے جو (حقیقی) بیٹے کے درجہ پر عہدات سے جو پس بیٹا ظاہر و باطن میں باپ کا راز (وارث) ہوتا ہے اور اسی طرح فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”بیٹا علم کا کچھ حصہ پوشیدہ کل میں چھو گیا حتیٰ کہ کوئی نہ جانتا پس اگر تقویٰ اختیار کرے تو غزت والے سے انکار نہیں کرتے و ایسا راز جو تینوں راز کے بعد دین کے سب اندر دفن ہے اور نہ راجح و مستحب کے درمیان فرق ہے“

احد من العامة سوى اصحاب المعترفين واصحاب الصفة رضوان الله تعالى عليهم اجمعين رفقنا
الله بيزك انهم راقاض علينا من برهم واصحابهم بين بارب العالمين امين وبزك السيرة
قيام الشريعة المطهرة الى يوم القيمة فالعلم الباطن يهدي الى ذلك السيرة فكل العلوم
والمعارف كلها بشر ذلك السيرة واما علماء العالم الظاهر فهم ورثة السيرة بفضهم
بمنزلة صاحب الفرض بفضهم بمنزلة العصاب وبفضهم بمنزلة ذوى الارحام موككون
على فشر العلم بدعوة الى سبيل الله تعالى بالموعظة الحسنة ومشايع السيرة المتسلسلة
لسبلهم الى على رضوان الله عنه موككون بعز العلم على باب العلوم بالدعوة الى الله تعالى
بالحكمة كما قال الله تعالى "ادعوا الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وبجاد لهم
بالحسن - نحل ١٢٥" وقوله في الاصل واحد وفي التوع بختلف وهذه المعاني الثلاثة
في الآية كانت مجموعته في ذات النبي صلى الله عليه وسلم فلم يخط احد بعده جملة ذلك
فقسم على ثلاثة اقسام ٥ القسم الاول وهو لبها وهو علم الحال اعطى للرجال وهممة
الرجال به كما قال صلى الله عليه وسلم "همة الرجال تشلج الرجال" والمراد من الرجال قساوة
القلب نحو ابدعاهم ونظرهم كما قال الله تعالى "ومن يؤتي الحكمة فقد اوتي خيرا كثيرا
بقوله ٢٢٩" والقسم الثاني فشر ذلك اللب اعطى العلماء والعلم الظاهر وهو للموعظة
الحسنة والامر بالمعروف والنهي عن المنكر كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "العلم
بالعلم والادب يعطى والجاهل يعطى بالقرى والغضب" القسم الثالث هو فشر الفشر اعطى
للأمر وهو العدل والسياسة المشار اليه بقوله تعالى "وبجاد لهم بالحسن - نحل ١٢٥"
فاهم مظاهر مقام الفشر للأمر الشديدين ومقام الفقر للمصوفين العارفين هو المعنى
المفصود من خلق الشجرة ولذلك قال النبي صلى الله عليه وسلم "عليكم بمجالسة العلماء

اور تمام مقرب محابہ اور اصحابِ صفہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سوا اس راز کو کسی پر بھی ظاہر نہیں فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے برکت سے ہم کو بھی مالا مال فرمائے اور انکی نیکی اور احسان سے ہم کو بھی فیضیاب فرمائے آمین، یا رب العالمین آمین۔ اور اس راز کی برکت سے قیامت کے دن تک شریعتِ پاک قائم ہے پس علم باطن اسکا راز کی جانب رہنمائی کرتا ہے پس جملہ علوم و معارف سب کے سب اسی راز کا پوسٹ ہیں اور البتہ علم ظاہری کے علماء اس راز کے وارث ہیں جن میں سے بعض صاحبِ فرض کے بعض عصبات کے اور بعض ذوی الارحام کے درجہ پر ہیں۔ جنہیں نیک اوصاف کے ساتھ مواظفہ حسنہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انکی راہ پر لانے کی خاطر علم کے پوسٹ سپرد کئے گئے اور اعلیٰ مرتبت مشائخ کے ذریعہ اپنے اپنے سلسلہ (طریقہ) کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پیوستہ و وابستہ ہیں جنکو حکمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے کی خاطر علم کے شرف سے باب العلم (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) تک رسائی کی سعادت سے نوازا گیا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر حکمت اور اچھی نصیحت (مواظفہ حسنہ) سے اس طریقہ پر بحث کرو (مجادلہ) جب سب سے بہتر ہو“ اور ان سب کا کہنا اصل میں ایک ہی ہے گو نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہے اور آیت شریفہ میں یہ تین معنی (یعنی حکمت، مواظفہ حسنہ، مجادلہ) ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک میں ایک ساتھ جمع ہیں اور جو سب کے سب ایک ساتھ آپ کے بعد پھر کسی اور کو عطا نہیں فرمائے گئے پس آپ نے انہیں تین قسموں میں تقسیم فرمایا۔ پہلا جو ان کا مغز (خلاصہ) ہے اور وہ علمِ حال ہے جو جن (مردانِ خدا) کو عطا فرمایا گیا ان کا توصلہ اسی کی بدولت ہے جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”مردانِ خدا کا توصلہ بہاڑوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے“ اور یہاں سے مراد دل کی سختی ہے جو ان کی دعا اور گریہ و زاری سے مٹ جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”جیسے حکمتِ ملی اُسے بہت بھلائی ملی“ اور دوسری قسم اس مغز (علمِ حال) کا پوسٹ ہے جو علمِ ظاہر کے علماء کو عطا فرمایا گیا اور وہ ہے نیک نصیحت کرنا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”ایک عالم علم و ادب کے ذریعہ نصیحت کرتا ہے تو ایک جاہل مار بھاڑا اور غصہ و غضب کے ساتھ باقی بر سرِ عتبہ

وَاسْتِجْمَاعُ كَلَامِ الْحُكْمَاءِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُحِبُّ الْقَلْبَ الْمُنِيبَ بُنُورِ الْحِكْمَةِ ٥
 الْحِكْمَةُ مُنَالَةُ الْحَكِيمِ بِأَخْذِ مَا كَانُوا وَجَدُوا فِي الْكَلِمَةِ الَّتِي فِي أَقْوَامِ الْقُرْآنِ نَزَلَتْ
 مِنَ الرُّوحِ الْمَخْفُوظِ وَهُوَ عَالِمُ الْخَبْرَاتِ مِنَ الدَّرَجَاتِ ٥ وَالْكَلِمَةُ الَّتِي فِي أَقْوَامِ الرِّجَالِ
 الْوَاحِدِينَ نَزَلَتْ مِنَ الرُّوحِ الْأَكْبَرِ بِلِسَانِ الْفَدَسِ بِلَاوَاسِطَةٍ فِي الْقُرْبَةِ فَكُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ
 إِلَى أَصْلِهِ وَلِذَا لَيْسَ طَلِبُ أَهْلِ التَّلَفُّظِ فَرَضٌ بِحَبْوَةِ الْقَلْبِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 «طَلِبُ الْعِلْمِ مَعْرِضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ» وَالْمُرَادُ مِنْهُ عِلْمُ الْمَعْرِفَةِ
 وَالْقُرْبَةِ وَالتَّوَافِي مِنَ الْعُلُومِ الظَّاهِرَةِ لَا مَحْتَاجَ إِلَيْهَا إِلَّا مَا هُوَ دَائِي بِهَا الْفَرَايِضُ
 كَمَا قَالَ الْأَكْبَامُ الْخَيْرُ إِلَى رَحْمَتِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ بَيْتٌ ٥

حَبْوَةُ الْقَلْبِ عِلْمٌ فَأَذْجَرُهُ

وَمَوْتُ الْقَلْبِ حَمَلٌ فَاجْتَنِبُهُ

وَأَخَذُ مُرَادَكَ التَّقْوَى فَرَدَّهُ

فَكَانَ بِمَا وَعَظْتُكَ فَاتَّقِطُهُ

كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى يَفْرَهُ» فَرَضًا مِنْ رَبِّهِ

تَعَالَى أَنْ يَجَاوِزَ عَيْدَهُ إِلَى الْقُرْبَةِ وَلَا يَلْتَفِتَ إِلَى الدَّرَجَاتِ

كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ

فِي الْقُرْبَى يَشْعُرُ» وَالْمُرَادُ مِنْهُ عَالِمُ الْقُرْبَةِ

فِي أَحَدِ الْأَقْوَامِ وَهَلْ



کی ہنستی اور حکماء کی باتوں کا سُنا لازم ہے پس اللہ تعالیٰ بے ترک حکمت کے نور سے مردہ دل کو زندہ فرماتا ہے، اور حکمت حکیم کی متاع گم گشتہ ہے جس کو جب بھی اس نے پایا اسے حاصل کر لیا اور جو بات عوام کے منہ سے نکلے وہ لوح محفوظ یعنی درجہ جہان میں وہ عالم جبروت سے نازل ہوئی اور جو بات داخل بہق اصحاب کے منہ سے نکلے وہ قرب خاص میں کسی واسطے کے بغیر زبان پاک کے ذریعہ لوح اکبر سے نازل ہوئی پس ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے اور اسی واسطے قلب کی زندگی کے ساتھ اہل تلقین کی طلب قلبی زندگی کیلئے فرض ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے“ اور اس سے مراد علم معرفت اور قرب الہی ہے اور باقی علوم ظاہری ہیں کہ جن کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور جو فرائض کی ادائیگی کے لئے ضروری ہیں۔ جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

غزلی اشعار کا منظوم ترجمہ از ترجمہ

علم سے ہے قلب زندہ خوب اُسے حاصل کرو جہل سے ہے موت دل کی اس سے تم بچتے رہو
جتنا ہو تقویٰ کرو تو شہید ہی ہے بہترین! یہ نصیحت حیرتی کافی ہے، عمل کرتے رہو
جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور تو شہرہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر تو شہرہ پر ہیزگاری ہے“ پس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی یہی ہے کہ اپنے بندوں کو قرب خاص کی اجازت دے اور درجات کی جانب مائل نہ فرمائے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا“ اور کئی اقوال میں سے ایک قول کے مطابق اس سے مراد قرب الہی ہے۔

بقیہ صفحہ ۷۷ کے آگے :- تیسری قسم وہ ہے جو پوست کا بھی پوست ہے جو امراء (اہل حکومت) کو عطا فرمایا گیا۔ اور وہ انصاف و سیاست ہے جس کی جانب اس ارشاد الہی میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ ”اور ان سے اس طریق پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو“ پس وہ سب بطور نمونہ امراء شہید کے لئے قہر کی طرح اور صوفیوں و عارفوں کے لئے فخر کی مانند ہیں۔ پودے کی تخلیق کا مقصد یہی مغز ہے اس لئے فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”تم پر علماء کرام سے (اس کے آگے صفحہ ہذا کی پہلی سطر ملاحظہ ہو)

الفصل السادس

فِي بَيَانِ الْمُتَصَوِّفِ بِتَصْفِيَةِ بَاطِنِهِمْ بِنُورِ مَعْرِفَةِ التَّوْحِيدِ

أَوْ لَا تَعْمُرُ تُسَبِّحُوا إِلَى أَصْحَابِ الصُّفَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَوِّلُ السُّبُحِ وَالصُّفَّةُ هِيَ السُّبُحَةُ وَفِيهَا
صُفُوفُ الْعَنَمِ وَالْمُتَوَسِّطُ صُفُوفِ الْمُعْزِ وَالْمُنْتَهَى صُفُوفِ الْمُرْعَزِ وَهُوَ الصُّفُوفُ الْمُرْبَعُ وَكَذَا
عَالِمُهُ فِي الْبَاطِنِ عَلَى مَرَاتِبِ أَرْبَعٍ لَطِيبَاتٍ لَا طَعْمَ.

قَالَ حَيْثُ أَحْبَبَ النَّفْسُ الْمَجْمُوعُ بِأَهْلِ الذُّهْدِ كَالْحُشْنِ مِنَ الْمَكْبُوسِ وَالْمَطْمُ
وَبِأَهْلِ الْمُعْزِ فِيهِ كَاللَّيْنِ مِنْهُمَا فَإِنَّ أَنْزَالَ السَّاسِ مَنَازِلَهُمْ مِنَ السُّنَّةِ كَمَا تَبَعْدُ
أَحَدُ طَوْرِهِ أَوْ لَا تَعْمُرُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فِي الْحَضَرَةِ الْأَحَدِيَّةِ فَلَفْظُ النَّصُوفِ أَرْبَعَةٌ
أَخْرُوفُ السَّاءُ وَالصَّادُ وَالْوَاوُ وَالْفَاءُ. فَالسَّاءُ مِنَ التَّوْبَةِ وَهِيَ عَلَى وَجْهِ تَوْبَةِ الظَّاهِرِ
وَتَوْبَةِ الْبَاطِنِ فَتَوْبَةُ الظَّاهِرِ أَنْ يَرْجِعَ بِجَمِيعِ أَعْضَائِهِ الظَّاهِرَةِ مِنَ الذُّنُوبِ وَذَمَائِرِ
الْأَخْلَاقِ إِلَى الطَّاعَاتِ وَمِنْ الْمَخَالَفَاتِ إِلَى الْمُؤَافَقَاتِ قَوْلًا وَفِعْلًا وَتَوْبَةُ الْبَاطِنِ
أَنْ يَرْجِعَ بِجَمِيعِ أَطْوَارِ الْبَاطِنِ عَنِ الْمَخَالَفَاتِ الْبَاطِنِيَّةِ إِلَى الْمُؤَافَقَاتِ بِتَصْفِيَةِ الْقَلْبِ
فَإِذَا حَصَلَ بُدِيلُ الدَّمِيمَةِ بِالْحَمِيدَةِ فَقَدْ تَمَّ مَقَامُ السَّاءِ وَلِسَمُونَهُ نَابِيَاءُ وَالصَّادُ مِنَ
الصَّفَاءِ وَهُوَ عَلَى نَوْعَيْنِ صَفَاءُ الْقَلْبِ وَصَفَاءُ السِّرِّ فَصَفَاءُ الْقَلْبِ أَنْ يَصْفَى قَلْبُهُ مِنَ الْكُدُورِ
الْبَشَرِيَّةِ مِثْلَ الْعِلَاقَاتِ الَّتِي تَحْصُلُ فِي الْقَلْبِ مِنْ كَثْرَةِ الْأَكْلِ وَالشَّرْبِ مِنَ الْخَلَالِ وَكَثْرَةِ
الْكَلَامِ وَالتَّوَمُّ وَكَثْرَةِ الْمَدَاحِلِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَتَحَوُّدِ ذَلِكَ مِنَ الْمَنَاطِقِ النَّفْسَانِيَّةِ فَتَصْفِيَةُ
الْقَلْبِ مِنْ هَذِهِ الْكُدُورَاتِ لَا تَحْصُلُ إِلَّا بِمَدَارَسَةِ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى جَهْدًا لَا يُبْدَأُ
إِلَّا أَنْ يَبْلُغَ مَقَامَ الْحَقِيقَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحِلَتْ

چشمی فصل

(توحید کی معرفت کی روشنی میں اپنے باطن کی صفائی کے ذریعہ صوفی بننے کے بیان میں)

(صوفی) اس لئے کہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کی طرف انہوں نے خود کو منسوب کر لیا یا (صوفی) اسلئے کہ ان کا لباس صوف (یعنی) اون کا ہے جو بیت دی کیلئے بکری کا اون (یعنی کھڑدرا) متوسط کیلئے بھیڑ کا اون (نہ زیادہ نرم نہ سخت) دور منہتی کیلئے بھیڑ کی روئیں کا اون (نرم) ہے اور وہ اون چوک نہ ہوتا ہے اور اسی طرح ان کے باطن کا حال ہے جو کبھی غذا کی پاکیزگی کے لحاظ سے ان کے اقوال کے مراتب پر منحصر ہے۔

صاحبِ تقدیس مجمع نے فرمایا ہے جلیج صاحبان زہد لباس و غذا میں سخت (موٹا) استعمال کریں اور صاحبان معرفت نرم پس اپنے حال کے لحاظ سے اپنے مقلات پر لوگوں کا قائم رہنا سنت کے مطابق ہے تاکہ کوئی بھی اپنے طور پر حد سے نہ ٹرے یا "صوفی" اسلئے کہ بارگاہِ احدیت میں وہ پہلی صف میں حاضر ہوتے ہیں۔ پس لفظ "تقوف" کے چار حروف تاء، صاد، واو، اور ظو ہیں کہ تاء توبہ سے ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں (ایک) ظاہری توبہ اور (دوسری) باطنی توبہ۔ تو ظاہری توبہ یہ ہے کہ اپنے تمام ظاہری اعضاء کی مدد سے گناہوں اور بُری عادات سے طاعت کی طرف اور خلافِ درزیوں سے نیک باتوں کی طرف قولاً و فعلاً رجوع کرے اور باطنی توبہ یہ ہے کہ قلب کی پاکیزگی کے ذریعہ تمام باطنی طریقوں کی مدد سے باطنی برائیوں سے (باطنی) بھلائیوں کی طرف رجوع کرے اور جب برائیاں توبہ میں تبدیل ہو جائیں تو تاء کا مقام پورا ہو گیا اور اسکو "تائب" کہانام دیتے ہیں اور صاد، صفا (پاکیزگی) سے ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں (ایک) قلب کی پاکیزگی اور (دوسری) سر (باطن) کی پاکیزگی۔ پس قلب کی پاکیزگی یہ ہے کہ اپنے قلب کو بشری کدو رتوں سے پاک و صاف کرے جیسے وہ تمام باتیں جو حلال چیزوں کے زیادہ کھانے پینے اور زیادہ بات جیسے اور زیادہ خند اور دنیوی اشیاء پر زیادہ غلبہ کر کے سب سے یا اسی طریقہ کے نفسانی ممنوعات کے باعث قلب میں پیدا ہوں پس ان کدو رتوں سے پاک صفا کی اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالیٰ کے جہری ذکر کی شروع ہو جائے پابندی ہمیشہ لازم نہ کرے یہاں تک کہ مقام حقیقت تک نہ مسائی ہو جائے جب کہ ارشادِ الہی ہے "ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے

قُلُوبُهُمْ اِنَّا لَآ اَخِي خَشِيتُ قُلُوبَهُمْ وَارْتَحَشْتُهُ لَآ تَكُونُ اِلَّا بَعْدَ اَنْتَابِهَا اَلْقَلْبُ عَنْ
 تَوْمِ الْعُقْلَةِ وَتَصْفِيهِ بِمَنْقُشٍ فِيهِ ضَوْرُ الْغَيْبِ مِنْ نُحَيْرِ الشَّرِّ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 "اَلْقَلْبُ لَمْ يَنْقُشْ وَالْعَارِثُ يَنْقُشُ" وَصَفَاءُ السِّرِّ الْاِجْتِنَابُ مِنْ مُمْلَاحَةِ مَا سِوَى اللهِ
 وَتَحَبُّسُهُ عَمَّا زَمَهُ اَسْمَاءُ التَّوْحِيدِ بِلِسَانِ سِرِّهِ فَاِذَا احْصَيْتَ هَذِهِ التَّصْفِيَةَ وَقَدْ تَمَّتْ
 مَقَامُ الصَّادِقِ وَامَّا الْوَاوُ فَهُوَ مِنَ الْوَلَايَةِ يَتَرْتَّبُ عَلَى الصِّفَةِ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى "اَلَا
 اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ" بِرِسْلَةٍ وَنَبِيَّةُ الْوَلَايَةِ اَنْ يَخْلُقَ
 بِاَخْلَاقِ اللهِ تَعَالَى فَيُتْلِسَ بِمَجْلَعِ صِفَاتِ اللهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَلَّقُوا
 بِاَخْلَاقِ اللهِ تَعَالَى اِنِّي اَصِفُوكُمُ الصِّفَاتِ اللهِ تَعَالَى لَبَدَّ خَلَعَ الصِّفَاتِ الْبُشَيْرِيَّةِ كَمَا قَالَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ "اِذَا احْبَبْتُ عَبْدًا كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا وَ
 يَدًا وَلِسَانًا وَجِدًا فَمَنْ يَسْمَعُ وَيُبْصِرُ وَيَبْطِشُ وَيَبْطِطُ وَيَبْشِي فَمَا سِوَى
 اللهِ تَعَالَى" كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى "قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ" بِرِسْلَةٍ
 فَحَصَلَ مَقَامُ الْوَاوِ ثُمَّ جَاءَ مَقَامُ الْفَاءِ وَهُوَ الْفَنَاءُ فِي اللهِ لَعْنَى عَنْ غَيْرِ اللهِ وَاِذَا
 فَنِيَتْ الصِّفَاتُ الْبُشَيْرِيَّةُ لَفِي مَقَامِ الصِّفَاتِ الْاِخْدِيَّةِ وَهِيَ لَا تَنْفَعِي اَوْ تَنْفَعِي وَلَا
 تَزُولُ فَبَقِيَ الْقَبْدُ الْفَنَاءُ فِي مَعَ الرِّتِّ الْبَاقِي وَمَرْصِيَّتُهُ وَبَقِيَ قَلْبًا لَفَنَاءٍ مَعَ
 السِّرِّ الْبَاقِي كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى "كُلُّ شَيْءٍ يَهْلِكُ اِلَّا وَجْهَهُ" بِرِسْلَةٍ
 يُؤَدِّي بِمُحِيطِهَا اِلَى مَا اَوْجَدَ إِلَهُهُ مِنَ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ لِوَجْهِهِ وَرِضَاوِهِ
 الْمَرْضِيِّ مَعَ الرَّاغِبِ وَنَبِيَّةُ الْعَمَلِ الصَّالِحِ حَقِيقَةُ الْاِنْسَانِ الْمُسَمَّيِ
 بِطُغْلِ الْمَقَرِّ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى "اَلَيْسَ يَتَعَدَّى الْعَمَلُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ بِرُفْقَةٍ" فَانْ
 وَكُلُّ عَمَلٍ يَكُونُ بَعْدَهُ فِيهِ شُرُوكَةٌ فَهُوَ مُهْلِكٌ لِعَامِلِهِ فَاِذَا تَمَّ الْفَنَاءُ

تو ان کے دل ڈر جائیں، یعنی ان کے دلوں میں خشت (خوفِ خدا) پیدا ہو اور خشت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ قلب کو خوابِ غفلت سے خبردار نہ کریں اور اس کے رنگ کو دور نہ کریں تو پھر اس میں خیر و شر سے متعلق غیبی صورتیں نقش ہو جاتی ہیں جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”عالمِ نقشِ نباتا ہے اور عارفِ رنگِ دور کرتا ہے“ اور باطن کی صفائی اللہ کے سوا ہر کسی کو دیکھنے سے پرہیز کرنے اور باطن کی زبان سے اسماءِ توصیفہ یکے دائمی ذکر کے ذریعہ اس (اللہ) کی محبت کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اور جب یہ صفائی (باطن) حاصل ہو جائے تو مقام ”صاد“ پورا ہو گیا اور ”واو“ ولایت سے ہے جو ضعیف (پاکیزگی) سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اسما ہو جاو اللہ کے اولیاء پر نہ خوف ہے اور نہ وہ رعبہ ہونگے“ اور ولایت کا نتیجہ یہ ہے کہ (انسان) اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے آراستہ ہو جائے پس اللہ تعالیٰ کی صفات کی خلعتیں زیب تن کرے جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے اپنے کو آراستہ کر دو“ یعنی بشری صفات دور کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اسی صفات سے متصف ہو جائے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”جب میں کسی بندے کو مجرب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان، آنکھ، ہاتھ اور زبان ہو جاتا ہوں تو وہ کسی غیر خدا کے ساتھ نہیں بلکہ میرے ساتھ سنتا ہے اور میرے ساتھ دیکھتا ہے اور میرے ساتھ پکڑتا رہتا ہے اور میرے ساتھ بات کرتا ہے اور میرے ساتھ چلتا ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے کہ ”فراو حق آیا اور باطل مٹ گیا“ پس مقامِ واو حاصل ہو گیا پھر ”فاء“ کا مقام آیا اور وہ ہے ”فنا فی اللہ“ یعنی غیر خدا کو چھوڑ کر اللہ کے ذات میں فنا ہو جانا اور جب بشری صفات فنا ہو گئیں تو صفاتِ احدیت باقی رہ گئیں اور وہ کبھی فنا نہیں ہوتیں اور کبھی ختم نہیں ہوتیں اور کبھی زوال نہیں پاتیں۔ تو فنا ہونے والا بندہ باقی رہنے والے پروردگار اور اس کی خوشنودیوں کے ساتھ باقی رہا (یعنی فنا فی اللہ بندے کو باقی با اللہ کا مقام حاصل ہوا) اور فنا ہونے والے قلب کو باقی رہنے والے باطن کے ساتھ بقا حاصل ہوئی جیسا کہ ارشادِ الہی ہے کہ ”اس (اللہ) کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے“ وہ (اللہ) اس بات پر قادر ہے کہ (اپنی) رضا کے ساتھ پیدا فرمائے جو اسی (اللہ) کے لئے اور اس کی خوشنودی کیلئے اعمالِ صالحہ کے ذریعہ اور اس کی

حَصَلَ الْبَقَاءُ فِي عَالَمِ الْقُرْبَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِكٍ مُقَدَّرٍ
 قَرِيبٍ" وَهُوَ مَقَامُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالْأَوْلِيَاءِ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُمْ وَنَفَقَاتُ اللَّهِ بِزَكَاتِهِمْ وَأَفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ بَرِّهِمْ وَاحْسَانِهِمْ
 يُلْطَعُ بِهِ وَفَضْلِهِ أَمِينُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ فِي عَالَمِ اللَّاهُوتِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 "وَكُنُوزًا مَعَ الصَّادِقِينَ تَوْبَةً" فَالْحَادِثُ إِذَا فُرِنَ بِالْقَدِيرِ لَمْ
 يَبْقَ لَهُ وَيُجُودُ كَمَا قِيلَ - بَيْتُهُ

صِفَاتِ الذَّاتِ وَالْأَفْعَالِ طَرَا
 قَدِيمَاتٍ مَصُونَاتُ الرِّوَالِ
 فَإِذَا تَمَّ الْفَنَاءُ بَعَثَ الصُّوفِي مَعَ الْحَقِّ أَبَدًا
 كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى أَسْوَءِ أَجْنَدَةِ هَرَمٍ فِيهَا
 حَالِدُونَ بِقُوَّةِ



عالم قرب میں بقاء (کا مقام) حاصل ہوا جیسا کہ ارشاد الہی ہے کہ ”پرچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور“ اور وہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رضی اللہ عنہم کا مقام ہے اللہ اپنی مہربانی اور فضل سے ان کے برکات سے ہم کو مالا مال فرمائے اور انکی نیکی اور ان کے احسان سے عالم لاہوت میں ہم کو فیضیاب فرمائے آمین! اے رب العالمین۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے کہ ”اور سچوں کے ساتھ ہمو“ یسینا پیدا ہونے والا جب قدیم سے پکڑا ہوتا ہے تو اس کا دھند باقی نہیں رہتا جیسا کہ فرمایا گیا ہے ”تبرہ منظوم“

قدیم ذات کے ہیں سب صفات اور افعال

زوال سے ہیں جو محفوظ ہر طرح ہر حال

جب فنا مکمل ہو جائے تو صوفی کو حق کے ساتھ بقا وابدی نصیب ہو جاتی ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے

”جنت والے ہمیشہ اس میں رہنے والے ہیں“

صغیرۃ سے آگے باقی سلسلہ :-

رضا پیر راضی رہنے کے بغیر ممکن نہیں اور نیک عمل کا نتیجہ انسانی حقیقت کی زندگی ہے جس کا نام ”طفل معانی“ ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے“ اور ہر وہ کام جس میں غیر اللہ کی شرکت ہو اس کام کے کرنے والے کے لئے مہلک ہوتا ہے تو جب فنا (کا مقام) پورا ہوا تو - (اس کے آگے صغیرہ کی پہلی سطر ملاحظہ ہو)

الفصل السابع

في بيان الأذكار

فَقَدْ هَدَى اللَّهُ الذَّكْرَيْنَ يَقُولُهُ تَعَالَى "وَاذْكُرُوا مَا كُنْتُمْ يَوْمَها" إِلَى مَرَاتِبِ
ذِكْرِكُمْ هُوَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَفْضَلُ مَا أَقُولُ أَنَا وَمَا قَالَ النَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ"، فَلِكُلِّ مَقَامٍ رُتْبَةٌ خَاصَّةٌ أَمَّا جَهْرًا أَوْ خَفِيَةً أَوْ لَا هَدَاهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللِّسَانِ ثُمَّ
إِلَى ذِكْرِ الْقَلْبِ ثُمَّ إِلَى ذِكْرِ الرُّوحِ ثُمَّ إِلَى ذِكْرِ السِّرِّ ثُمَّ إِلَى ذِكْرِ الْخَفِيِّ ثُمَّ إِلَى الْخَفِيِّ الْخَفِيِّ
أَمَّا ذِكْرُ اللِّسَانِ فَكَأَنَّهُ بِذَلِكَ يَذْكُرُ الْقَلْبَ مَا تَسْمَعُ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى هُوَ وَأَمَّا ذِكْرُ
النَّفْسِ فَهُوَ ذِكْرُ مَا غَيْرِ مَسْمُوعٍ بِالْحُرُوفِ بِالصَّوْتِ بِلِمْسَمُوعٍ بِالْحِسِّ وَالْحُرُوكِ فِي الْبَلَدِ
وَأَمَّا ذِكْرُ الْقَلْبِ فَهُوَ مَدَاطِلَةُ الْقَلْبِ مَا فِي ضَمِيرِهِ مِنَ الْمَجْدَلِ وَالْمَجَالِ هُوَ وَأَمَّا سِتْرُ
ذِكْرِ الرُّوحِ فَهُوَ أَنْوَاعُ التَّجَلِّيَاتِ الصِّفَاتِ هُوَ وَأَمَّا ذِكْرُ السِّرِّ فَهُوَ مَرَاتِبُهُ
مُكَاشَفَةُ الْأَسْرَارِ الْإِلَهِيَّةِ هُوَ وَأَمَّا الذِّكْرُ الْخَفِيُّ فَهُوَ مُعَانِيَتُهُ أَنْوَاعُ جَمَالِ
ذَلِكَ الْأَحَدِيَّةِ فِي مَقْعِدِ صِدْقِهِ هُوَ وَأَمَّا ذِكْرُ الْخَفِيِّ الْخَفِيِّ فَهُوَ النَّظَرُ إِلَى حَقِيقَةِ
حَقِّ الْيَقِينِ وَلَا يَطْلُعُ غَيْرُ اللَّهِ تَعَالَى فَاللَّهُ تَعَالَى "يَعْلَمُ السِّرَّ وَالْخَفِيَّ ط" وَذَلِكَ
مَبْلُغُ كُلِّ عَزَائِمٍ وَإِنْهَا آدَمُ كُلِّ مَفَاصِدِ اعْلَمَنَّ أَنَّ ثَمَّةَ رُوحًا آخَرَ وَهُوَ أَلْفُ
مِنْ الْأَرْوَاحِ كُلِّهَا وَهُوَ طِفْلُ الْمُعَانِي وَطِيفَةُ دَاعِيَةِ هَذِهِ الْأَطْوَارِ إِلَى
اللَّهِ تَعَالَى أَوْ قَالُوا هَذَا الرُّوحُ لَا يَكُونُ لِكُلِّ وَاحِدٍ بَلْ هُوَ لِلْخَوَاصِّ كَمَا
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ جِبَادِهِ يَوْمَها" وَهَذَا الرُّوحُ
يُدْنِيهِمْ عَالِمَ الْقُدْرَةِ وَيَشَاهِدُ الْحَقِيقَةَ لَا يَلْتَقِي إِلَى غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى قَطُّ كَمَا

ساتویں فصل

(اذکار کے بیان میں)۔

پس بے شک ذکر کرنے والے اللہ کے ہدایت یافتہ ہیں۔ بموجب ارشاد الہی ”اور اس کا ذکر کر دیجیے کہ اس نے تمہیں ہدایت فرمائی“ (گو یا) تمہارے ذکر کے اعلیٰ مراتب کی جانب (ہدایت فرمائی) اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”سب سے افضل ترین بات جو میں کہتا ہوں اور مجھ سے پہلے کے انبیاء نے بھی فرمایا ہے وہ ”لا اِلهَ اِلَّا اللہ“ (محققین) ہے ہر مقام کیلئے ایک خاص مرتبہ چھاپے ظاہری ہو کہ باطنی۔ پھر پہلے انہیں زبان کے ذکر کی ہدایت فرمائی پھر قلب کے ذکر کی پھر ستر کے ذکر کی پھر ذکر خفی (پوشیدہ) کی پھر اخفی الخفی یعنی پوشیدہ ذکروں میں بھی سب سے پوشیدہ ذکر کی ہدایت فرمائی تو زبان کا ذکر یہ ہے کہ جس کے واسطے سے دل اس ذکر الہی کی یاد تازہ کرتا ہے جس کو وہ بھول چکا ہے اور نفس کا ذکر وہ ہے جو حروف اور آواز کے ذریعہ نہیں سنا جاسکتا بلکہ باطن میں جس اور حرکت سے سنا جاتا ہے اور قلب کا ذکر دل کا اپنے ضمیر میں جلال و جمال کا ملاحظہ کرنا ہے اور روح کے ذکر کا انجام صفات کی تجلیات کے انوار ہیں اور باطن کا ذکر اللہ کے ذکر نامائے سرستہ کے انکشاف کا مراقبہ کرنا ہے۔ اور ذکر خفی (پوشیدہ) صدق کی مجلس میں ذاتہ احدیت کے جمالی انوار کا معاشرہ کرنا ہے۔ مگر ذکر اخفی الخفی (یعنی پوشیدہ ذکروں میں بھی سب سے زیادہ پوشیدہ ذکر) حق یقین کی حقیقت کا نظارہ کرنا ہے جس سے اللہ کے سوا دوسرا کوئی بھی واقف نہیں ہے۔ چنانچہ ارشادِ دلہا الہی ہے ”وہ (اللہ) تو بھید کو جانتا ہے اور اُسے بھی عیون سے بھی زیادہ چھپا ہے“ اور یہی (ذکر اخفی الخفی) جملہ ارا دون کی منزل مقصود اور جملہ مقاصد کی انتہا ہے۔ جان لو کہ آخر میں جو روح ہے اور جو جملہ عیون میں لطیف ترین ہے وہ طفلِ مسمیٰ ہے اور وہ ان طریقوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کی لطیف (شے) ہے اور فرماتے ہیں ہر ایک کے لئے نہیں بلکہ وہ خاصانِ خدا کیلئے مخصوص ہوا کرتی ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”وہ“

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الَّذِي بَاحَرَامٍ عَلَى أَهْلِ الْآخِرَةِ وَالْآخِرَةُ حَرَامٌ عَلَى
 أَهْلِ الدُّنْيَا وَهِيَ حَرَامَانِ عَلَى أَهْلِ اللَّهِ" وَكَرِهْنَا أَنْ نَمُوتَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مَتَابَعَةً
 الْجَسْمِ عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ بِأَحْكَامِ الشَّرِيعَةِ لَيْلًا وَنَهَارًا وَادْوَامُ ذِكْرِ
 اللَّهِ تَعَالَى فَرَضٌ فَأَتَمُّ عَلَى الطَّالِبِينَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 "فَاذْكُرُوا اللَّهَ فَيَا مَّا وَقَعُوا دَاوَعَلَى جُنُوبِكُمْ نَابَعَةً"
 وَالْمُرَادُ مِنَ الْفَيْحَامِ التَّهَارُ وَمِنَ الْقُعُودِ اللَّهْلُ وَمِنَ الْجُنُوبِ
 الْقَبْضُ وَالْبَسْطُ وَالصِّحَّةُ وَالسَّقَامَةُ وَالْفَنَى
 وَالْفَقْرُ وَالْغِنَى وَالذَّلُّ وَمَا لَشَبَعَةٍ
 ذَلِكَ.



جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”آخرت والوں پر دنیا حرام ہے اور دنیا والوں پر آخرت حرام ہے اور دنیا و آخرت یہ دونوں اللہ والوں پر حرام ہیں“ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ دن رات احکام شریعت کے ساتھ مراعات مستقیم پر جسم کو گامزن کر دینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر دائمی پر قائم رہنا صاحبان طلب پر فرض ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور اللہ کی یاد کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے کرو“ اور قیام سے مراد دن، قعود سے مراد رات، کروٹوں سے مراد قبض و بسط صحت و بیماری، غنا و فقر، عزت و ذلت اور ان سے ملتی جلتی دوسری باتیں ہیں۔

صفحہ ۵۵ کے آگے باقی سلسلہ :-

”اپنے بندوں میں جس پر چاہے اپنے حکم سے وحی ڈالے“ اور یہ روح عالم قدرت سے وابستہ ہوتی ہے اور حقیقت کا مشاہدہ کرنے میں مجبور تھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کسی کی طرف ہرگز مائل نہیں ہوتی۔ (اس کے آگے صفحہ نمبر ایک پہلی سطر ملاحظہ ہو)

الفصل الثامن

فی بیان شرائط الذکر

وَهُوَ أَنْ يَكُونَ الذِّكْرُ عَلَى وَضْعٍ نَامٍ وَأَنْ يَذْكُرَ بِضَرْبٍ شَدِيدٍ وَصَوْتٍ قَوِيٍّ حَتَّى تَحْصُلَ أَنْوَارُ الذِّكْرِ فِي بَوَاطِنِ الذَّاكِرِينَ وَتَصِيرَ ثَلَاثُ مَعْرِجَاتٍ بِأَنْوَارِ هَذَا الذِّكْرِ حَيَاةٌ أَبَدِيَّةٌ آخِرِيَّةٌ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى" وَكَأَنَّ "وَعَانَ" وَكَأَنَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "الْأَنْبِيَاءُ وَالْأَوْلِيَاءُ يُصَلُّونَ فِي مَيِّتِهِمْ" بِعَنِي هُنَا جُوزَ رَبِّهِمْ أَبَدًا وَلَيْسَ مَعْنَاهُ ظَاهِرُ الصَّلَاةِ مِنَ الْفِيَامِ وَالْفُجُودِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ بَلْ مُجَرَّدُ الْمُنَاجَاةِ مِنْ قِبَلِ الْعَبْدِ وَالْهَدَايَةِ الْمَعْرِفَةِ مِنْ قِبَلِ الْحَقِّ فَكَهْنُ الْعَارِفِ مُحَرَّمًا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِزِيَادَةِ الْمُنَاجَاةِ فِي قَبْرِهِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "الْمُصَلِّيُّ هُنَا جِي رَبِّهِ" فَمَا لَا هُنَا مِ الْفَلْبِ الْحَقِّ فَكَذَلِكَ لَا يَمُوتُ وَكَأَنَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "نَسَامُ عَيْنِي وَلَا يَسَامُ مِ قَلْبِي" وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "مَنْ مَاتَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ بَعَثَ اللَّهُ فِي قَبْرِهِ مَلَكَيْنِ يُعَلِّمَانِهِ عِلْمَ الْمَعْرِفَةِ فِي قَبْرِهِ وَقَامَ مِنْ قَبْرِهِ عَالِمًا عَارِفًا" وَ الْمُرَادُ مِنَ الْمَلَكَيْنِ رُوحَانِيَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْوَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِأَنَّ الْمَلَكَ لَا يَدْخُلُ فِي عَالَمِ الْمَعْرِفَةِ وَلَا يَعْلَمُهُ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "كُلُّ مَنْ رَجُلٍ مَاتَ جَاهِلًا وَقَامَ يَوْمَ الْفِيَمَةِ عَالِمًا وَعَارِفًا وَكُلُّ مَنْ رَجُلٍ مَاتَ عَالِمًا وَقَامَ يَوْمَ الْفِيَمَةِ جَاهِلًا وَمُفْلِسًا" كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَذْهَبْتُمْ طَيْبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ" وَكَأَنَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ" وَنِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ وَنِيَّةُ الْفَاسِقِ شَرٌّ مِنْ عَمَلِهِ لِأَنَّ النِّيَّةَ بِنَاءُ الْأَعْمَالِ كَمَا

آٹھویں فصل

(ذکر کے شرائط کے بیان میں)۔

اور وہ یہ ہے کہ ذکر پوری طرح وضو کے ساتھ ہو اور یہ کہ شدید قریب اور زوردار آواز سے ذکر کیا جائے یہاں تک کہ ذکر کرنے والوں کے باطن میں ذکر کے انوار حاصل ہوں اور ان کے دل اسی ذکر کے انوار کی بدولت ابدی آخری زندگی کے ساتھ زندہ رہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکیں گے“ اور جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”انبیاء اور اولیاء اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں، یعنی اپنے رب سے ہمیشہ نجات طلب کرتے ہیں اور اس کا معنی ظاہری نماز نہیں جس میں کہ قیام و قعود، رکوع اور سجود ہوں بلکہ (اس سے مراد) بندے کی طرف سے خالص مناجات اور حق کی طرف سے معرفت کی ہدایت ہے پس عادت اپنی قبر میں زیادہ مناجات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا راز دار بن جاتا ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”نماز پڑھنے والا اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے“ پس جس طرح قلب زندہ سوتا نہیں پس اُسی طرح وہ مرتا بھی نہیں اور جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”میری آنکھ سوتی ہے اور میرا قلب نہیں سوتا“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”جو علم (معرفت) حاصل کرنے کے دوران مر جائے اس کی قبر میں اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو بھیجتا ہے جو اس کو اس کی قبر میں معرفت کا علم سکھاتے ہیں اور اپنی قبر سے عالم و عارف ہو کر اُٹھتا ہے“ اور دو فرشتوں سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحا اور (اللہ کے) ولی رضی اللہ عنہ کی روحانیت ہے اسلئے کہ فرشتہ عالم معرفت میں داخل نہیں ہو سکتا اور اس کو سکھا نہیں سکتا اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”کتنے ایسے لوگ ہیں کہ جاہل مرجائیں روئے قیامت عالم و عارف بن کر اُٹھیں اور کتنے ایسے لوگ ہیں کہ عالم مرجائیں اور قیامت کے دن جاہل اور مغضوب بن کر اُٹھیں“ جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں فنا کر چکے اور اب ہمیں برت چکے تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ میں دیا جائے گا اس کی سزا کہ تمنا حق تکبر کرتے تھے۔“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”جو شخص اپنے رب سے دور ہو جائے گا اس کی سزا کہ تمنا حق تکبر کرتے تھے۔“

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "بِنَاءُ الصَّحِيحِ عَلَى الصَّحِيحِ وَبِنَاءُ الْفَاسِدِ عَلَى الْفَاسِدِ فَاسِدٌ"
 وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى "مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا
 نُزِئَتْ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ شَرٌّ" قَالُوا جِبْ عَلَى الْعَبْدِ طَلَبُ حُلُومِ الْقُلُوبِ
 الْآخِرَةِ مِنْ أَهْلِ النَّفْلِ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ تَوْبَةِ الْوَقْتِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "مَنْ طَلَبَ
 الْآخِرَةَ إِيْمَالِ الدُّنْيَا قَدْ نَصَبَتْ لَهُ مَذَارِعَ التَّوْبَةِ بِرُءُوسِ الْآخِرَةِ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا
 لَمْ يَحْصُدْهُ فِي الْآخِرَةِ" وَالْمُرَادُ مِنَ الْمَرْعَةِ هَذَا ضَرْبُ التَّوْبَةِ
 لَا الْإِنْفَاقِ ٥



جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”صحیح بنیاد پر صحیح تعمیر صحیح ہے اور فاسد بنیاد پر فاسد تعمیر فاسد ہے۔ (یعنی صحیح نیت کے ساتھ عمل صحیح اور بری نیت کے ساتھ عمل بھی بُرا ہے) اور ارشاد الہی ہے کہ جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔“ پس بندہ پر واجب ہے کہ وقت گزر جانے سے قبل ہی اہل تہقین (پیر و مرشد) سے دنیا میں ہی آخرت کی قلبی زندگی حاصل کر لے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو دنیاوی اعمال کے ذریعہ آخرت طلب کرے تو اُس کا کچھ حصہ نہیں۔“ پس جب اس نے دنیا میں آخرت کا تخم ہی نہیں بویا تو آخرت میں وہ اس کی فصل بھی نہیں کاٹے گا اور کھیتی سے مراد وجود کی زمین ہے فنا کی زمین نہیں۔

صفحہ ۸۹ کے آگے باقی سلسلہ :-

ہے ”بے شک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے“ اور مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور فاسق کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہے اس لئے کہ نیت اعمال کی بنیاد ہے۔ (اس کے آگے مغویہ کی سطح پر ملاحظہ ہو)

الفصل التاسع

في بيان رؤية الله تعالى

فالرؤية على نوعين رؤية محالة في الآخرة بعد واسطة من وراء الغلب ورؤية صفائه في الدنيا بواسطة من وراء الغلب ينظر القواد من عكس انوار الجمال كما قال الله تعالى "هو الله الذي لا اله الا هو المهدى القدوس السدوم المؤمن المهيمن" ثم قال "فمن رأى صفائه يرى ذاته تعالى في الآخرة بعد كنه وبجميع الدعوى التي صدرت من الاولياء في رؤيته الله تعالى كقول عمر بن الخطاب رضي الله عنه "رأى فلي ربي اى نور ربي" وتقول علي ابن ابي طالب رضي الله عنه "ملا اعبد ربنا المنة" وذلك كله مشاهد اصفاء كما ان من رأى شعاع الشمس من المشكاة ونحوها صحت له ان يقول رأيت الشمس على سبيل التوسيع وقد مثل الله سبحانه وتعالى نوره في كلامه القديم بعبارة صفائه بقوله تعالى كشكوف فيها مصباح - فاما المشكاة طلب المؤمن والمصباح سر القواد وصف الدرة في شدة نورانيته ثم بين المحدث فقال تعالى "لو قد من شجرة مباركة نور" وهي شجرة التلفين والتوحيد الحاص من لسان القدس بلا واسطة كما لعل القرآن بالتي صلى الله عليه وسلم في الاصل ثم قول جبريل على نبينا وعليه السلام لمصلحة العوام وانكار الكاف والمنازين والدليل عليه قوله تعالى "وانك لتلقى القرآن من لدن حكيم عليم" ثم قال "ولذلك يسر النبي صلى الله عليه وسلم ويسبق جبريل على نبينا وعليه السلام في الوحي حتى ترك فيه اية كما قال الله تعالى "ولا تعجل بالقرآن من قبل ان يلقى اليك وحيه"

نویں فصل

(اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بیان میں)۔

پس دیدار دو قسم کا ہے (ایک) آخرت میں قلبی آئینہ کے واسطے کے بغیر اس (اللہ) کے جمال کا دیدار کرنا اور (دوسرا) دنیا میں قلبی آئینہ کے واسطے سے اس (اللہ) کی صفات کے جمالی انوار کے عکس کا قلبی نگاہ سے دیدار کرنا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ نہایت پاک، سلامتی دینے والا“ حفاظت فرمانے والا“ پس جس نے اسکی صفات کا دیدار کیا وہ آخرت میں کسی کیفیت کے بغیر ذات حق تعالیٰ کا دیدار کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بارے میں جو جو دعوے اولیاء کرام نے فرمائے ہیں۔

جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ ”میرے قلب نے میرے رب کو دیکھا یعنی میرے رب کے نور (کو دیکھا)“ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ ”میں رب کی عبادت اس وقت تک نہیں کرتا جب تک کہ اُس کو دیکھ نہیں لیتا“ وہ سارا صفات (الہی) کا مشاہدہ جس طرح کہ کوئی شخص طاق وغیرہ میں سورج کی شعاع کو دیکھے تو بلحاظ وسعت اس کا یہ کہنا صحیح ہے کہ میں نے سورج کو دیکھا اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں اپنی صفات کے اعتبار سے اپنے نور کی اسی طرح مثال دی ہے جو جب ارشاد الہی ”طاق کی طرح جس میں چراغ ہے“ (بزرگوں نے) فرمایا ہے مومن کا قلب طاق ہے اور قلب کا باطن چراغ ہے جو اپنی تیز روشنی کے سبب موتی کے وصف کی طرح ہے پھر اس نور کے معدن کا بیان فرمایا تو ارشاد الہی ہے ”برکت والی بیڑ (درخت) سے روشنی ہوتا ہے“ اور یہی تحقیق اور خالص توحید کی بیڑ (درخت) ہے جو کسی بھی توسط کے بغیر زبان قدس ہی ہے جیسا کہ قرآن کا تعلق دراصل (راست) ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نازل ہونا (محض) عوام کی مصلحت کیلئے اور کافر و منافق کے انکار کے پیش نظر ہے جس پر دلیل یہ ارشاد الہی ہے ”اور ہلے تنک تم قرآن سکھا جلتے ہو حکمت والے علم والے کی طرف سے“ اور اسی خاطر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلدی فرماتے تھے اور حضرت جبرئیل (ﷺ) پہلا خط (جو)

ط ١٣٥ " وَكَذَلِكَ تَطْعُ جَبْرِئِيلُ عَلَى إِبْنَيْنَا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ بِهِ الْمَرْجِعُ أَنْ
 يَتَجَاوَزَ مِنْ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ثُمَّ وَصَفَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَقَالَ لَكَ الشَّجَرَةُ يَقُولُهُ
 تَعَالَى «لَا شَرْقِيَّةَ وَلَا غَرْبِيَّةَ» نَوْهٓ «لَا بَعُوضَهَا الْحُمُودُ وَالْعُدْمُ وَالطَّلُوعُ وَالْغُرُوبُ
 بَلْ أَرْلِيَّةٌ لَمْ تَزَلْ كَمَا أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَقَالَ وَاجِبُ الوجودِ فَلَيْسَ أَرْلِيَّةٌ
 لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ فَكَذَلِكَ أَصْفَاهُ تَعَالَى فِي دَهْمَةِ أَرْلِيَّةٍ لَا تَمَّا الْأَوَارِهِ وَتَجَلِّيَاتُهُ
 وَهِيَ نِسْبَةٌ فَأَتَمَّةٌ بِدَالِهِ تَعَالَى فَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَكْشِفَ حِجَابَ النَّفْسِ مِنْ وَجْهِ الْقَلْبِ
 فَحَسْبِيَ الْقَلْبُ بِإِضَافَةٍ إِلَى سُبْحَانَهُ مَعَ أَنَّ الْمُقْصُودَ مِنْ خَلْقِ الْعَالَمِ كَشْفُ
 الْكَفْرِ الْمُخْفِيِّ مَرَّ الْحَدِيثُ .

قَالَ حَبِيبُ الرِّضَايِ . فَأَمَّا رُويَةُ اللَّهِ تَعَالَى فِيهِ فِي الْأَخْبَرِ بِدَلِّ
 وَاسِطَةٍ الْمِرَاةِ إِنْشَاءً اللَّهُ تَعَالَى يَنْظُرُ التَّسَرُّ وَهِيَ ذَاكَ الْمُسَمَّى بِطُغْلٍ الْمَعْنَى كَمَا
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «وَجُودُهُ بِوَسِيْدٍ نَاضِرَةٍ إِلَى رَبِّهَا نَاهِرَةٍ» قِيَامُهُ ١٣٦ «وَالْمُرَادُ مِنْ
 قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ "رَأَيْتُ رَبِّي عَلَى مُورَةٍ شَابٍ أَمْرُهُ" هُوَ طُغْلُ الْمَعْنَى وَتَجَلَّى
 الرَّبُّ جَلَّ شَانُهُ عَلَى هَذِهِ الصُّورَةِ فِي مِرَاةِ الرُّوحِ بِدَلِّ وَاسِطَةٍ بَيْنَ الْمُتَجَلِّيِ
 وَالْمُتَجَلَّى لَهُ وَالْأَفَاتُحُ مُنْزَعَةً عَنِ الصُّورَةِ وَالْمَادَّةِ وَخَوَاصِ الْأَجْسَامِ
 فَالْصُّورَةُ مُرَاةُ الْمُرَوِّ عَنِ الْمَادَّةِ وَالرَّائِي قَافِلُهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ التَّسَرُّ وَهَذَا
 فِي عَالَمِ الصِّفَاتِ لِأَنَّ فِي عَالَمِ الْأَذَاتِ تَحْرُقُ الرُّوسَائِطُ وَتَمَحْوَرُ وَلَا يَسْعَى فِي
 ذَلِكَ غَيْرُ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «عَرَفْتُ رَبِّي أَيْ بِتُورِيَّتِي»
 وَحَقِيقَةُ الْإِنْسَانِ مُحَرَّمٌ لِذَلِكَ التُّورِكَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْفَدْحِيِّ
 «الْإِنْسَانُ سِرِّي وَأَنَا سِرُّهُ» وَكَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنَا مِنْ اللَّهِ

اور کس طرح شبِ معراج میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہی سے آگے نہ بڑھ سکے پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسی پیرِ مصطفیٰ بیان فرمائی "بوجب الارشاد الہی" "تو نہ بوجب کا نہ کچھ مہما" کے بوجب اس کا حادث و علما طلوع و غروب ہونا نہیں بیان فرمایا بلکہ اس کا ازلی وابدی ہونا بیان فرمایا۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود قدیم ازلی ہے جو ہمیشہ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور اسی طرح اس (اللہ تعالیٰ) کی صفات بھی ہیں جو قدیم و ازلی ہیں اسلئے کہ وہ (صفات) بھی اسی کے اولاد و تجلیات ہیں اور یہ نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ برقرار ہے پس دور نہیں کہ قلب کے چہرہ پر سے نفس کا پردہ اٹھ جائے پس حق سبحانہ کی اخافت سے قلب کو زندگی نصیب ہوتی ہے نیز یہ کہ عالم کی تخلیق سے اسی پوشیدہ خزانہ کو ظاہر کرنا مقصود ہے جیسا کہ حدیث میں گزرا (یعنی گفت گفتاً مخفیاً) والی حدیث شریف میں گزرا۔

مصنف کتاب مرصاح نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار تو آخرت میں انشاء اللہ تعالیٰ کسی آئینہ (دل) کے واسطے کے بغیر سر کی نظر سے ہو گا اور یہ وہی ہے جس کو طفل معانی کا نام دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے "کچھ منہ اُس دن تر و تازہ ہونگے اپنے پروردگار کو دیکھتے ہوئے" اور فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "میں نے اپنے رب کو ایک بے ڈالھی مرنچھ لوجوان کی صورت میں دیکھا" جس سے مراد طفل معانی ہے اور رب جبل شانے نے روح کے آئینہ میں اسی صورت میں یوں تجلی فرمائی کہ تجلی فرمانے والے اور تجلی حاصل کرنے والے کے درمیان کوئی واسطہ نہیں اور حق تعالیٰ صورت (شکل) اور مادی و جسمانی خاصیتوں سے پاک و صاف ہے۔ پس صورت دیکھنے اور دیکھنے والا ایک غیر مادی آئینہ ہے جس سمجھ لو کہ یہی غلامہ راز ہے اور یہ سب عالم صفات میں ہے اور اسلئے کہ عالم ذات کے اندر سب واسطہ جل کر خاک ہو جاتے اور مٹ جاتے ہیں اور اس کے اندر اللہ تعالیٰ کے جلوے کے سوا کسی دوسرے کی گنجائش ہی نہیں جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "میں نے اپنے رب کو پہچان لیا" یعنی اپنے رب کے نور کو (پہچان لیا) اور حقیقت انسانی اس نور کے لئے محرم ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے کہ "انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں" اور جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "میں اللہ (کے نور) سے ہوں" اور

وَالْمُؤْمِنُونَ مِنِّي“ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْفُذُّسِيِّ خَلَقْتُ مُحَمَّدًا مِنْ نُورٍ
وَجَهَنِّي“ وَالْمُرَادُ مِنَ الْوَجْهِ الذَّاكِ الْقُدُّوسِ الْمُتَجَلَّى فِي صِفَةِ الرَّحْمَةِ كَمَا قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى فِي أَحَدِثِ الْفُذُّسِيِّ سَبَقْتُ رَحْمَتِي غَضَبِي“ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى
”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ أَنْبِيَاءُ“ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ”لَقَدْ
جَاءَكُم مَّرْسُومٌ مِّنْ أَلْفِ مِائَةِ نَبِيٍّ“ وَقَالَ اللَّهُ
تَعَالَى ”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ“
مَائِدَةً“ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْفُذُّسِيِّ
”لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ
الْأَفْدَلَكَ“



ایمان والے مسیح (نور) سے ہیں، اور حدیث قدسی میں ارشادِ الہی ہے کہ ”رحمت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو میں نے اپنے چہرے کے نور سے پیدا فرمایا“ اور چہرہ سے مراد ذاتِ پاک ہے جو رحمت کی صفت میں روشنی ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشادِ الہی ”مسیح غضب پر میری رحمت بعثت لے گئی“، اور ارشادِ الہی ہے کہ وہ ہم نے آپ کو سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا“ اور ارشادِ الہی ہے کہ ”بے ترک تمھارے پاس تم میں سے ہی ایک رسول آیا“ اور ارشادِ الہی ہے کہ ”بے ترک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر آئی“ اور حدیث قدسی میں ارشادِ الہی ہے کہ ”(اے محبوب) اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہیں فرماتا۔“

صفحہ ۹۳ سے آگے باقی سلسلہ:-

سے وحی میں آگے بڑھ جاتے تھے (یعنی جبریل علیہ السلام کے پڑھنے سے قبل ہی حضور آیت پڑھ دیتے تھے) یہاں تک کہ اس بارے میں وحی اتنی جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اس کی وحی تمھیں پوری نہ ہو جائے“۔ (اس کے آگے صفحہ ۹۵ کی پہلی سطریں خط ہو)

الفصل العاشر

فِي بَيَانِ الْحُبِّ الظَّلَامِيِّ وَالتَّوَرَاتِيَّةِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلًا" يَا مُرْسِلُ
وَالْمُرَادُ مِنْهُ عَمَى الْقَلْبِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "فَأَنهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى هَلُوبُ
الَّتِي فِي الصُّدُورِ" وَسَبَبُ عَمَاةِ الظُّلُمَاتِ الْحُبُّ الْعَقْلِي وَالنَّيْسَانُ لِسَبَبِ الْعَمَدِ
مَعَ اللَّهِ تَعَالَى وَسَبَبُ الْعَقْلِي الْجَهْلُ مِنْ جَهْلِهِ الْأَمْرِ الْإِلَهِيِّ وَسَبَبُ الْجَهْلِ اسْتِغْلَا
صِفَاتِ الظُّلُمَاتِ عَلَيْهِ وَالْكِبَرُ وَالْحَفْدُ وَالْحَسَدُ وَالْعُجْبُ وَالْبُخْلُ وَالْعَيْبَةُ وَالنَّمِيمَةُ
وَالْكَذِبُ وَنَحْوُ ذَلِكَ مِنَ الذَّمَّاتِ وَسَبَبُ تَفَرُّدِهِ فِي اسْتِفْلٍ سَائِلِينَ هَذِهِ الصِّفَاتُ
فَإِذَا انْتَبَهَ مِنْ هَذِهِ الْعَقْلِي وَاشْتَغَلَ بِالتَّوْحِيدِ وَالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالْمُجَاهَدَةِ الْقَوِيَّةِ
ظَاهِرًا وَبَاطِنًا فَلْيَصْقِلْ مِرَاةَ الْقَلْبِ بِتَصْقِيلِ التَّوْحِيدِ وَالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالْمُجَاهَدَةِ
الْقَوِيَّةِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا فَحُصِّلَ حَيَاةُ الْقَلْبِ بِنُورِ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ فَبَدَّ كُر
وَطَنَهُ الْأَصْلِي فَتَشَانَى إِلَيْهِ فَرَجَعَ وَهَصَلَ بِعِنَايَةِ الرَّحْمَنِ وَبَعْدَ انْتِفَاعِ هَذِهِ
الْحُبِّ الظَّلَامِيِّ بِنَقْيِ التَّوَرَاتِيَّةِ بِصَبْرٍ بِصَبْرٍ بِبَصِيرَةٍ بِبَصِيرَةٍ بِرُوحٍ وَنُورٍ بِنُورٍ
الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الْحُبُّ التَّوَرَاتِيَّةُ نَدْرَجًا نَدْرَجًا بِنُورِ الدِّانِ
وَأَعْلَى أَنْ يُلْقَى فِي السَّابِقِ عَيْنَيْنِ الصَّغِيرَيْنِ وَالْعَيْنِ الْكُبْرَى فَالصَّغِيرَى
تَشَاهَدُ بِجَلَالِ الصِّفَاتِ الْإِنْتِهَاءِ عَالِمِ الدَّرَجَاتِ وَالْعَيْنُ الْكُبْرَى تَشَاهَدُ
بِجَلَالِ نُورِ الدِّانِ فِي عَالِمِ اللَّاهُوتِيَّةِ لِلنَّاسَانِ بِالْمَوْتِ وَقَبْلَ الْقَنَاءِ مِنَ الْبَشَرِيَّةِ
النَّفْسَانِيَّةِ وَوُصُولِ الْعَبْدِ إِلَى ذَلِكَ لَمْ يَقْدِرْ إِلَّا لِنُفْعَائِهِ مِنَ الْبَشَرِيَّةِ

دسویں فصل

(تاریک اور روشن حجابات کے بیٹان میں)۔

ارشاد الہی ہے ”جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے اور بھی زیادہ گمراہ“ اور اسی سے مراد دل کا اندھا ہونا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”قویہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں“ اور تاریکیوں کی افزائش کا سبب حجاب اور غفلت اور اللہ کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو بھول جانا ہے اور غفلت کا سبب اللہ کے حکم کی حقیقت سے لاعلمی ہے اور جہل کا سبب اس پر ظلماتی صفات، جیسے تکبر، بغض، حسد، گھٹڑ، جھل، کنجوسی، غیبت، پھنچری اور جھوٹ وغیرہ برائیوں کا غالب آنا ہے۔ اور نجی سی نجی حالت میں تنزل کا سبب یہی صفات ہیں۔ پس جب اس غفلت سے خیر دار ہوا اور توحید، علم، عمل اور سخت مجاہدہ پر ظاہر و باطن میں عمل پیرا ہو تو توحید، علم، عمل اور سخت مجاہدہ کی ظاہری و باطنی جلا کی بدولت قلب کا آئینہ چمک اٹھتا ہے۔ پس اسماء و صفات کی روشنی سے قلب کی زندگی حاصل ہوتی ہے پس وہ اپنے اصلی وطن کو یاد کرتا ہے اور اسکی جانب اشتیاق بتاتا ہے پس رحمن کی غنیمت سے واپس لوٹتا اور (فقر الی مقصود تک) رسائی حاصل کر لیتا ہے اور ان تاریک حجابات کے اٹھ جانے کے بعد نورانیت باقی رہ جاتی ہے اور (سبزہ) روحانی آنکھ کی بصیرت حاصل کر لیتا ہے اور اسماء و صفات کے نور سے منور کرتا ہے یہاں تک کہ رفته رفته نورانی حجابات بھی اٹھ جاتے ہیں اور نور ذات کی حقیقی ظاہر ہوتی ہے اور جان کو کر قلب کی دو آنکھیں ہوتی ہیں۔ (ایک) چھوٹی آنکھ اور (دوسری) بڑی آنکھ۔ پس چھوٹی آنکھ صفات کی تحلیل کے ذریعہ عالم درجات کی آخری حد تک کا مشاہدہ کرتی ہے اور بڑی انوار ذات کی تجلی کا عالم لاہوت میں مشاہدہ کرتی ہے (جو) انسان کیلئے موت کے ساتھ اور نفسانی بشریت کے فنا ہونے سے پہلے ہے اور اس عالم تک بندے کی رسائی انفسانی بشریت کے منقطع ہونے کے منطابق

التَّقْسَانِيَّةَ وَلَيْسَ مَعْنَى الْوُصُولِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنْ قِبَلِ وَصُولِ الْجِسْمِ إِلَى الْجِسْمِ
وَلَا الْعِلْمِ بِالْمَعْلُومِ وَلَا الْعَمَلِ بِالْمَعْقُولِ وَلَا الْوُجُودِ بِالْمَوْجُودِ هـ فَمَعْنَى الْوُصُولِ
بِقُدْرَةِ الْإِنْفِطَاعِ عَنْ غَيْرِهِ بِدَلَّاقٍ وَلَا بَعْدٍ وَلَا جِهَةٍ وَلَا مَقَابِلَةٍ وَلَا إِتِّصَالٍ وَلَا
إِفْصَالٍ فَتُبْحَانُ مَنْ فِي ظُهُورِهِ وَخَفَائِهِ تَجَلُّبُهُ وَإِسْتِثَارُهُ وَفِي مَعْرِفَتِهِ
حِكْمَةٌ عَظِيمَةٌ فَمَنْ حَصَلَ ذَلِكَ الْمَعْنَى فِي الدُّنْيَا وَحَاسَبَ
نَفْسَهُ قَبْلَ أَنْ يُحَاسَبَ فَهُوَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ وَإِلَّا
فَمُسْتَقْبَلُهُ عُقُوبَاتٌ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالْخَشْرِ
وَالْحِسَابِ وَالْمِيزَانِ وَالْقِسَاطِ وَغَيْرِ
ذَلِكَ مِنْ شَدَائِدِ الْآخِرَةِ



اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کے معنی جسم سے جسم کے ملنے کی طرح ہرگز نہیں اور نہ ہی علم کے معلوم کے ساتھ، اور عقل کے معقول کے ساتھ اور ذہم کے موزون کے ساتھ ہونے کی طرح ہے پس (اللہ سے) ملنے کا مطلب غیر خدا سے منقطع ہونے کے مطابق ہے جس میں نہ نزدیکی کا نہ دوری کا نہ سمت کا نہ رو برو ہونے کا نہ متصل ہونے کا اور نہ منفصل ہونے کا (کوئی تصور) ہے۔ پس اسکی وہ ذات پاک ہے کہ جس کے ظاہر ہونے میں اور اس کے غفی رہنے میں (بالترتیب) اس کی تجلی ہے اور اس کی سرسنگی ہے اور اسکی معرفت میں بڑی حکمت ہے تو جس نے دنیا میں اس معتمد کو حاصل کر لیا اور اپنے نفس کا محاسبہ کیا قبل اس کے کہ اس کا حساب لیا جائے تو وہ قراح پائے والوں میں سے ہے اور نہ پھر اس کے بعد آئندہ عذاب قبر و حشر، حساب، میزان اور پھرراط وغیرہ جیسی آخرت کی سختیوں کا سامنا ہوگا۔

الفصل الحادي عشر

في بيان السعادة والشقاوة

وَأَعْلَمُ أَنَّ النَّاسَ لَا يَخْلُقُونَ مِنْ هَذِهِ الْقِسْمَيْنِ وَهَذَا يُجَدُّانِ فِي إِنْسَانٍ وَاحِدٍ فَإِنْ
 غَلَبَتْ جِهَةٌ حَسَنَاتِيَّةٌ وَأَخْلَصَتْهُ تَبَدُّلُ جِهَةٍ شَقَاوَةٍ إِلَى السَّعَادَةِ لِيُغَيِّرَ
 تَبَدُّلَتْ نَفْسَانِيَّتُهُ إِلَى رُوحَانِيَّتِهِ وَإِذَا اتَّبَعَ هَوَاهُ انْعَكَسَ الْأَمْرُ فَأَذًا
 اسْتَمَوَتْ الْجَهَنَّمَانِ فَالرَّجَاءُ يُخَيَّرُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «مَنْ جَاءَنَا بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ
 أَمْثَالِهَا» إِنَّمَا «فَوْضِعَ الْمِيزَانَ لِأَجْلِهَا مَا لَا تَبَدُّلُ لَهَا إِذَا تَبَدَّلَتِ النَّفْسَانِيَّةُ
 إِلَى الرُّوحَانِيَّةِ بِالْكَلِمَةِ فَلَدَاجَةٌ إِلَى الْمِيزَانِ فَهُوَ يُجَيِّدُ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَمَنْ
 تَرَجَّعَتْ حَسَنَاتُهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِدَعْدَابٍ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «فَأَمَّا مَنْ قَلَّتْ مَوَازِينُهُ
 فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ» الْقَائِدُ «وَمَنْ تَرَجَّعَتْ سَيِّئَاتُهُ يُعَذِّبُ بِقَدَرِ خِيَانَتِهِ
 ثُمَّ يُخْرِجُ مِنَ النَّارِ إِنْ كَانَ لَهُ إِيمَانٌ وَيُدْخِلُ الْجَنَّةَ وَمُرَادُ نَامِنِ السَّعَادَةِ وَ
 الشَّقَاوَةِ مَعْنَى الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «السَّعِيدُ قَدْ لَبِثَ
 وَالشَّقِيُّ قَدْ لَبِثَ» فَإِذَا غَلَبَتْ الْحَسَنَاتُ يَكُونُ سَعِيدًا وَإِذَا غَلَبَتْ السَّيِّئَاتُ
 يَكُونُ شَقِيًّا فَمَنْ نَابَ وَأَمِنَ وَعَمِلَ صَالِحًا يُبَدِّلُ شَقَاوَتَهُ إِلَى السَّعَادَةِ وَأَمَّا الْقَدْرُ
 فِي الْأَزَلِ مِنَ السَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ لِكُلِّ وَاحِدٍ جَامِعٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «السَّعِيدُ
 سَعِيدٌ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَالشَّقِيُّ شَقِيٌّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ» وَلَيْسَ لِأَحَدٍ فِيهِ بَحْثٌ لِأَنَّهُ
 مِنْ سِرِّ الْقَدَرِ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُجْتَمَعَ أَحَدٌ لِسِرِّ الْقَدَرِ
 قَالَ صَاحِبُ تَفْسِيرِهِ الْبُخَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ «لَا كَثِيرٌ مِنَ الْأَسْرَارِ

گیارہویں فصل

”سعادت (نیکبختی) اور شقاوت (بدبختی) کے بیان میں“

اور جان لو کہ انسان ان دونوں قسم (کی باتوں) سے خالی نہیں اور وہ (دونوں) باتیں ایک ہی انسان میں پائی جاتی ہیں پس اگر اسکی نیکبختی اور اخلاص کی جہت غالب آجائے تو اسکی شقاوت بھی سعادت سے بدل جائے یعنی کہ اسکی نفسانیت اسکی روحانیت سے بدل جائے اور جب وہ اپنی خواہش کی پیروی کرے تو بائبر عکس ہو جائے اور جب دونوں جہتیں برابر ہوں تو بھلائی کی امید ہے جیسے کہ ارشاد الہی ہے ”جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں“ پس میزان ان دونوں کی خاطر بنایا گیا ہے تاکہ جب نفسانیت سب کی سب روحانیت سے تبدیل ہو جائے تو میزان کی ضرورت نہیں پس وہ حساب کے لکچر پر لکھائے گئے تھے جو جس نے اپنی نیکیوں کو ترجیح دیا وہ عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوا جیسے کہ ارشاد الہی ہے ”تو جس کی تو لیں بھاری ہویں وہ تو نمن مانے عیش میں ہیں“ اور جس نے اپنی برائیوں کو ترجیح دی اس کو اس کے گناہ کے مطابق عذاب دیا جائے گا پھر آگ سے کلا جائے گا اگر اس کے پاس ایمان ہو تو جنت میں داخل کیا جائے گا اور سعادت اور شقاوت سے ہماری مراد حسنات (نیک اعمال) اور سیئات (برے اعمال) ہیں جیسے کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”و نیک شخص سے بھی برائی سرزد ہوتی ہے اور بُرا آدمی نیکی بھی کرتا ہے“ پس جب نیکیاں غالب آئیں تو وہ نیک ہو گا اور جب برائیاں غالب ہو جائیں تو وہ بُرا ہو گا تو جس نے توبہ کی ایمان لایا اور نیک عمل کیا اسکی برائی نیکی سے بدل جاتی ہے۔ اور سعادت پر شقاوت کا جمع ہونا ازل سے ہر کسی تقدیر میں (لکھا) ہوا ہے فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے بد نیک شخص اپنی ماں کے شکم میں سے ہی نیک ہوتا ہے اور بُرا شخص اپنی ماں کے شکم میں سے ہی بُرا ہوتا ہے“ اور اس کے بارے میں کسی کے متعلق بحث کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ تقدیر کا راز ہے اور تقدیر کے راز پر کسی کو حجت نہ ناجائز نہیں۔ مؤلف تفسیر بھاری رحمۃ اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اسرار (رازوں) میں سے

يَعْلَمُ وَلَا يَسْكُرُ بِهِ كَثَرًا مَدْرِيَانِ إِبْلِيسَ لَعَنَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَمَا لَيْسَ بِأَمَلٍ
 أَمْرِهِ فَلَعَنَ بِذَلِكَ وَأَنَّ آدَمَ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ أَفْضَلُ الْحَيَاةِ وَالْتَّسْلِيمِ أَصَنَاتِ
 عَصِيَانَةِ إِلَى نَفْسِهِ فَأُلْعِمَ وَرُجُوعِهِ وَفِي السَّيِّئَةِ نَاجِي بَعْضُ الْخَارِفِينَ هَلْطِي أَنْتَ قَدْ بَدَأَ
 وَأَنْتَ أَرَدْتَ وَأَنْتَ خَلَقْتَ الْمُعْصِيَةَ فِي نَفْسِي فَهَتَفَ بِهِ هَالِكٌ يَاعِبَادِي هَذَا اشْرُطُ
 التَّوْحِيدَ فَمَا شَرُطَ الْعِبَادِيَّةَ وَفَعَادَ فَعَالَ أَنَا أَحْطَاكَ وَأَنَا أَذْنَبْتُ وَأَنَا طَلَمْتُ
 نَفْسِي فَعَادَ الْهَارِفَ أَنَا عَفَوْتُ وَأَنَا رَحِمْتُ وَقَدْ أَرَلُوا أَنَّ الْمُرَادَ
 بِالْأَمْرِ مَدْرِيَانِ يَجْمَعُ الْقَوَائِمَ الَّتِي هِيَ لَدُنْهَا الْهَوَى الْبَشَرِيَّةُ فِيهَا التُّرَابُ وَالْمَاءُ
 ظَهَرَتِ السَّعَادَةُ لِأَهْلِهَا مُجْهِدَانِ وَبَيْنَهُمَا الْعِلْمُ وَالْإِيمَانُ وَالْمَوَاضِعُ فِي الْقَلْبِ وَمَا
 التَّوَارُخُ فِيهَا الْعَكْسَانِ لَأَهْلِهَا مُخَوِّفَانِ وَبَيْنَهُمَا فُسْخَانُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ هَذِهِ
 الْأَصْدَادِ فِي وَجْهِهِ وَاحِدٍ كَمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالتَّارِ وَالظُّلُمَةِ وَالتَّوْبِ فِي السَّمَاءِ
 كَمَا قَالَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي يُرْهِقُكُمْ لِبَرَقِ خَوْفٍ وَطَمَعٍ يُنْشِئُ السَّحَابَ لِتَقَالَ عَسَلٌ
 سُلِّحَ جَنِّي بِنِ مَعَادِ رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ بِمَا عَرَفَ اللَّهُ تَعَالَى ؟ فَقَالَ "يَجْمَعُ بَيْنَ الْأَصْدَادِ
 وَلِذَلِكَ كَانَ الْإِنْسَانُ لُحْنَةً أُمُّ الْكِتَابِ وَمَرْآةُ الْخَوَاطِئِ وَجَمْعُ الْأَوْجُوعَةِ الْكُونِ
 وَكُنِيَ بِحَرْفَيْهَا مَعَاوَا لَمَّا أَكْبَرَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَهُ بِبَيْنِيهِ أَيْ بِصِفَةِ الْقَهْرِ
 وَاللُّطْفِ لِأَنَّ الْمَرْأَةَ مِنْ جِهَتَيْنِ بَعْثَى الْكُفَّاءَ وَاللَّطَافَةَ فَهِيَ كَوْنُ مَظْهَرِ اسْمِ
 الْجَمَاعِ جِلْدَانِ سَائِرِ الْأَشْيَاءِ فَاتَّهَا خَلَقَتْ بِيَدِهِ وَاحِدَةً هِيَ مَصِيفَةُ اللَّطْفِ
 فَقَطَّ كَالْمَدَى كُنْ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ هُمُ مَظْهَرُ اسْمِ التَّبَوُّحِ
 وَالْقُدُّوسِ فَقَطَّ وَاصِيفَةُ الْقَهْرِ كَالْإِبْلِيسِ عَلَيْهِ مَا لَيْسَ بِشَيْءٍ وَدَرَسَ بِهِ وَهُوَ
 مَظْهَرُ اسْمِ الْجَبَّارِ وَلِذَلِكَ تَجَبَّرَ دَعَاكَ عَنِ السَّجْدَةِ لِآدَمَ عَلَى نَبِيِّنَا

بہت سے ایسے ہیں جن سے واقفیت ہو جائے تو اس پر گفتگو نہیں کی جاتی جیسا کہ تقدیر کی برائی کہ ایسی اس پر اللہ کی لعنت ہو کہ اس نے اپنے معاملہ کو مٹا لیا پس اسی وجہ سے اس پر لعنت فرمائی گئی اور حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی غلطیوں کی افت (نسبت) اپنے نفس کی طرف فرمائی پس وہ کامیاب رہے اور ان پر رحم کیا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ بعض عازنان کرام نے اس طرح نجات مانگی ”میرے معبود تو نے ہی اندازہ فرمایا اور تو نے ہی ارادہ فرمایا اور تو نے ہی میرے نفس میں گناہ کو پیدا فرمایا پس (غیب سے) پکارنے والے اس کو یوں نلاد دی۔ اے میرے بندے! یہ تو توحید کی شرط ہے تو پس عبودیت کی یہ شرط نہیں پس اس نے پھر یوں عرض کی میں نے خطا کی اور میں نے گناہ کیا اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو (غیب سے) پکارنے والے کی دوبارہ آواز آئی میں نے بخشش عطا کی میں نے معافی دی میں نے مہربانی فرمائی اور واضح باد کہ حدیث میں اُمّ (ماں) سے مراد جملہ عناصر ہیں کہ جس سے بشری قوتیں پیدا ہوتی ہیں پس مٹی اور پانی سعادت کے منظر ہیں اسلئے کہ یہ دونوں علم، ایمان اور تواضع قلب کو زندہ کرتے اور اُگاتے ہیں اور آگ و ہوا اس کے برخلاف ہیں اسلئے کہ یہ دونوں جلائے والے اور مار ڈالنے والے ہیں پس پاکی ہے اس ذات کیلئے جس نے ایک ہی جسم میں ان دونوں اقسام کو جمع فرمایا جس طرح کہ بادلوں میں پانی اور آگ نیز مار بکی اور روشنی کو ایک ساتھ جمع فرما دیتا ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے خوف کو اور اُمید کو اور بھاری بدلیاں اُٹھاتا ہے۔“ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو کیسے پہچانا تو فرمایا خداؤں کے درمیان مجموعہ پایا اور اسی لئے انسان اُمّ الکتاب (قرآن) کا نسخہ ہے۔ اور جلال و جمال حق کا اُئینہ ہے اور موجودات کا مجموعہ ہے اور اسی مجموعہ موجودات کو عالم کبریٰ کا نام دیا گیا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی (قدرت) کے دونوں ہاتھوں سے یعنی قہر اور مہربانی کی صفت کے ساتھ اس کو پیدا فرمایا اسلئے کہ اُئینے کے دو رخ یعنی کثافت اور لطافت ہوا کرتے ہیں جو اسم ”جامع“ کا نمونہ ہوتا ہے برخلاف تمام اشیاء کے جو کہ ایک ہی دست قدرت سے یعنی صرف لطف کی صفت سے پیدا فرمائے جیسا کہ فرشتے پھر مصلوٰۃ و سلام ہو کہ وہ محض اسم ”سبح و قدوس“ کے منظر (نمونے) ہیں اور قہر کی صفت کے اس سے ایسی اور اس کی اولاد کو پیدا فرمایا جس کا وہ مستحق ہے اور وہ سب اسم ”جبّار“ کے منظر ہیں اور اسی لئے اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو مسجد کرنے کے خلاف جبر و تکبر کا منظر ہرہ کیا۔

وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَلَمَّا كَانَ الْإِنْسَانُ جَامِعًا لِمُتَوَاتِرِ تَجَمُّعِ الْكَاتِبَاتِ عَلُوًّا وَسِفْلًا
لَمْ يَخْلُوا الْأَنْبِيَاءُ مِنَ التَّمَلُّكِ فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مُعْصِمُونَ مِنَ
الْكِبَارِ بَعْدَ النَّبُوَّةِ وَالرَّسَالَةِ دُونَ الصَّغَائِرِ وَالْزُّلُمَاتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لَيْسُوا
بِمُعْصِمِينَ وَنَدْبِيلَ الْأَوْلِيَاءِ مُحْفُوظُونَ بَعْدَ كَمَالِ الْوِلَايَةِ

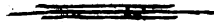
فَالشَّقِيقُ السَّاحِخُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَدَمَةُ السَّعَادَةِ خَمْسَةُ لَيِّنِ الْقَلْبِ وَكَثْرَةُ
الْبُكَاءِ وَالزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا وَقَصْرُ الْأَمَلِ وَكَثْرَةُ الْحَيَاءِ وَعَدَمَةُ الشَّفَاوَةِ خَمْسُ قَسْوَةِ
الْقَلْبِ جَمُودُ الْعَيْنِ وَالرَّغْبَةُ فِي الدُّنْيَا وَطُولُ الْأَمَلِ وَفُلَّةُ النُّجَاءِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ «عَلَامَةُ السَّعِيدِ أَرْبَعٌ إِذَا تَمَنَّيْتَ عَدَلَ وَإِذَا عَاهَدَ فِي وَإِذَا تَكَلَّمَ صَدَقَ وَإِذَا
خَاصَمَ لَمْ يَشْتُمْ وَعَدَمَةُ الشَّقِيِّ أَرْبَعٌ إِذَا تَمَنَّيْتَ خَانَ وَإِذَا عَاهَدَ خَالَفَ وَإِذَا
تَكَلَّمَ كَذَبَ وَإِذَا خَاصَمَ شَتَمَ النَّاسَ وَلَا تَعْفُوا عَنْهُمْ» قَالَ الرَّبُّ تَعَالَى «فَمَنْ عَفَا
وَاصْلَحَ فَاتَّخِذْهُ عَلَى اللَّهِ شَرِيقًا» وَاعْلَمُوا أَنَّ تَبَدُّلَ الشَّفَاوَةِ إِلَى السَّعَادَةِ وَعَكْسُهَا
يَكُونُ بِالتَّرْتِيبِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كُلُّ مُؤْمِدٍ يُؤَلَّدُ عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَلَعِنَ
أَبَوَاهُ يَهُودِيَانِ وَنَصْرَانِيَانِ وَمَجِيمِيَانِ» وَالتَّحْدِيثُ الشَّرِيعِيُّ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ فِي كُلِّ
أَحَدٍ فَايَلَتَهُ السَّعَادَةُ وَالشَّفَاوَةُ تَدَايُجُورَانِ يُقَالُ هَذَا الرَّجُلُ سَعِيدٌ مُحْصَنٌ أَوْ شَقِيقٌ
مُحْصَنٌ بَلْ يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ إِنَّهُ سَعِيدٌ أَنْ غَلَبَتْ حَسَنَاتُهُ عَلَى سَيِّئَاتِهِ وَكَذَا عَكْسُهُ
وَمَنْ قَالَ غَيْرَ هَذَا أَفْضَلُ لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ أَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِدَاعِلٍ
وَتَوْبَةٍ أَنْ يَدْخُلَ النَّارَ بِدَاعِلٍ مَعْصِيَةٍ فَهَذَا الْقَوْلُ خِلَافُ التَّصَوُّرِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى
وَعَدَ الْجَنَّةَ لِأَهْلِ الصَّدَاقِ وَالنَّارَ لِأَهْلِ الْمَعَاصِي وَالشَّرِّ وَالْكَفْرِ كَمَا
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَهَا جَائِزٌ» وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى

پس انسان جب علوی و سفلی لحاظ سے جملہ کمالات کی صفات کا جامع ہو تو انبیاء و کرام بھی اس انفرادیت سے خالی نہیں ہونگے۔
 پس بے شک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نبوت و رسالت کے شرف کے بعد ضعیف و کمزور ہوں کے علاوہ کبیرہ گناہوں سے بھی معصوم
 (پاک) ہوتے ہیں۔ اور اولیاء رضی اللہ عنہم معصوم نہیں ہوتے اور فرمایا گیا ہے کہ اولیاء کرام ولایت کا کمال حاصل کرنے کے
 بعد کبیرہ گناہوں سے بھی محفوظ ہو جاتے ہیں۔ حضرت شعیق بلخی رحمۃ اللہ نے فرمایا سعادت کی نشانیان پانچ ہیں؛ دل کا
 نرم ہونا، زیادہ گریہ و ندامت کرنا اور دنیا میں زہد کرنا، اُمیدوں کو مختصر کرنا اور حیا کا زیادہ ہونا۔ اور شقاوت کی نشانیان
 مکمل پانچ ہیں۔ قلب کا سخت ہونا، آنکھ کا پھرنا (یعنی آنسوؤں کا خشک ہو جانا) اور دنیا میں دلچسپی لینا، اُمید طویل کرنا،
 حیا کا کم ہونا اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”نیک شخص کی چار علامات ہوتی ہیں۔ جب بھی امانت رکھے تو عدل کرے
 جب بھی وعدہ کرے تو پورا کرے اور جب بھی بات کرے تو سچ بولے اور جب بھی لڑائی کرے تو کھالی گلوں نہ کرے
 اور برے شخص کی چار علامات ہوتی ہیں کہ جب بھی امانت رکھے تو خیانت کرے، اور جب بھی وعدہ کرے تو توڑ دے
 اور جب بھی بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب بھی لڑائی کرے تو لوگوں کو کھالی گلوں دے اور ان کو معاف نہ کرے۔“
 ارشادِ الہی ہے ”تو جس نے معاف کیا اور کام سنو اور تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔“ اور جان لو کہ تربیت کے ذریعہ
 شقاوت، سعادت سے بدل جاتی ہے اور ایسا ہی اسکے برعکس ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”ہر عیب
 کئے جانے والا اسلام کی فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے اگرچہ اس کے باپ یہودی، نصرانی اور عجمی ہوں اور حدیث شریف اس
 بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر ایک میں سعادت و شقاوت کی صلاحیت ہے لہذا یہ کہنا جائز نہیں کہ یہ شخص بالکل نیک
 ہے یا بالکل بُرا ہے بلکہ یوں کہنا جائز ہے کہ وہ نیک ہے کیونکہ اسکی نیکیاں اسکی برائیوں پر غالب ہوئیں اور برعکس
 اسی طرح ہے اور جو اس کے مغائر کئے تو وہ گمراہ ہو گا اسلئے کہ وہ گویا اس عقیدہ کا حامل ہو کہ لوگ عمل اور توبہ کے بغیر
 جنت میں داخل ہونگے یا کسی گناہ کے بغیر دوزخ میں داخل ہونگے۔ پس یہ قول تصوف (کتاب و سنت) کے خلاف ہے۔
 اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے صلاح والوں کیلئے جنت کا اور گناہ و شرک و کفر والوں کیلئے آگ (دوزخ) کا وعدہ فرمایا ہے۔
 جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”جو نیکی کرے وہ اپنے بھلے کو اور جو برائی کرے اپنے برے کو“ اور ارشادِ الہی ہے

الْيَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ بِهِ ^١ وَقَالَ لَقَانِي ^٢ "وَأَنْ لَيْسَ
 لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا شَاءَ إِنَّهُ سَعْيُهُ يَكُونُ لِنَفْسِهِ" وَقَالَ
 لَقَانِي "وَمَا تَقْدِرُونَ إِلَّا أَنْفُسَكُمْ وَمَنْ حَبَرٌ
 تَحْدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ فَمَرْءٌ"



”آج ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے گی آج کسی پر زیادتی نہیں“ اور ارشاد الہی ہے کہ
 ”اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر جو اس نے کوشش کی اور یہ کہ اس کی کوشش غنیمت
 دیکھی جائے گی“ اور ارشاد الہی ہے ”اور اپنے لئے بھلائی آگے بھیج دو گے“ اسے اللہ کے
 پاس بہتر پائو گے“



الفصل الثاني عشر

في بيان الفقراء

إِنَّمَا سَمِيَّ مَرْفُوعَةً لَا تَهْمُ كَانُوا إِلَيْسُونَ الصُّوفَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَهْمُ صَفُّوا فَلَوْ هُمْ
عَمَّا سَمِيَّ اللَّهُ تَعَالَى وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَهْمُ فَأَيُّ مَعْنَى هَذِهِ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَ
هُوَ عَالِمُ الْمَرْبِ لِأَنَّ عَالَمَ الْمَلَكِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْجَبُوتِ وَاللَّاهُوتِ وَهُوَ عَالِمُ
الْحَقِيقَةِ وَكَذَا الْعِلْمُ أَرْبَعَةٌ عِلْمُ الشَّرْعِيَّةِ وَعِلْمُ الطَّرِيقَةِ وَعِلْمُ الْمُغْزِيَةِ وَعِلْمُ
الْحَقِيقَةِ وَكَذَا الرُّوحُ أَرْبَعَةٌ الرُّوحُ الْجَسَمَانِي وَالرُّوحُ الرَّبَّانِي وَالرُّوحُ السُّلْطَانِي وَ
الرُّوحُ الْقُدُّوسِي وَكَذَا التَّحَلُّلَاتُ أَرْبَعَةٌ تَحَلُّلُ الْأَوَارِ وَتَحَلُّلُ الْأَفْعَالِ وَتَحَلُّلُ الصِّغَاتِ
وَتَحَلُّلُ الدَّائِ وَكَذَا الْعُقُلُ أَرْبَعَةٌ الْعُقْلُ الْمَعَانِي وَالْعُقْلُ الْعَادِي وَالْعُقْلُ الرُّوحَانِي
وَالْعُقْلُ الْكُلِّيُّ وَالنَّاسُ مُقَدَّرُونَ لِمَا فِي مُقَابِلَةِ الْعُلُومِ أَرْبَعَةٌ الْمَذْكُورَةُ بِهِيَ الْعُلُومُ
الْأَرْبَعَةُ وَالْأَوَّلُ وَالْثَّانِي وَالْثَلَاثُ وَالْعُقُولُ فَبَعْضُ النَّاسِ مُقَدَّرُونَ الْأَوَّلُونَ بِالْعِلْمِ
الْأَوَّلِ وَبِالرُّوحِ الْأَوَّلِ وَبِالتَّحَلُّلِ الْأَوَّلِ وَبِالْعُقْلِ الْأَوَّلِ هُمْ فِي الْجَنَّةِ الْأُولَى وَهِيَ
جَنَّةُ الْمَأْوَى وَبَعْضُهُمْ مُقَدَّرُونَ فِي الثَّانِي وَهُمْ فِي الْجَنَّةِ الثَّانِيَةِ وَهِيَ جَنَّةُ النَّعِيمِ
وَبَعْضُهُمْ مُقَدَّرُونَ فِي الثَّلَاثِ وَهُمْ فِي الْجَنَّةِ الثَّلَاثَةِ وَهِيَ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ وَفَدَعُوا
عَنْ حَقِيقَةِ الْأَمْرِ وَالْفَقَرِ الْعَارِفُونَ مِنْ أَهْلِ الصُّوفِ فَقَدْ دَلَّ عَلَى أَنَّهَا إِلَى الْفَرْدِ
وَلَا يُتَفَقَّدُونَ شَيْءٌ مِنْ مِمَّا سَمِيَّ اللَّهُ تَعَالَى كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
هُمَا حَرَامَانِ عَلَى أَهْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدُّوسِي مُحِبِّي
مُحِبَّةِ الْفُقَرَاءِ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْفَقْرُ خَيْرٌ مِنَ الْمُرَادِ مِنَ الْفَقْرِ الْغَنَاءُ

بارہویں فصل

(فقراء کے میان میں)

(فقراء کو) صوفیہ کا نام اسلئے دیا گیا ہے کہ وہ اُن کا لباس پہنا کرتے تھے اور بعضوں نے اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ انہوں نے اپنے قلوب کو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر کسی کے خیال سے صاف دیا کہ فرمایا ہے اور بعضوں نے اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ قیامت کے دن یہ حضرات پہلی صف میں کھڑے ہونگے جو کہ عالم قرب ہے کیونکہ (عالم چار ہیں) عالم ملک، عالم ملکوت، عالم حیرت، اور عالم لاہوت جو کہ عالم حقیقت ہے اور اسی طرح علم چار ہیں علم شریعت، علم طریقت، علم معرفت اور علم حقیقت اور اسی طرح روح چار ہیں روح جسمانی، روح ربانی، روح سلطانی اور روح قدسی اور اسی طرح تجلیات چار ہیں تجلی الوار، تجلی افعال، تجلی صفات اور تجلی ذات اور اسی طرح عقل چار ہیں عقل معاشی، عقل عادی، عقل روحانی اور عقل کلّی اور لوگ ان مذکورہ چاروں علوم یعنی علوم، ادراج، تجلیات اور عقلوں کے مقابلے میں محدود ہیں پس بعض لوگ ان میں سے پہلے (علم) کے ساتھ یعنی علم اول، روح اول، تجلی اول عقل اول کی حد تک محدود ہیں اور وہ سب جنت اول یعنی جنت المادوی میں ہیں اور بعض لوگ علم دوم کی حد تک محدود ہیں اور وہ سب

جنت دوم یعنی جنت النعیم میں ہیں اور ان میں سے بعض علوم سوم کی حد تک محدود ہیں اور وہ سب جنت سوم یعنی جنت البقود میں ہیں اور یہ لوگ بیشک حقیقت امر سے خبر رہے اور فقرائے عارفین جو کہ صاحبان تصوف ہیں قرب خاص میں پوری طرح اس (حقیقت) کی تہ کو پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ کے عبادہ ہر چیز کی پابندی سے آزاد ہیں جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”اور وہ دونوں (دنیا و آخرت) (جیسا کہ ساتویں فصل ۸ پر ہے) اللہ والوں پر حرام ہے۔ اور حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے مجھ سے محبت فقراء سے محبت ہے اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے فقیر میرے لئے موجب فخر ہے اور فقر سے مراد اللہ (کی ذات) میں اس طرح فنا“

فِي اللَّهِ لَا يَتَّبِعِي ذَنُوبَهُ لِنَفْسِهِ وَلَا يَسْعُ فِي قُلُوبِهِ غَيْبُ اللَّهِ تَعَالَى وَحُبُّهُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ "لَا يَسْعُنِي أَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَلَكِنْ يَسْعُنِي قُلُوبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ"
 الَّذِي صَفَى قُلُوبَهُ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ وَخَلَّى عَنِ الْأَعْيَانِ فَوَسَّعَ الْحَيُّ جَلَّ جَدُّهُ وَعَمَّرَ
 نَوَالَهُ فِي قُلُوبِ الْعَالَمِينَ.

قَالَ أَبُو بَرَكٍ رَحِمَهُ اللَّهُ "وَإِنَّ الْعَرْشَ وَمَا حَوْلَهُ أُلْفَى فِي تَرَاوِيهِ قُلُوبِ الْعَارِفِينَ مَا
 أَحْسَنَ بِهِ" فَمَنْ أَحَبَّ هَذَا الْمُحِبِّينَ فَهُوَ مَعَهُمْ فِي الْأُخْرَى وَعَدَمَةُ جِهَتِهِمْ حُبُّ
 صُحْبَتِهِمْ وَالْإِسْتِيَانُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ "مَالُ
 شَوْقِ الْأَمْوَالِ إِلَى الْقَاتِنِ وَالْفَنَى لَا شَدَّ شَوْقًا إِلَيْهِمْ" وَأَمَّا لِبَاسُهُمْ عَلَى ثَلَاثَةِ
 أَوْجُهٍ: صُورَةُ الْعَنَمِ لِلْمُبْتَدِئِ وَصُورَةُ الْمَغْزِ لِلْمُتَوَسِّطِينَ وَصُورَةُ الْبُرْعَانِ لِلْمُنْتَهِينَ
 وَهُوَ صُورَةُ الْمَرْبَعِ. قَالَ صَيْدُ الْقَلْبِ الْمَجْمَعُ "يَلْبَسُ بِالْبُرْعَانِ كُلَّ خَشَنٍ مِنَ الْمُبْتَدِئِ
 الْمَطْعُومِ وَالْمَشْرُوبِ لَا تَهْمُ أَهْلُ الْإِبْتِدَاءِ وَيَلْبَسُ بِالْعُرْفَاءِ الْوَاصِلِينَ كُلَّ لَبَنِ مِنْهَا فَعَمَلُ
 الْمُبْتَدِئِ مُمْلَوْنُ بِالْذَّمِّ وَفَعَلُ الْمُتَوَسِّطِ مُمْلَوْنُ بِالْأَلْوَانِ الْحَمِيدَةِ مِثْلُ لَوْنِ الشَّرِيعَةِ وَ
 الطَّرِيقَةِ وَالْمُعَرِّفَةِ فَلْيَا سَهُو مُمْلَوْنُ كَذَلِكَ مِثْلُ الْبَيَاضِ وَالزَّرْقَةِ وَالْحَضَرَةِ وَعَمَلُ الْمُنْتَهِي
 حَالٍ عَنِ الْأَلْوَانِ فَكَيْدُ لِبَاسُهُ لَا يَقْبَلُ إِلَّا لَوْنًا مِثْلُ السَّوَادِ وَهُوَ
 عَدَمَةُ الْقَسَامِ وَهُوَ قَبَابُ لَوْنٍ مَعْرِفَتِهِمْ كَمَا أَنَّ اللَّبْلَ يَقَابُ قُورَ
 الشَّمْسِ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَجَعَلْنَا اللَّبْلَ لِبَاسًا بَاضًا" وَفِيهِ إِشَارَةٌ
 لَطِيفَةٌ لِمَنْ لَهُ لُبٌّ وَابْتِهَاجُونَ أَهْلُ الْفُرْقَانَةِ فِي الدُّنْيَا فِي سَجْنٍ وَغُرْبَةٍ وَعَمٍّ
 وَغَصَصَةٍ وَخَنَاءَةٍ وَشِدَّةٍ وَكَلَمَةٍ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الدُّنْيَا سَجْنٌ
 الْمُؤْمِنِينَ" فَيَلْبَسُونَ بِالظُّلْمَةِ لِبَاسُ الظُّلْمَةِ وَقَدْ صَحَّ فِي الْحَدِيثِ "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

لِبَاسٍ لَّاسِدٍ وَتَعْمَرُ بِالْعِمَامَةِ السَّودَاءِ وَهَذَا اللَّبَاسُ الْبَدَنُ وَلِبَاسُ الْمُتَعَرِّفِينَ
 الْمُتَضَيِّعِينَ بِنُورِ الْقَالِبَةِ مِنَ الْمَشَاهِدَةِ وَالْمُكَاشَفَةِ وَالْمُخَافَةِ وَبِمَوْنِ الْحَيَاةِ
 الْأَدَبِيَّةِ مِثْلَ الشَّوْقِ وَالْعُشْقِ وَالْأَرْوَاحِ الْأُدُسِيَّةِ وَمَرْتَبَةِ الْقُرْبَةِ وَالْوَقْدَةِ وَ
 هُوَ لَا مِنْ أَكْثَرِ الْمُضَيِّعَاتِ وَلَا يَدُ مِنْ لِبَاسِ الْمُتَعَرِّفِينَ فِي مَدَّةٍ عُمَرُ لَا تَهْ أَفْهَ
 بِالْمُنْفَعَةِ الْآخِرَةِ وَكَانَ الْمَرْأَةُ الَّتِي مَاتَ زَوْجُهَا أَمَرَهَا اللَّهُ بِلِبَاسِ الْعَزَائِمِ أَرْبَعَةَ
 أَشْهُرٍ وَعَشْرَةَ أَيَّامٍ بِغُوثِ الْمُنْفَعَةِ الدُّنْيَوِيَّةِ فَجَدَّ عَنْهَا الْمُنْفَعَةُ الْآخِرَةُ وَبِهِ
 عِبَرٌ مُتَسَاهِيَةٌ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "الْبَلَاءُ مُوَحَّلٌ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ عَلَى
 الْأَمْثَلِ فَأَلَامَتْ فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْمُخْلِصُونَ عَلَى خَطَرٍ عَظِيمٍ"
 فَهَذَا أَكْثَرُ مِنْ صِفَةِ الْفَقْرِ وَالْفَنَاءِ وَفِي الْخَبَرِ الْفَقْرُ سِرَادُ الْوُجْدِ فِي الدَّائِرِينَ مَعْنَاهُ لَا
 يَقْبَلُ إِلَّا أَنْ عَمُرُ زَوْجِهِ اللَّهُ تَعَالَى وَالسَّرَادُ بِعَمْرٍ لَهُ خَالٍ عِلْمٌ وَجْهِ جَمِيلٌ يَرِيدُ
 بِهِ حُسْنَ جَمَالِهِ وَمَدَحَهُ فَإِذَا انْظَرَّ أَهْلُ الْقُرْبَةِ إِلَى ذَلِكَ الْجَمَالِ بِأَعْيُنِهِمْ وَتَبَعَدَ
 ذَلِكَ لَا يَقْبَلُ نُورًا عَمُرُ زَوْجِهِ اللَّهُ فَذَا يَهْفُؤُونَ إِلَى مَا سَمَوْا اللَّهَ بِالْمُحَبَّةِ بَلْ
 يَكُنْ مَحْبُوبُهُمْ وَمَطْلُوبُهُمْ هُوَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الدَّائِرِينَ وَلَا يَقْصِدُونَ غَيْرَ اللَّهِ لِأَنَّ
 اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْإِنْسَانَ لِمَعْرِفَةِهِ وَوَصَلَتْهُ قَالُوا جِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ أَنْ يَهْتَبَ
 مَا حُلِيَ لِأَجَلِهِ فِي الدَّائِرِينَ كَهَذَا يَضِيعُ عُمَرُ
 بِمَا لَا يَغْنِيهِ وَلَا يَنْتَدِمُ أَبَدَ ابْعَدِ الْمَوْتِ
 لِنُضْبَعِهِ

سیاہ لباس زیب تن فرمایا اور سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا اور یہ بلا (مصیبت) کا لباس ہے اور سوگواروں اور مصیبت زدوں کا لباس ہے جو مشاہدہ مکاشفہ اور معائنہ کرنے کی صلاحیت کی روشنی کے ساتھ اور عشق اور ارواح قدسی اور مرتبہ قرب خاص و وصال جیسی اباہی زندگی کی موت کے ساتھ ہے اور یہ سب بڑی مصیبتوں سے ہیں اور اس کے لئے عمر بھر سوگواروں کا (ماتمی) لباس پہننا لازمی ہے اس لئے کہ یہ آخری فائدوں پر ایک آفت ہے جیسا کہ ایسی عورت کو جس کا کہ شوہر مر گیا ہو۔ دنیوی منفعت کے فوت ہو جانے کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس کو چار ماہ دس دن تک تعزیتی (ماتمی) لباس پہننے کا حکم دیا ہے پس آخری منفعت (کے فوت ہو جانے) کے ماتم کی مدت ایسی ہے کہ اس کی انتہا نہیں جبکہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”انبیاء کرام کو از مائشوں میں مبتلا فرمایا گیا پھر ان کے بعد ان میں جو جتنا زیادہ درجے کا ہو اس پر اتنی ہی سخت آزمائش ڈالی گئی پس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہیں بڑے خطرے سے دوچار ہیں تو یہ سب فقر و غنا کی صفت ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ فقر دنیا و آخرت میں روسیہا ہی کا نام ہے اس کا معنی یہ ہے کہ (فقر) اللہ تعالیٰ کے فوریٰ ذات کے سوا کسی دوسرے رنگ کو قبول نہیں کرتا اور سیہا ہی اس تل کی طرح ہے جو کسی خوبصورت چہرہ پر واقع ہو کہ جس سے اس کے جمال کے حسن و ملاحت میں اضافہ ہوتا ہے پس مقربانِ خدا جب اس جمال کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کر لیں تو اس کے بعد اللہ کے فوریٰ ذات کے سولے دوسرے کسی نور کو وہ قبول ہی نہیں کرتے۔ پس اللہ کے سوا کسی کو بھی محبت کا نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ دارین میں اللہ تعالیٰ ہی ان کا محبوب و مطلوب ہوتا ہے اور اللہ کے سوا ان کا کوئی دوسرا مقصد نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت اور اپنے قرب خاص کیلئے پیدا فرمایا۔ تو انسان پر واجب ہے کہ وہ اسی کو طلب کرے جس کے واسطے دارین میں اس کی پیدا کیا گیا تاکہ اس کی عمر ضائع اور بے معنی نہ ہو جائے اور اس کے ضائع ہو جانے پر موت کے بعد ہمیشہ کیلئے یثیمان ہونا نہ پڑے۔

الفصل الثالث عشر^٧ في بيان الظهارة^٧

فَالظَهَرَةُ عَلَى ثَوْبَيْنِ ظَهَرَةُ الظَّاهِرِ وَظَهَرَةُ الْبَاطِنِ أَمَّا ظَهَرَةُ الظَّاهِرِ فِيمَا رُفِعَ الشَّعِيرُ
وَأَمَّا ظَهَرَةُ الْبَاطِنِ فَيَا النَّوْبَةَ وَالْثَلَاثِينَ وَالْصِّفِيَّةَ وَصَلَوَاتِ الطَّرِيقِ فَإِذَا
انْتَقَضَ وَصُومُ الشَّرِيعَةِ بِمُخْرُوجِ التَّجَسُّسِ حَبِّ تَجْدِيدِ الْوُضُوءِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ جَدَّدَ الْوُضُوءَ جَدَّدَ اللَّهُ إِيْمَانَهُ تَجْدِيدًا" فَإِذَا انْتَقَضَ وَصُومُ
الْبَاطِنِ بِالْأَفْعَالِ الذَّمِيمَةِ وَالْأَخْدَانِ الرَّدِيَّةِ كَالْكِبْرِ وَالْحَقْدِ وَالْحَسَدِ
وَالْعُجْبِ وَالْغَيْبَةِ وَالْكَذِبِ وَالْحِيَانَةِ بِعَيْنِي خِيَانَةِ الْعَيْنِ وَالْبَدَنِ وَالرَّجْلِ وَالْأُذُنِ
كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَالْأُذُنَانِ تَزْنِيَانِ إِلَى آخِرِ
الْحَدِيثِ" فَتَجْدِيدُهُ بِإِخْلَاصِ النَّوْبَةِ عَنْ هَذِهِ الْمُفْسِدَاتِ وَتَجْدِيدِ الْإِرَادَةِ
بِالسُّدْمِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَتَمَعُّهَا مِنَ الْبَاطِنِ فَيَنْبَغِي لِلْعَارِفِ أَنْ يَحْفَظَ تَوْبَتَهُ
مِنْ هَذِهِ الْأَقَابِ فَتَكُونُ صَلَواتُهُ نَامَةً قَالَ اللَّهُ تَعَالَى هَذَا مَا
تُوعَدُونَ لِكُلِّ آقَابٍ حَفِظَ ق ٢٣ "فَوُصُومُ الظَّاهِرِ مُوقَّتٌ وَوُصُومُ
الْبَاطِنِ وَصَلَوَاتُهُ مُوَبَّدَةٌ فِي جَمِيعِ عُمْرِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
مُتَّصِلَةٌ ٥



تیرھویں فصل

(طہارت کے بیان میں)

طہارت دو قسم پر ہے (ایک) طہارت ظاہری اور (دوسری) طہارت باطنی، طہارت ظاہری وہ ہے جو کہ شریعت کے پابندی کے ساتھ (حاصل) ہو اور طہارت باطنی تو وہ توبہ و تلقین پاکیزگی اور سلوک طریقت کے ساتھ (حاصل) ہو، پس جب نجاست خارج ہو جانے کے باعث شرعی وضو ٹوٹ جائے تو تازہ وضو بنانا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”رجس مٹاؤ جو بنایا اللہ نے اس کے ایمان کو تازگی بخشی“، پس جب غرور، کینہ، حسد، گھمڑ، غیبت، جھوٹ اور خیانت یعنی آنکھ، ہاتھ پاؤں اور کان کی خیانت جیسے بُرے افعال اور گرسے ہوئے املاق کے باعث باطن کا وضو ٹوٹ جائے۔ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”دونوں آنکھیں زنا کر چکی ہیں اور دونوں کان زنا کرتے ہیں آخر حدیث تک“، تو اخلاص کے ساتھ ان مقصدات سے توبہ کے ذریعہ اور انکی باطنی خلاف ورزیوں پر ندامت اور استغفار کے ساتھ رجوعِ خدا ہو تیرھویں فصل باطن سے ان (مقصدات) کے قلع قمع کے ذریعہ اس (باطنی وضو) کی تجدید کرے پس عارف کو چاہیے کہ آنفتوں سے اپنی توبہ کی حفاظت کرے تاکہ اس کی نماز مکمل ہو جائے۔ ارشاد الہی یہ ہے ”وہ جن کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہو ہر رجوع کرنے والے گمراہشت والے کیلئے“، پس ظاہری وضو و تقیہ (عارضی) ہے اور باطنی وضو اور اس کی نماز عمر بھر ہر شب و روز میں بلا وقفہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

الفصل الرابع عشر

في بيان صلوة الشريعة والطهارة

أما صلوة الشريعة فقد علمت من هذه الآية الكريمة "حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وقوموا لله قانتين" بقوله "والمراد منها أركان الجوارح انظارها في الحركة الجماعية مثل القيام والقراءة والركوع والسجود والقعود والوقوف والإخفاء ومجيء الحفظوا" بـ "على" لفظة الجمع وأما صلوة الطهارة فهي صلوة القلب وهي مؤبدة فقد علمت من هذه الآية قوله تعالى "والصلوة الوسطى" أن المراد بالصلوة الوسطى صلوة القلب لأن القلب خلق في وسط الجسد بين اليمن والشمال وبين العلوي والسفلي وبين الساعدة والشفاعة كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "القلب بين أصبعين من أصابع الرحمن يعلبها كيف يشاء" والمراد من أصبعين صفة اللطف والقهر لأن الله سبحانه وتعالى منزله من الأصابع قبل ليل هذه الآية والحديث يعلم أن الصلوة الوسطى صلوة القلب فإذا غفل عن صلوة القلب فسدت صلواته كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "لا صلوة إلا بحضور القلب" لأن المصلي يتأخر ربه ومحل المناجاة القلب فإذا غفل القلب بطلت صلوة الجوارح لأن القلب أصل والنوا في نايعة له كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "إن في جسد بني آدم لمصغرة إذا صلحت صلح الجسد وإذا فسدت فسد الجسد ألا وهي القلب" و صلوة الشريعة موقفة في كل يوم وليلة خمس مرات والسننة

الْمُرَكَّدَةُ أَنْ يُمْلَى فِي الْمَسْجِدِ بِالْجَمَاعَةِ مُتَوَجِّهًا إِلَى الصَّعْبَةِ وَابْنِ
 لِلدَّامِ بِدَارِ بَاءٍ وَلَا تَسْمَعُهُ وَأَمَّا صَلَاةُ الطَّرِيفِ فَبِهِي مُؤَبَّدَةٌ فِي عُمْرِهِ وَ
 مَسْجِدُهَا الْقَلْبُ وَجَمَاعَتُهَا الْجَمَاعُ الْقَوِيُّ الْبَاطِنُ عَلَى الْإِسْتِغَالِ بِأَسْمَاءِ
 التَّوْحِيدِ بِلِسَانِ الْبَاطِنِ وَأَسْمَاءُ الشُّوقِ فِي الْقَوَادِ وَقَبْلَتُهَا الْحُضْرَةُ الْأَحَدِيَّةُ
 وَالْجَمَالُ الْقَدِيمُ وَهِيَ قَبْلَةُ الْحَقِيقَةِ وَالْقَلْبُ وَالرُّوحُ مُشْغُولَانِ بِهَذِهِ الصَّلَاةِ
 عَلَى الدَّوَامِ وَالْقَلْبُ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ وَهُوَ مُشْغُولٌ بِحَبَابَةِ الْقَلْبِ بِالصُّورَةِ
 وَلَا قِيَامٍ وَلَا تَعَوُّدٍ فَهُوَ مُخَاطَبُ اللَّهِ يَقُولُ "إِيَّاكَ تَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ"
 فَاتَعَلَّمْ "مَتَابَعًا لِلَّتِي مَبْلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هـ

قَالَ الْقَاضِي فِي تَفْسِيرِهِ هَذِهِ الْآيَةَ إِشَارَةً إِلَى الْعَارِفِ وَابْتِقَالِهِ
 مِنْ حَالِهِ الْغَيْبَةِ إِلَى الْحُضْرَةِ فَاسْتَحَقَّ مِثْلَ هَذِهِ الْخِطَابِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَلَا نَبِيَاءُ يُصَلُّونَ فِي قُبُورِهِمْ كَمَا يُصَلُّونَ فِي بُيُوتِهِمْ" أَيْ
 مُشْغُولُونَ بِاللَّهِ وَمَسَاجِدِهِ لِحَيَاةِ قُلُوبِهِمْ فَإِذَا اجْتَمَعَتْ صَلَاةُ الشَّرِيعَةِ
 وَالطَّرِيفَةِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا فَقَدْ تَمَّتِ الصَّلَاةُ بِعَيْنِ تَكُونُ صَلَاةً

تَامَةً وَاجْرَهُ عَظِيمٌ فِي الْقُرْبَةِ بِرُوحَانِيَّتِهِ

وَالدَّرَجَةُ بِالْحَسَانِيَّةِ فَيَكُونُ هَذَا

الرَّجُلُ عَابِدًا وَنَظَائِرًا

عِيَارًا فِي الْبَاطِنِ وَإِذَا لَمْ تَحْضُرْ صَلَاةُ

الطَّرِيفَةِ بِحَبَابَةِ الْقَلْبِ فَهُوَ نَائِصٌ

وَاجْرَهُ مِنَ الدَّرَجَةِ لَا يَكُونُ مِنَ الْقَرْنَةِ هـ

اور مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا سنتِ مکرہہ ہے اس طرح کہ کعبہ کی جانب اپنا منہ کرے، اور امام کے تابع رہے جو دکھانے یا سننے کیلئے ہرگز نہ ہو۔ اور طریقت کی نماز تو دائمی عمر بھر کیلئے ہے اور اسکی مسجد طلب ہے اور اس کی عبادت باطن کی زبان کے ذریعہ اسما و توحید کے ذکر میں مشغول ہو کہ باطنی قوتوں کا ایک جگہ جمع کرنا ہے۔ اور اس کا امام دل شوق ہے اور اس کا قبلہ احریت کا سامنا اور وحدیت کا دیلا رہے اور یہی حقیقت کا قبلہ ہے اور قلب و روح اسی نماز میں ہمیشہ کے لئے مشغول ہیں اور قلب نہ سوتا ہے اور نہ مڑتا ہے اور وہ قلب کی زندگی کے ساتھ کسی صورت کسی مقام اور کسی قعود کے بغیر ہی مشغول ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے وہ اللہ سے اسی کے اس ارشاد کے ساتھ مخاطب ہے کہ ”ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔“

تھامنی (عیاض رحمۃ اللہ علیہ) نے اس آیت کی تفسیر فرمایا کہ (اس آیت میں) عارف کی طرف اور اس کے غیب سے حضوری کی حالت میں مشغول ہونے کی طرف اشارہ ہے تو وہ اس جیسے خطاب کا مستحق ہو جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ”انبا و کرام اپنی قبروں میں ایسا ہی نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے گھر دل میں نماز پڑھتے ہیں“ یعنی اپنے قلوب کو زندہ رکھنے کی خاطر اللہ کی اور اس سے مناجات کرنے کی جانب منہمک ہیں۔ پس جب ظاہری اور باطنی طور پر شریعت اور طریقت کی نمازیں ایک جگہ جمع ہو جائیں تو نماز بے شک تمام ہوئی یعنی نماز مکمل ہوتی ہے۔ اور اس کا ثواب عظیم، روحانی قرب خاص اور جسمانی درجات ہیں پس یہ شخص ظاہر میں ایک عابد اور باطن میں ایک عارف ہوتا ہے۔ اور جب قلب کی زندگی کے ساتھ طریقت کی نماز حاصل نہ ہو تو وہ ناقص ہے اور اس کا اجر و جزا (ثواب) کی حد تک ہے قربِ خاص سے وہ ممکن نہیں ہوتا۔

الفصل الخامس عشر

في بيان طهارة المعرفة في عالم التوحيد

(طهارة المعرفة) على نوعين طهارة معرفة الصفات وطهارة معرفة الذات طهارة معرفة الذات لا تحصل إلا بالتفريق والتصفية من آفة القلب بالانكسار من النقوش البشرية والحبوانية فيصفو القلب ويحصل النظر بعين القلب من نور الله لينظر بنور الصفات أي عكس جمال الله تعالى في من آفة القلب كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "المؤمن ينظر بنور الله تعالى والمؤمن مرآة المؤمن" وقال عليه الصلاة والسلام "العالم ينقش والعارف يعقل" وإذا تمت التصفية بعد إزالة الآسار حصلت معرفة الصفات بمشاهدة عا في مرآة القلب وأما طهارة معرفة الذات في السر لا تحصل إلا بعد إزالة آسار التوحيد الأخيرة من الآسار الأثني عشرية في عين السر بنور التوحيد فإذا تجلى أنوار الذات ذات وقينث بالكلية فهذا مقام الاستهداك وقضاء بالفناء وهذا التجلي يحصل لجميع الأنوار كما قال الله تعالى "كل شيء هالك إلا وجهه" (مريم) تفسيره) قبيح الروح القدس ناظر إليه به منه معه فيه له لا يكفيت له ولا تشبهه لأن الله سبحانه وتعالى ليس كمثل شيء مشرق قبيح النور المعلن محض ولا يمكن الإخبار عما وراء ذلك لأنه عالم المحور فلا يبقى شيء عقل يحبر عنه ولا شئ عجز الله تعالى كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "إني مع الله وقت (مستمع) لا يتع فيه ملك مقرب ولا نبي

پندرہویں فصل

(عالم تجرید میں معرفت کی طہارت کے بیان میں)

یہ معرفت کی طہارت (ایک) معرفت صفات کی طہارت اور (دوسری) معرفت ذات کی طہارت پس معرفت ذات کی طہارت اَلْقِن کرنے اور اسماء کے ذریعہ اَلْمَنَہ قلب کو بشری و حیوانی نقوش سے پاک صاف کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہوتی پس قلب جلا پاتا ہے اور دل کی آنکھ کو اللہ کے نور سے بینائی نصیب ہوتی ہے تاکہ صفات کی روشنی یعنی اللہ تعالیٰ کے عکس جمال کادل کے آئینہ میں نظارہ ہو۔ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے اور (ایک) مومن (دوسرے) مومن کا آئینہ ہے، اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”عالم نقاشی کرتا ہے اور عارف صیقل گری کرتا ہے“ اور جب اسماء کے دائمی ذکر کے ذریعہ پوری پاکیزگی حاصل ہو جائے تو دل کے آئینہ میں اس کے شاہدہ کے ذریعہ صفات کی معرفت حاصل ہو جائے گی لیکن معرفت ذات کی طہارت کا مقام سر (باطن) ہے جو اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ باطنی آنکھ میں توحید کے نور کے ساتھ بارہ اسماء میں سے اخیر اسماء توحید کے دائمی ذکر پر پابندی نہ کی جائے۔ پس جب انوار ذات کی قلبی ظاہر ہوتی ہے تو وہ (بشریت) بالکل معدوم اور فنا ہو جاتی ہے یہ استہلاک (فنا) اور فنا کا مقام ہے اور یہی حقیقی جلا انوار کو ٹٹا دیتی ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اس پس یہ استہلاک (فنا) اور فنا کا مقام ہے اور یہی حقیقی جلا انوار کو ٹٹا دیتی ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے“ اس (اللہ) کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے، (اسکی تفسیر گزری چکی) پس روح قدسی باقی رہے گی جو اس کی طرف اس کے ذریعہ اس سے اس کے ساتھ اور اس میں اور اس کیلئے دیکھتی رہے گی جسکی کوئی کیفیت نہیں اور جسکی کوئی تشبیہ نہیں اسلئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ (کی ایسی شان ہے) کہ کوئی نئے اس (اللہ) کے مثل ہرگز نہیں پس محض نور مطلق باقی رہا اور جو کچھ اس کے ارد گرد ہے اسکی اطلاع دینا ممکن نہیں اسلئے کہ وہ عالم محو (فنا) ہے۔ پس وہاں نہ تو عقل باقی رہتی ہے اور نہ ہی کوئی غیر خدا کہ اس کا حال بیان کر سکے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”میرے لئے اللہ کی غلت (تسمیہ) ہے کہ جس میں

مُرْسَلٌ "فَهَذَا عَالَمُ التَّجَرُّدِ مِنْ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 فِي أَحَدِ نَبِيِّهِ الْقُدْسِيِّ "تَجَوَّعْتُ تَرَانِي تَجَرَّدَ تَمِصْلٌ" وَالْمُرَادُ مِنَ
 التَّجَرُّدِ قَنَاءُ الْمُسْكَلِ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ فَيَبْقَى
 فِي عَالَمِهِ بِصِفَةِ اللَّهِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَخْلَقُوا
 بِأَحْلَاقِ اللَّهِ بِعَيْنِ الصِّغَرِ
 بِصِفَاتِ اللَّهِ"



نہ تو کسی مقرب فرشتے کی گنجائش ہے، اور نہ ہی کسی نبی مرسل کی تو یہ غیر خدا سے تجریدہ تہما ہو جائے گا عالم ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے ”تو جہو کا ہو گا تو مجھے دیکھے گا، تجرید حاصل کرے گا تو وصال پائے گا۔“ اور تجرید سے مراد بشری صفات کا بالکل فنا ہو جانا ہے پس اللہ کی صفت سے متصف ہو کر اسی کے عالم میں بقا حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”اللہ کے اخلاق سے اپنے اخلاق کو آراستہ کر د یعنی صفات الہی سے متصف ہو جاؤ۔“

الفصل السادس عشر عشر

فِي بَيَانِ زَكَاةِ الشَّرِيعَةِ وَالطَّرِيقَةِ.

زَكَاةُ الشَّرِيعَةِ هِيَ أَنْ تُعْطَى مِنْ كَسْبِ الدُّنْيَا الْمَصَارِفُ مَوْقِفَةً مَعِيَّةً فِي كُلِّ سَنَةٍ
 مَرَّةً وَاحِدَةً مِنْ تَصَالِيحِهَا وَأَمَّا زَكَاةُ الطَّرِيقَةِ هِيَ أَنْ تُعْطَى مِنْ كَسْبِ الْآخِرَةِ كُلُّهُ فِي سَبِيلِ
 اللَّهِ تَعَالَى إِلَى الْفُقَرَاءِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَالزَّكَاةُ سُمِّيَتْ صَدَقَةً تَقْصِلُ إِلَى بَدَلِ اللَّهِ تَعَالَى
 قَبْلَ أَنْ تَقْصِلَ إِلَى الْبُكَدِ الْفُقَرَاءِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ قَبُولُ اللَّهِ تَعَالَى لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَرَّةً عَنْ الْبُكَدِ وَزَكَاةُ
 الطَّرِيقَةِ هِيَ مُؤَيَّدَةٌ وَهِيَ تُعْطَى ثَوَابِ الْآخِرَةِ لِلْعَاصِمِينَ لِزَكَاةِ اللَّهِ تَعَالَى يَغْفِرُ اللَّهُ تَعَالَى
 لَهُمْ سَبَبَ ذَلِكَ الثَّوَابِ مِثْلُ ثَوَابِ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَثَوَابِ التَّوْبَةِ وَالتَّهَنُّدِ وَثَوَابِ
 إِدَارَةِ الْقُرْآنِ وَثَوَابِ السَّجَادَةِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْحَسَنَاتِ فَلْيَبْقِ لِنَفْسِهِ شَيْءٌ مِنْ ثَوَابِ حَسَنَاتِهِ
 فَلْيَبْقِ لِنَفْسِهِ مُمْسِكَةٌ فَإِنَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى مَحَبِّ السَّجَادَةِ وَالْإِنْفَادِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْمُفْلِسُ فِي أَمَانِ اللَّهِ فِي الدَّارَيْنِ" قَالَ عَبْدُ وَمَا فِي يَدِهِ كَانَ لِمَوْلَاهُ
 إِذَا كَانَ يَوْمُ الْفَيْسَامَةِ أَعْطَى اللَّهُ تَعَالَى الْحُلَّ حَسَنَةً عَشْرًا مِثْلَهَا وَفِي مَعْنَى الزَّكَاةِ
 أَهْضًا تَرْكِبَةُ الْكَلْبِ مِنْ مِغَاتِ الْفَيْسَامَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ ذَا الَّذِي يُعْرِضُ اللَّهُ قَرْمَاسًا
 حَسَنًا فَيُصَاعِفُهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً: بَرُوقُ ٢٢٥ "وَالْمُرَادُ مِنَ الْعَرْزِ أَنْ يُعْطَى مَا لَهُ مِنْ
 الْحَسَنَاتِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى إِحْسَانًا إِلَى خَلْقِهِ لِوَجْهِهِ شَفَقَتِهِ بِإِلَاحَةِ مَنَّةٍ كَمَا قَالَ اللَّهُ
 تَعَالَى "لَا تَبْخُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى" بَرُوقُ ٢٢٦ "وَالطَّلَبُ عَرَضًا فِي الدُّنْيَا
 هَذَا مِنْ قِسْمِ الْإِنْفَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا
 مِمَّا تُحِبُّونَ" بَرُوقُ ٢٢٧

سولہویں فصل

(شرعیات اور طریقت کی زکوٰۃ کے بیان میں)

پس شریعت کی زکوٰۃ وہ ہے کہ دنیاوی کمائی میں سے سال میں ایک مرتبہ مقررہ نصاب کے بموجب اسکے مصارف (مستحقین) کو ادا کی جائے جو وقتیہ اور معین ہے اور لیکن طریقت کی زکوٰۃ وہ ہے جو خدا کی راہ میں سب کی سب آخرت کی کمائی سے دنیا کے فقراء اور آخرت کے مساکین کو ادا کی جاتی ہے۔ اور زکوٰۃ میں کو مدد سے کام دیا گیا ہے وہ فقیروں کے ہاتھ تک پہنچنے سے پہلے خدا کے دست قدرت تک رسائی کر لیتا ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی جناب میں قبولیت حاصل کرنا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ ہاتھ سے پاک و صاف ہے اور طریقت کی زکوٰۃ تو داہمی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے گنہگاروں کو آخرت کا ثواب عطا کرنا پس اللہ تعالیٰ اس ثواب کے سبب انہیں معرفت عطا فرماتا ہے جو کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، بیع و ہبیل، تلاوت قرآن اور سخاوت وغیرہ نیکیوں کے ثواب کی طرح ہے پس اپنی نیکیوں سے اسکے نفس کے لئے ثواب باقی نہیں رہتا پس اس کا نفس بالکل مفلس ہو جاتا ہے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ سخاوت اور افلاس کو پسند فرماتا ہے چنانچہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”دارین (دنیا و آخرت) میں ایک مفلس اللہ کی امان میں ہوتا ہے“ پس ایک بندہ اور جو کچھ بھی اسکے ہاتھ (اختیار) میں ہے سب اسکے مولیٰ کیلئے ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر ایک نیکی کیلئے اس جیسی دس نیکیاں عطا فرمائے گا اور زکوٰۃ کے معنی نفس کی صفات سے قلب کی پاکیزگی بھی ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”و کوئی جو اللہ کو مقررہ حصہ دے تو اللہ کیلئے کئی گنا بڑھا دے“ اور قرین سے مراد وہ مال دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسکی ذات اور اسکی محبت کی خاطر اپنی نیکیوں کے ذریعہ بہتر طریقہ پر اسکی مخلوق کو احسان بنائے بغیر دیا جائے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”تم اپنے صدقہ یا طل نہ کرو احسان جتا کرو اور ادا دے کر، دنیا میں کوئی بدلہ طلب نہ کرے اور یہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ایک قسم ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک تم اپنی پیاری چیز نہ خرچ نہ کرو۔“

الفصل السابع عشر

في بيان صوم الشريعة والطريقة

فَصَوْمُ الشَّرِيعَةِ أَنْ يُمْسِكَ مِنَ الْمَكُورِ لِأَنَّ الْمَشْرُوبَ بَيْنَ وَقْعِ النَّسَاءِ فِي النَّهَارِ وَأَمَّا
صَوْمُ الطَّرِيقَةِ فَهُوَ أَنْ يُمْسِكَ جَمِيعَ أَعْضَائِهِ مِنَ الْحَرَمَاتِ وَالنَّوَهِىِ وَالذَّمَامِ مِثْلَ
الْحُبِّ وَالْكِبْرِ وَالْبُخْلِ وَعَبْدَ ذَلِكَ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا فَكُلُّهُ يَبْطُلُ صَوْمُ الطَّرِيقَةِ فَصَوْمُ
الشَّرِيعَةِ مُؤَقَّتٌ وَصَوْمُ الطَّرِيقَةِ مُؤَبَّدٌ فِي جَمِيعِ عُمْرِهِ قُلْدَ اللَّهِ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
«وَرَبِّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صَبَامِهِ إِلَّا الْعَطَشُ وَالْجُوعُ» قُلْدَ اللَّهِ فَبِلَ كَرَمٍ صَائِمٍ
مُفْطِرٌ وَكَرَمٍ مُفْطِرٍ صَائِمٌ أَيْ يُمْسِكُ أَعْضَاءَهُ عَنِ الْأَنَامِ وَإِيْدَاءِ النَّاسِ بِالْجَوَارِحِ كَمَا قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ «الصَّوْمُ فِي رَأْيِ الْخَرَجِيَّةِ» وَكَمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَصْبِرُ الصَّائِمُ نَفْسَهُ
وَرُوحَهُ عِنْدَ الْإِفْطَارِ وَفَرْحَهُ عِنْدَ رُؤْيِهِ حِمَالِ اللَّهِ تَعَالَى» قَالَ أَهْلُ الشَّرِيعَةِ أَمْرٌ مِنَ الْأَنْظَالِ
الْأَكْلُ وَالشَّرْبُ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَمِنْ رُؤْيَا الْهَدَلِ فِي لَيْلَةِ الْعِيدِ وَقَالَ أَهْلُ الطَّرِيقَةِ
الْأَفْطَارُ الْأَكْلُ عِنْدَ دُخُولِ الْجَنَّةِ مِمَّا فِيهَا مِنَ النَّعْمِ وَفَرْحَهُ عِنْدَ الرَّؤْيَا أَيْ عِنْدَ لِقَاءِ
اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ الْفَيْصَةِ يَنْظُرُ السِّرُّ مَعَايِنَةً وَأَمَّا صَوْمُ الْحَقِيقَةِ فَهُوَ امْتِسَاكُ الْفُرَادِ
عَنِ مَحَبَّةِ مَا سِوَى اللَّهِ تَعَالَى وَامْتِسَاكُ السِّرِّ عَنِ مَحَبَّةِ مَشَاهِدَةٍ غَيْرِ اللَّهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ «الْإِنْسَانُ سِرِّيٌّ وَنَاسِرُهُ» وَالسِّرُّ مَنْ يُؤَدِّ اللَّهُ تَعَالَى فِي نَفْسِهِ إِلَى
غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَلَيْسَ لَهُ سِوَاهُ مُحِبُّوبٌ وَمُحِبُّوبٌ مُطْلُوبٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَادْرَأَوْهُ فِيهِ
مَحَبَّةَ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى فَسَدَ صَوْمُ الْحَقِيقَةِ فَلَهُ قَضَاءُ صَوْمِهِ وَهُوَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى
وَلِقَائِهِ وَجَزَاءُ هَذَا الصَّوْمِ لِقَاءُ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْآخِرَةِ ٥

سترہویں فصل (شریعت اور طریقت کے روضہ کے بیان میں)

پس شریعت کا روضہ یہ ہے کہ دن میں کھانے پینے کی چیزوں اور عورتوں کی مباشرت سے رکے رہے اور لیکن طہر لقت کا روضہ یہ ہے کہ جملا اعضا کو ان کے محرکات اور منوعات اور برائیوں مثلاً گھنڈہ، غرور، کینجوسی اور ایسی ہی دوسری برائیوں سے ظاہری اور باطنی طور پر باز رہے کہ یہ ساری باتیں طریقت کے روضہ کو باطل کر دیتی ہیں تو شریعت کا روضہ وقتیہ معین (عارضی) ہے اور طریقت کا روضہ اس کی عمر بھر کیلئے دائمی (مستقل) ہے پس اسی لئے فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”اکثر روزہ دار کو اس کے روزہ سے بھوک اور پیاس کے سوا اور کچھ نہیں ملتا“ اسی لئے کہا گیا ہے کہ کتنے ایسے روزہ دار ہیں کہ جو افطار کرنے (روزہ کھولنے) والے ہیں اور کتنے ایسے افطار کرنے (روزہ کھولنے) والے ہیں جو (حقیقی) روزہ دار ہیں یعنی (جو) اپنے اعضا کو گناہوں سے اور حواہج کو لوگوں کی ایذا رسانی سے باز رکھتے ہیں جیسا کہ حدیث (قدسی) میں ارشاد الہی ہے ”روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔“ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور (دوسری) اللہ کے جمال کے دیدار کے وقت“ اہل شریعت نے فرمایا ہے کہ افطار سے مراد غروبِ آفتاب پر کھانا اور پینا ہے اور ریت سے مراد عید کی شب چاند کا دیکھنا ہے اور اہل طریقت نے فرمایا ہے کہ افطار سے مراد جنّت میں داخل ہونے کے وقت اس میں کئی نعمتوں سے افطار کرنا ہے اور ریت کے وقت کی خوشی سے مراد قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے وقت راز کی آنکھوں سے دیدار کرنا ہے لیکن حقیقت کا روضہ تو بس غیر اللہ کی محبت سے دل کو روکے رکھنا اور باطن کو غیر اللہ کے مشاہد کی محبت سے باز رکھنا ہے۔ حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے ”انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں“ اور راز اللہ تعالیٰ کے لئے ہے پس اللہ کے سوا کسی دوسرے کی جانب مائل نہیں ہوتا اور اس کا دنیا و آخرت میں اس (اللہ) کے سوا کوئی دوسرا محبوب مرغوب اور مطلوب نہیں ہے پس جب ہمیں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی محبت واقع ہوئی تو حقیقت کا روضہ ٹوٹ گیا پس اس کے لئے اس محبوب مرغوب اور مطلوب نہیں ہے پس جب ہمیں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی محبت واقع ہوئی تو حقیقت کا روضہ ٹوٹ گیا پس اس کے لئے اس کے روزہ کی قضاء ہے اور وہ یہ کہ اللہ اور اس کے دیدار کی جانب رجوع کرے اور جس کی جزا آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا ہے۔

الفصل الثامن عشر

في بيان حج الشريعة وحج الطريق

نَحَجُّ الشَّرْعِيَّةَ لِبَيْتِ اللَّهِ تَعَالَى بِشَرْطِهِ وَأَمَّا حَجُّهُ حَتَّى يَحْصُلَ ثَوَابُ الْحَجِّ قَدْ انْقَضَ بِشَرْطِهِ مِنْ شَرْطِهِ نَفْضُ ثَوَابِ الْحَجِّ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَرَ بِالنَّعَامِ الْحَجَّ بِقَوْلِهِ تَعَالَى "وَأَتُوا الْحَجَّ وَالْمُؤَمَّةَ لِلَّهِ بَرًّا ۝ ١٧١" فَمِنْ شَرْطِهِ الْأَحْرَامُ أَوْ لَا تُمْ دُخُولُ مَكَّةَ ثُمَّ طَوَافُ الْقُدُومِ ثُمَّ الْوُقُوفُ بِعَرَفَةَ ثُمَّ الْوُقُوفُ بِمزدَلَجَ ثُمَّ ذَرْبُ نَجْمِ الْأَمْعِيَّةِ فِي مَنَى ثُمَّ دُخُولُ الْحَرَمِ ثُمَّ طَوَافُ الْكَعْبَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ ثُمَّ شَرْبُ مَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ هَبْلُ رُكْبَتَيْنِ لِلطَّوَافِ بِمَقَامِ إِبْرَاهِيمَ عَلَى نَيْبِنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ثُمَّ حَجَلٌ مَحْرَمٌ لِلَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ مِنَ الْقَبْدِ وَتَحْوِجُهُ عَنْ هَذَا الْحَجِّ الْعِنُقُ مِنَ الْجَهْدِ وَالْأَمْنُ مِنَ الْفَيْحِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۝ ١٧٢" ثُمَّ طَوَافُ الصَّدْرِ ثُمَّ الرَّجُوعُ إِلَى وَطَنِهِ وَمَا بَيَّنَّ حَجَّ الطَّرِيقَةِ فَرَادَهُ وَرَاحِلَتَهُ أَوْ لَا الْمَسْبِلُ الْمَصْلِبُ السُّلُوفُ وَآخِذُهُ مِنْهُ ثُمَّ مَلَا زِمَةَ الذِّكْرِ بِاللِّسَانِ وَمَلَا حَطَّهُ مَعْنَاهُ حَتَّى تَحْصُلَ حَيَاةُ الْقَلْبِ لَهُ ثُمَّ يَسْتَعِزُّ بِذِكْرِ الْبَاطِنِ حَتَّى يَصِفِيَهُ بِمَلَا زِمَةِ أَسْمَاءِ الصِّقَانِ فَتُظْهِرُ كِتَابَةَ السِّرِّ بِأَوَانِ الصِّفَاتِ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى إِبْرَاهِيمَ وَاسْتَعِزَّ عَلَى نَيْبِنَا وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ أَنْفَضَ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ بِطُحُفِهِ الْكَعْبَةِ أَوْ لَا فَقَالَ تَعَالَى "وَعَمَدَنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَاسْتَعِزَّ أَنْ يَطْهَرَا نَيْبِنَا لِلطَّائِفِينَ ۝ ١٧٣" فَكُتِبَ الظَّاهِرُ طُحُفُهُ بِالطَّائِفِينَ مِنَ الْمُخْلُوقَاتِ وَكُتِبَ الْبَاطِنُ طُحُفُهُ بِالطَّائِفِينَ مِنْهَا أَحَدُ هَذِهِ النُّظُمِ مِمَّا سِوَاهُ ثُمَّ أَحْرَمَ يَنْوِيهِ الرَّجْعُ الْقُدْسِيَّ ثُمَّ دَخَلَ كَعْبَةَ الْقَلْبِ ثُمَّ طَافَ طَوَافَ الْقُدُومِ بِمَلَا زِمَةِ الْأَسْمِ الشَّامِيَّ

اٹھارویں فصل

(شریعت اور طریقت کے حج کے بیان میں)

پس شریعت کا حج اسکی شرط اور ارکان کے ساتھ بیت اللہ کیلئے ہے یہاں تک کہ حج کا ثواب حاصل ہو جائے پس جب تشریق میں سے کوئی بھی شرط ناقص ہو جائے تو حج کے ثواب میں کمی ہوگی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حج پورا کرنے کا حکم فرمایا بموجب ارشاد الہی "اول حج اور عمرہ اللہ کیلئے پورا کر" پس شرائط میں سے سب سے اول احرام ہے پھر مکہ میں داخل ہونا پھر طواف قدیم پھر عرفات میں ٹہرنا پھر مزدلفہ میں ٹہرنا پھر منیٰ میں قربانی کا جانور ذبح کرنا پھر حرم میں داخل ہونا پھر کعبہ کا سات چکروں میں طواف کرنا پھر تکبیر زم زم پینا پھر مقام ابراہیم علیہ السلام میں دو گنا طواف ادا کرنا پھر شکار اور ایسی ہی باتیں حلال ہو جاتی ہیں جسکو اللہ تعالیٰ نے (حالات احرام میں) حرام فرمایا تھا پس اس حج کی جزاء و جزا سے آزادی اور (اللہ کے) قہر سے امان ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے "اور جو اس میں داخل ہوا امن میں ہوگا" پھر طواف پھر طواف کو واپس ہونا اور لیکن طریقت کے حج کا بیان کہ اس کا سامان سفر اور اسکی سواری کا جانور پہلے یہ ہے کہ کسی صاحب تعلق (پیر و مرشد) کی طرف توجہ کرے اور اس سے (تلقین) حاصل کرے پھر زبان کے ذکر دائمی پر پابندی کرنا اور اسکے معنی (مقصد) کا لحاظ کرنا یا تنگ کرنا اسکے ذریعہ طلب کی زندگی حاصل ہو جائے پھر باطن کے ذکر میں مشغول ہو یہاں تک کہ اساء صفات کے ذکر دائمی پر پابندی کے ذریعہ اس (طلب) کو پاکیزہ بنائے تو صفات الہی کے انوار کے ساتھ باطن کا کعبہ ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کو ارشاد فرمایا "یاد رہے انبیاء پر افضل درود و سلام ہو" پہلے کعبہ پاک و صاف کرنے کیلئے حکم فرمایا جتنا چاہا تو ارشاد الہی ہے "اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل کو تاکید فرمائی کہ میرا گھر طواف والوں کیلئے خوب ستھرا کرو" پس ظاہری کعبہ وہ ہے جس کا پاک و صاف کرنا مخلوقات میں سے طواف کرنے والوں کیلئے ہے اور باطن کا کعبہ وہ ہے کہ جسکو خالق کی ایک نگاہ سے ایسی پاک و صاف کرنے کے لئے اللہ کے سوا کسی اور سے ایسی پاک و صاف ہونے کے پھر روح قدسی کا احرام پہننے پھر قلب کے کعبہ میں داخل ہو پھر اس دم در دم کے دائمی ذکر کے ذریعہ طواف قدیم کرے۔

ثُمَّ ذَهَبَ الْغَرَفَاتِ الْقَلْبِ وَهِيَ مَوْضِعُ الْمَنَاجَاةِ نَوَفَّ بِمَلَكَةٍ مِذَامِ الْإِسْمِ الثَّلَاثِ وَ
الرَّابِعِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى مَنْ دَلَّهَا الْفُؤَادُ وَجَمَعَ بَيْنَ الْإِسْمِ الْخَامِسِ وَالسَّادِسِ ثُمَّ
ذَهَبَ إِلَى مَنِي السِّرِّ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْحَوْصَيْنِ نَوَفَّ بَيْنَهُمَا ثُمَّ دَبَّحَ النَّفْسَ الْمُطْمَئِنَّةَ
بِمَلَكَةٍ مِذَامِ الْإِسْمِ السَّابِعِ لِأَنَّهُ اسْمُ الْفَتَاءِ وَرَافِعُ حُجَابِ الْكُفْرِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ «الْكُفْرُ وَالْإِيمَانُ مَعَامَانِ مِنْ وَرَاءِ الْعَرْشِ وَهُمَا حِجَابَانِ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْحَقِّ
فَعَالِمُ أَحَدَهُمَا أَسْوَدُ وَالثَّانِي أَبْيَضُ ثُمَّ تَحَلَّى رَأْسَ الرُّوحِ مِنَ الصَّفَافِ الْبَشَرِيَّةِ
بِمَلَكَةٍ مِذَامِ الْإِسْمِ الثَّامِنِ ثُمَّ دَخَلَ حَرَمَ السِّرِّ بِمَلَكَةٍ مِذَامِ الْإِسْمِ الثَّاسِعِ ثُمَّ وَصَلَ
رُؤْبَةَ الْعَالَمَيْنِ وَانْحَصَفَ فِي سَاطِئِ الْقُرْبَةِ وَالْأُنْسِ بِمَلَكَةٍ مِذَامِ الْإِسْمِ الْعَاشِرِ
ثُمَّ رَأَى جَمَالَ الْقَسْدِيَّةِ بِدَاكُفٍ وَلَا تَسْبِيهِ ثَرْطَافِ سَبْعَةِ أَشْوَاطٍ بِمَلَكَةٍ
الْإِسْمِ الْحَادِي عَشَرَ رَعَعَهُ سِتَّةَ أَسْمَاءٍ مِنَ الْغُرُوعَاتِ ثَوْبُ بَشْرٍ مِنْ يَدِ الْقُدْرَةِ
كَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى «وَسَفَّ لَهُمْ رَجْهَمُ شَرَابًا مَهْوًى وَبَرَّ» بِفُلْجِ الْإِسْمِ الثَّانِي
عَشَرَ ثُمَّ بَرَّ فَرَجَ الرَّجْعَةِ الْبَاقِيَةِ فِي الْمَقْدَسِ فَبَنَظَرُ إِلَيْهِ بَنُورٌ وَهَذَا مَعْنَى
قَوْلِهِ تَعَالَى «مَا لَعَيْنَ رَأَتْ» بِغْنَى لِقَاءِ اللَّهِ تَعَالَى «وَلَا أُدْنِ سَمْعَتْ» بِغْنَى
كَلَامِ اللَّهِ بِدَاوَسَطِ الْحُرُوفِ وَالْعَنُوتِ وَالْأَخْطَرِ عَلَى قَلْبٍ بِشَرِّ غْنَى ذَوْرُ
الْقُوَّةِ وَالْخَطَابِ ثُمَّ حَلَّ مَا حَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى بِشِدْدَةِ السَّيِّئَاتِ إِلَى الْحَسَنَاتِ
بِنُكْرٍ وَأَسْمَاءِ التَّوْحِيدِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا
صَالِحًا فَأُولَئِكَ يَبْدُلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ فَرَأَى» ثُمَّ الْعَيْنُ مِنْ
النَّفْسِ فَاتِ النَّفْسَانِيَّةِ ثَوْرًا آمِنًا مِنَ الْخَوْفِ وَالْحُزَنِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «الْآنَ
أُولِيَ اللَّهُ الْخَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ» بِرِسِّ «بِقَضْلِهِ وَكَرَمِهِ»

پھر قلب کے عرفات کی طرف جائے اور وہ مناجات کا مقام ہے تب تیسرے اور چوتھے اسم کے دائمی ذکر کے ذریعے ہر
پھر دل کے نزدیک کی طرف جائے اور پانچویں اور چھٹے اسم کو جمع کرے پھر باطن کے نبی کی طرف جائے اور وہ دونوں
حرم کے درمیان ہے پس ان دونوں کے بیچ پھر ساتویں اسم کے دائمی ذکر کے ذریعہ نفس مطمئنہ کو ذبح کرے اسلئے
کہ وہ اسم فنا والا اور فقر کا حجاب اٹھانے والا ہے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”گنہگار ایمان عرش کے
اطراف دو مقامات ہیں اور وہ دونوں بندے اور حق تعالیٰ کے بیچ دو محابات (پردے) ہیں ان دونوں میں سے
ایک (حجاب) سیاہ رنگ کا ہے اور دوسرا سفید“ پھر آٹھویں اسم کے دائمی ذکر کے ذریعہ بشری صفات سے
روح کے سر کا حلق (سر کے بال منڈوانا) کرے پھر نویں اسم کے دائمی ذکر کے ذریعہ باطن کے حرم میں داخل ہو پھر
اعتکاف کرنے والوں کو دیکھے اور دسویں اسم کے دائمی ذکر کے ذریعہ قرب و انس کے مقام میں اعتکاف کرے پھر
کیفیت یا کسی تشبیہ کے بغیر جمالِ حدیث کا دیدار کرے پھر گیارہویں اسم کے دائمی ذکر کے ذریعہ سوات چکر وں میں
طواف کرے اور اسی کے ساتھ سات اسماء و فروعات ہیں۔ پھر بموجب ارشادِ الہی ”اور انہیں ان کے رب نے ستھری
شراب پلائی“ بارہویں اسم کے ساتھ سے قدرت کے ہاتھوں (شرابِ طہور) پئے گا پھر باقی رہنے والی پاکیزہ ذات
کی رفعت کے ساتھ بلند ہو گا پس اسی کے ذریعہ اسی کی صفت دیکھے گا۔ اور یہی معنی ہے اس ارشادِ الہی کا کہ
”کوئی اُنکھ ایسی نہیں کہ دیکھی ہو“ یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار اور ارشادِ الہی ”کوئی کمان ایسا نہیں کہ سنا ہو“ یعنی حرف
اور آواز کے واسطے کے بغیر اللہ کا کلام اور ارشادِ الہی ”اور اس کا خیال کسی بشر کے دل میں نہیں ہوا“ سے
مراد ذوقِ دیدار و خطاب ہے۔ پھر اسما، توحید کی تکرار سے برائیوں کو نیکیوں سے بدلیں تو وہ سب باتیں
حلال ہوئیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا تھا جیسا کہ ارشادِ الہی ہے کہ ”جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا
کام کرے تو اسیوں کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے گا۔ پھر نفسانی تصرفات سے آزادی (مل جاتی ہے)
پھر خوف و غم سے امن (حاصل ہو جاتا ہے) جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”آگاہ ہو جاؤ گے شک اللہ
تعالیٰ کے دلیلوں پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے“ اسی کے فضل و کرم سے،

ثُمَّ طَافَ طَوَافَ الصَّدْرِ بِكُورِ الْأَسْمَاءِ كُلِّهَا ثُمَّ الرَّجُوعُ إِلَى وَطَنِ الْأَصْلِيِّ
 فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ بِمُدَّةِ زَمَةِ الْأَسْوَاثِ ثَلَاثَ عَشْرَ وَهُوَ مُعَلِّقٌ بِعِلْمِ الْبَقِيَّةِ وَهَذِهِ
 الثَّانِيَّةُ فِي ذِكْرِ الْإِنْسَانِ وَالْعَقْلِ وَأَمَّا مَا وَرَاءَ ذَلِكَ فَدَلِيلٌ عَلَى الْأَجْبَارِ
 عَنْهُ لِأَنَّهُ لَا يُدْرِكُهُ الْأَفْهَامُ وَالْأَذْهَانُ وَلَا يَسَعُ الْخَوَاطِرُ فِي ذَلِكَ
 كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَنَّ مِنَ الْعِلْمِ كَهَيْئَةِ الْمَكُونِ
 لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا الْعُلَمَاءُ بِاللَّهِ فَإِذَا نَطَقُوا الرَّبُّ بِكُورِهِ الْأَهْلُ الْغَيْبَةِ"
 قَالَ عَارِفٌ يَقُولُ مَا دُونَهُ وَالْعَالِمُ بِاللَّهِ يَقُولُ مَا دُونَهُ فَإِنَّ
 عِلْمَ الْعَارِفِ سِرُّ اللَّهِ تَعَالَى لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ كَمَا
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ
 مِنْ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِنَّهُ
 يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا
 هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى

طه ٨ " ٥ .



پھر جملہ اسماء کی تکمیل کے ذریعہ طوافِ صدر ادا کرے پھر تیرہ صیویں اسم کے دائمی ذکر کے ذریعہ بہترین صورت میں اپنے اصلی وطن کی جانب واپسی ہے اور وہ علم یقینی سے متعلق ہے اور سب تاویلاتِ زمان اور عقل کے دائرہ میں ہیں اور لیکن جو ربات (اس سے آگے ہے تو اس کی خبر (اطلاع) دینا ممکن نہیں کیونکہ وہ عقلوں میں اور ذہنوں میں نہیں آسکتی اور وہ دلوں میں نہیں سماسکتی جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”یہ علم ایک پوشیدہ حالت میں ہے جس کو علماء حق کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا پس جب وہ (علماء) اس کے ساتھ کچھ لڑتے ہیں تو اہل غیرت (نخوت یا حسد کرنے والے) کے سوا کوئی بھی اس سے انکار نہیں کرتا پس عارف اس کی گہرائی کی بات کہتا ہے اور عالم ربانی اس کے اوپر کی (سطحی) بات کہتا ہے پس بے شک عارف کا علم اللہ تعالیٰ کا بھیہد ہے کہ اس کو کوئی دوسرا نہیں جانتا جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اور وہ نہیں پاتے اس کے علم سے مگر جتنا وہ چاہے“ (یعنی) انبیاء اور اولیاء میں سے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”وہ بے شک وہ (اللہ) بھیہد کو جانتا ہے اور اسے جو اس سے بھی زیادہ پھیلے اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں سب لچھ نام اسی کے ہیں“

الفصل التاسع عشر

فِي بَيَانِ الْوَجْدِ وَصِفَاتِهِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "تَفْشَعُ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ يَلْبِثُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ زُرًّا" وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَقَمْنِ شَرْحَ اللَّهِ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نَوْرٍ مِنْ رَبِّهِ قَوْلٌ لِلنَّاسِ يَفْهَمُونَ ذِكْرَ اللَّهِ زُرًّا" وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لَا وَجْدَ لَهُ لَا دِينَ لَهُ".

قَالَ الْجَنَّةُ سَيِّدُ حُجَّةِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ "الْوَجْدُ مُصَادَقَةُ الْبَاطِنِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى يُؤَدِّثُ سُرُورًا وَخُرَافًا الْوَجْدُ عَلَى نَوْعَيْنِ الْوَجْدُ الْجِسْمَانِيَّةُ وَالنَّفْسَانِيَّةُ وَالْوَجْدُ الرُّوحَانِيَّةُ الرَّحْمِيَّةُ وَالْوَجْدُ النَّفْسَانِيَّةُ تَتَوَجَّدُ بِقُوَّةِ الْجِسْمِ بِغَيْرِ قُوَّةِ الْجَذْبَةِ الْعَالِيَةِ الرَّحْمَانِيَّةِ مِثْلُ الرِّبَا وَالشَّهْوَةِ وَالشَّهْرَةِ وَهَذَا الْقِسْمُ كُلُّهُ بَاطِلٌ لِأَنَّهُ اخْتِيَارٌ عَنْ مَخْلُوبٍ وَمَسْلُوبٍ فَلَا تَجُوزُ الْمُرَافَعَةُ بِمِثْلِ هَذَا الْوَجْدِ وَمَا الْوَجْدُ الرَّحْمَانِيَّةُ بِقُوَّةِ الْجَذْبِ بَلْ بِمِثْلِ فِرَاعَةِ الْقُرْآنِ بِصَوْنِ حَسَنِ أَوْ شِعْرِ مُؤَدِّينَ أَوْ ذِكْرِ مُؤَثِّرِينَ كَدَيْبِغِي الْجِسْمِ قُوَّةً وَلَا اخْتِيَارًا وَهَذَا الْوَجْدُ رُوحَانِيَّةٌ وَكَمَانِيَّةٌ فَتَسْتَحِبُّ مُوَافَقَتَهُ وَالْبَهَّ إِشَارَةٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى "فَبَشِّرْ عِبَادِيَ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ" زُرًّا وَكَذَلِكَ أَصَوْتُ الْعَشَّانِ وَالطَّهْوَرِ وَالْحَائِ الْاَغَانِ فِي كُلِّ ذَلِكَ قُوَّةُ الرُّوحِ لَا مَدْخَلُ لِلنَّفْسِ وَالشَّهْوَةِ فِي مِثْلِ هَذَا الْوَجْدِ لِأَنَّهُ الشَّهْوَتَانِ يَمْتَصِرَتَانِ فِي الْقُلُوبِ كَمَا يَنْصَرِفُ فِي النَّفْسَانِيَّةِ وَلَا يَصْرَفُ فِي النَّفْسَانِيَّةِ وَالرُّوحَانِيَّةِ لِأَنَّهُ لَا يَدْرُبُ فِيهَا كَمَا يَدْرُبُ الْمَلْعُ فِي الْمَاءِ وَكَذَلِكَ أَقْوَامٌ يَتَّبِعُونَ لِقَاءَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

انیسویں فصل (وجد اور اس کی صفات کے بیان میں)

ارشاد الہی ہے ”دوہرے بیان والکھائے ان کے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہیں بوائے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں در دل نرم پڑتے ہیں یا دُخدا (کی رغبت) میں“ ارشاد الہی ہے وہ لوگ یا وہ جس کا سینہ اللہ کے اسلام کیلئے کھل دیا ہے تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے اس جیسا ہو جائے گا جو سنگدل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یا دُخدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”جس کو وجد نصیب نہیں اس کو دین بھی حاصل نہیں“ حضرت حفید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”وجد اللہ کی جانب سے باطن میں جگہ پاتا ہے تو خوشی یا غم کا اثر رونما ہوتا ہے“ پس وجد دو اقسام میں ہے (ایک وجد جلی نَفْسانی اور دوسرا وجد روحانی رحمی) پس وجد نفسانی غالب جلدیہ روحانی کی قوت کے لیے جہانی قوت سے پیدا ہوتا ہے جیسے دکھانے کیلئے سُننے کیلئے اور شہرت کیلئے اور اس قسم کا وجد بالکل باطل ہے اسلئے کہ اس کا اختیار غلوب یا سلب نہیں ہوتا اور اس قسم کے وجد کی موافقت جائز نہیں ہے۔ اور لیکن وجد روحانی قوت جذبی سے ہے جیسے قرآن کو فوٹل اُٹھانے سے پڑھنے پڑھانے یا موزوں شعر یا موزوں ذکر سے پیدا ہوتا ہے کہ (میں) جہانی طور پر نہ کوئی قوت باقی رہتی ہے نہ کوئی اختیار۔ اور یہ وجد روحانی و روحانی ہے پس اسکی موافقت مستحب (پسندیدہ) ہے اور اس ارشاد الہی میں اسی طرف اشارہ ہے کہ وہ خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کائنات کا کہ بات سنیں پھر اسکی بہتری پر چلیں۔“

اور اسی طرح عاشقوں اور پیہندوں کی (سُری) آواز بھول کی موسیقی ہے کہ ان سب میں ایک روحانی قوت ہے اور نفس و شیطان کا اس وجد میں کوئی دخل ہی نہیں اسلئے کہ شیطان نفسانی ظلمات میں تصرف کرتا ہے اور نورانیت اور روحانیت میں اس کو تصرف حاصل نہیں اسلئے کہ وہ اس میں ایسا گھل جاتا ہے جیسا کہ پانی میں نمک گھل جاتا ہے اور جیسا کہ حدیث میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے) یوں

قَالَ «قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَاسْتِعَارَةُ الْحِكْمَةِ وَالْمَحَبَّةُ وَالْعِشْقُ وَالْأَصَوَاتُ الْجَدِيمَةُ قُوَّةٌ تُزِيلُ رَانِيَةَ الْفُرُجِ» فَالْوَجْدَانُ يَهْضِلُ التَّوَرَّادَ إِلَى التَّوَرِّ وَهُوَ الرُّوحُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ» ^١ أَمَّا إِذَا كَانَ الْوَجْدُ نَفْسَانِيًّا وَشَبَعَانِيًّا لَا يَكُونُ فِيهِ تَوَكُّلٌ يَكُونُ ظُهُمَانِيًّا وَكَهْرًا أَوْ ظُلْمَةً يَهْضِلُ إِلَى الظُّلُمَاتِي وَهُوَ النَّفْسُ تَبْقَى بِجِسْمِهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «الْمُحْسِنَاتُ لِلْمُحْسِنِينَ» ^٢ وَلَيْسَ فِيهَا لِلرُّوحِ قُوَّةٌ تُفَرِّكَ الْوَجْدَ لَوْ كَانَ اخْتِيَارِيَّةً وَاصْطَوَارِيَّةً هَذَا لِاخْتِيَارِيَّةِ حَرَكَةِ الْإِنْسَانِ الصَّيِّحِ لَيْسَ فِي جَسَدِهِ أَمٌّ وَلَا مَرَضٌ وَلَا سُقْمٌ هَذِهِ الْحَرَكَةُ غَيْرُ مَشْرُوعَةٍ كَمَا مَرَدُّ الْإِنْطِرَارِيَّةِ هِيَ الْحَرَكَةُ الَّتِي تَحْصُلُ بِسَبَبِ اخْتِمَالِ قُوَّةِ الرُّوحِ فَتَقْدِرُ النَّفْسُ عَلَى مَعْمَلِهَا لِأَنَّ هَذِهِ الْحَرَكَاتُ غَالِبَةٌ عَلَى الْحَرَكَاتِ الْجَسْمَانِيَّةِ مِثْلُ حَرَكَةِ الْحُمَى لِأَنَّ إِذَا غَلَبَتِ الْحُمَى عَلَى أَحَدٍ عَجَزَتْ نَفْسُهُ عَنْ مَعْمَلِهَا فَلَا اخْتِيَارَ لِلنَّفْسِ جِسْمِيَّةً فَالْوَجْدُ إِذَا غَلَبَتْ عَلَيْهِ الْحَرَكَاتُ الرُّوحَانِيَّةُ يَكُونُ حَقِيقِيًّا وَالْوَجْدُ وَالتَّوَسُّعُ الْحَرَكَةُ كَمَا فِي قُلُوبِ الْأَوْشَاقِ وَالْعَارِفِينَ وَطَعَامُ الْمُحِبِّينَ وَمَقْوَى الْعَالَمِينَ وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنْ سَمَاعَ الصَّوْتِ الْحَسَنِ الْمَشْرِوعِ لِقَوْمٍ قَرَضُوا لِقَوْمٍ سُنَّةَهُ وَلِقَوْمٍ بَدَعَهُ الْفَرَضُ لِلْقَوْمِ وَالسُّنَّةُ لِلْمُحِبِّينَ وَالْبَدْعَةُ لِلْعَارِفِينَ» وَلِذَلِكَ كَانَتْ الْقُبُورُ تَنْفَعُ عَلَى رَأْسِ دَاوُدَ عَلَى سَبَبِهَا وَعَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّجْدِ لِاسْتِمَاعِ صَوْتِهِ وَحَرَكَةِ الْوَجْدِ عَلَى عَشْرِ أَوْجِهٍ بَعْضُهَا بَعْضًا يَهْطِلُ أَشْرَافُهَا وَالْحَرَكَاتُ وَبَعْضُهَا خَفِيَ لَا يَهْطِلُ أَشْرَافُهَا فِي الْجَسَدِ كَهَيْلِ الْقَلْبِ الَّذِي ذَكَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَفَرَّادَةُ الْقُرْآنِ بِالْقُرْآنِ الْحَسَنِ وَمِنْهَا الْبَحَاءُ وَالنَّائِمُ وَالْخَوْفُ وَالْحُزْنُ وَالنَّاسُفُ وَالْخَبَرَةُ عَزَّ ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى وَالتَّجَرُّدُ وَالنُّصْرَةُ وَالتَّعَبُّرُ فِي الْبَاطِنِ الظَّاهِرِ وَمِنْهَا الْعَلَبُ وَالشُّوقُ وَالْمَحَارَاةُ وَالْعَرَفُ.

فرمایا کہ ”قراں کا پڑھنا اور حکمت محبت اور عشق کے اشعار اور جذباتی آوازیں روح کے لئے نورانی قوت ہیں۔“ پس وجہ کی کیفیت یہ ہے کہ (ایک) نور (دوسرے) نور سے جا ملتا ہے اور وہ ہے روح۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لئے ہیں“ مگر وجہ نفسانی اور شیطانی ہوتا ہے تو اسی میں نور نہیں ہوتا بلکہ وہ کفر و ظلمت بھرا ہوتا ہے۔ اور ظلمت ظلمت سے جا ملتا ہے اور وہی نفس ہے کہ اس کو اپنی ہی جنس سے تقویت پہنچتی ہے چنانچہ ارشاد الہی ہے کہ ”گنہری عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں“ جس میں روح کے لئے کوئی قوت نہیں ہے۔ پس وجہ کی حرکات دو قسم ہیں (ایک) اختیاری اور (دوسری) اضطراری۔ اختیاری تو صحیح (مندرست) انسان کی حرکت کی طرح ہے کہ اس کے بدن میں نہ دکھ ہے نہ بیماری ہے نہ بنگالہ ہے تو یہ حرکت غیہ شرعی ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور اضطراری وہ حرکت ہے جو دوسرے سبب جیسے روحانی قوت سے حاصل ہوتی ہے۔ پس نفس میں اس کو پیدا کرنے کی قدرت نہیں اس لئے کہ یہ حرکات جہانی حرکتوں پر غالب ہیں جیسے بخار کی حرکت کہ جب کسی پر بخار غالب ہو تو اس کا نفس اس کو برداشت کرنے سے عاجز ہوتا ہے پس نفس کو اس وقت کوئی اختیار حاصل نہیں رہتا پس وجہ جبکہ اس پر روحانی حرکات غالب آجائیں حقیقی ہوتا ہے۔ اور وجد و سماع عاشقوں اور عارفوں کے دلوں میں تحریک پیدا کرنے کا ذریعہ اور محبت کرنے والوں کیلئے غذائے او طالبوں کیلئے قوت بخشنے والے ہوتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ شرع کے موافق خوش آواز سماع بیشک ایک قوم کیلئے سنت اور ایک قوم کیلئے بدعت ہے (یعنی) خاصانِ خدا کیلئے فرض، اہل محبت کیلئے سنت اور غافلوں کیلئے بدعت ہے اور اسی لئے پندے حضرت داؤد علیہ السلام پر (بیٹھ) جلتے تھے تاکہ آپ کی آواز کو سنیں۔ حالت وجد کی دس وجوہات ہیں جن میں سے بعض جلی (ظاہر) ہیں جن کا اثر حرکات میں ظاہر ہوتا، اور ان میں سے بعض خفی (پوشیدہ) ہیں جن کا اثر بدن میں ظاہر نہیں ہوتا جیسے اللہ کے ذکر کی طرف دلی توجہ اور خوش آواز سے قرآن پڑھنا اور ان ہی وجوہات میں سے ہیں مدنا، دکھ کا اظہار کرنا، اور خوف و غم کرنا اور انسوس کرنا اور حیرت کرنا جبکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو نیز تجرد (تہائی) نصرت اور ظاہر و باطن میں تغیر چھٹا اور ان ہی وجوہات میں سے ہیں طلبِ شوق، گرمی اور پسینہ کا پیدا ہونا۔

الفصل العشري

في بيان الخلوة والعزلة

وهي على وجهين ظاهر وباطن فالخلوة الظاهرة عزل نفسه وحبس بدنه عن الناس كبلادو ذى الناس بأحد في الدميعة ويترك النفس مع ما لوفاها وبحبس حواسها الظاهرة لفتح الحواس الباطنية بنبيه الإخلاص والموت بالإرادة ودخول العبر ويكون نيته في ذلك رضا الله تعالى ورفع شر نفسه عن المسلمين كما قال النبي صلى الله عليه وسلم "المسلم من سلم المسلمون من يده ولسانه وكف لسانه عما لا يحبه" وكما قال النبي صلى الله عليه وسلم "سلامة الإنسان من قس اللسان وكف عن نفسه عن الحياتة والتظلم إلى الحرام وكذا كفت أذنيه ويديه ورجليه" وكما قال النبي صلى الله عليه وسلم "العينان من زنايان" وحصل من كل زنا من هذه الأعماء شخص قبيح في الصورة الخبيثة يقوم معه يوم القيامة ويشهد عليه عند الله تعالى ويأخذ صاحبه يعذب به في النار فإذا تاب وحبس نفسه تبدل الصورة الخبيثة إلى صورة امرئ مليم ويأخذ صاحبه إلى الجنة كما قال الله تعالى "وحي النفس عن الهوى فإن الجنة هي المأوى" فكانت الخلوة حصنة من المعاصي فينبغي أن يعمل صالحا ويكون محسنا كما قال الله تعالى "إن رحم الله قريب من المحسنين" امرئ ^{٥٤} ورحما قال الله تعالى "فمن كان برجو الفاء ربه فليعمل عملا صالحا كهف" وأما خلوة الباطن أن لا يدخل في قلبه من التفكرات التوسات والشهوات

بیسویں فصل (خلوت اور گوشہ نشینی کے بیان میں)

اور وہ دو صورتوں پر ہے ظاہر اور باطن۔ پس ظاہری خلوت اپنے نفس کی گوشہ نشینی ہے اور وہ لوگوں سے اپنے جسم کا میل جول بند رکھنا ہے تاکہ وہ اپنے بُرے سلوک سے لوگوں کو نہ متا سکے اور نفس کی پسندیدہ باتوں (خواہشات) کو ترک کر دے اور ظاہری حواس پر پابندی عائد کر دے تاکہ اخلاص نیت، موتِ ارادی اور قبر میں داخل ہونے کے خیال سے باطنی حواس کھل جائیں اور اس سلسلہ میں اس کی نیت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اور مسلمانوں سے نفس کی بُرائی کو دور کرنا مقصود ہے۔ چنانچہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”مسلمان وہی ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور وہ اپنی زبان کو لایعنی (فضول) باتوں سے روکے“ اور جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”انسان کی سلامتی کا تعلق زبان کی طرف سے ہے اور اپنی دونوں آنکھوں کو حیات سے اور حرام کی جانب نظر کرنے سے باز رکھنے نیز اسی طرح اپنے دونوں کانوں، ہاتھوں اور پاؤں کو بھی (حرام سے) روک رکھے“ جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں“ اور ان اعضاء کے زنا کا انجام ایک بد صورت جھشی (سیاہ صورت والا) انسان وہ میری شخصیت بنتی ہے بوقیامت کے دن اس (زانی) کے ساتھ کھڑا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے پاس اس پر گواہی دے گا اور (زنا) والے کو پکڑے گا پھر اس کو آگ کے عذاب میں ڈالا جائے گا پس جب توبہ کرے اور اپنے نفس کو تالیو میں رکھے تو اسکی بد صورت، ایک بے ڈال بھی مونچھیں نیکن چہرہ والے لڑکے کی صورت میں تبدیل ہو جائے گا اور اسکو پکڑ کر جنت کی طرف لے جایا جائے گا جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے ترک جنت ہی ٹھکانہ ہے“ پس خلوت گناہوں سے بچانے والا قلعہ ہے پس اسکو چاہیے کہ نیک کام کرے اور وہ نیک خصلت ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”بے ترک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے“ اور ارشادِ الہی ہے ”جو اپنے رب سے ملے گی امید ہوئے چاہے کونیک کام کرے، اور اللہ باطنی خلوت کے لیے قلب میں نفاذ فرماتا ہے اور اگر نہ ہو۔“

مِثْلَ مَحَبَّةِ الْمَأْكُولَاتِ وَالْمَكْسُورَاتِ وَالْمَشْرُوبَاتِ وَمِثْلَ مَحَبَّةِ الْأَهْلِ
وَالْعِيَالِ وَمِثْلَ مَحَبَّةِ الْخِيَرَاتِ وَالْبَنَاتِ وَالشَّعْبَةِ وَالشُّهْرَةِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الشُّهْرَةُ أُمُّهُ وَكُلُّ مَا يَنْسَلُ مِنْهَا الْخُمُولُ رَاسُهُ وَكُلُّ مَا
يَنْبُو قَاهَا لَا يَدْخُلُ فِي قَلْبِهِ بِالْخِيَارِ مِثْلُ الْحَبِيرِ وَالْعُجْبِ وَالْبُخْلِ وَغَيْرِ ذَلِكَ
مِنْ الذَّمَامِ فَإِذَا دَخَلَ فِي قَلْبِ الْخَلْقِ مِنْ هَذِهِ الذَّمَامِ تَرْتَدُّ قُلُوبُهُمْ وَكُلُّهُ
وَفَسَدَ مَا فِي قَلْبِهِ مِنْ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ وَالْإِحْسَانِ فَيَقْبِي الْقَلْبَ بِلَا مُنْفَعَةٍ كَمَا
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْمُفْسِدِينَ يَرْسُ «فَكُلُّ مَنْ كَانَ فِيهِ مِنْ هَذِهِ
الْمُفْسِدَاتِ فَهُوَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ وَإِنْ كَانَ فِيهَا هِيَ الصُّورَةُ مِنَ الصَّالِحِينَ كَمَا قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ السَّارَةُ الْحَطَبَ» وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْجِبَّةُ أَشَدُّ مِنَ الزَّيْنِ» وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْفِتْنَةُ نَاعِمَةٌ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ
أَفْطَمَهَا» وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْبُخْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَوْ كَانَ عَبْدًا أَوْ زَعِيدًا» وَقَالَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الرِّيَاءُ شُرْكٌ وَتَرْكُهُ مَكْرَةٌ» وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الْغَنَامُ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ» وَغَيْرُ ذَلِكَ مِنَ الْأَحَادِيثِ فِي الْأَخْلَاقِ وَالذِّمَمَةِ فَهَذَا الْأَقْلَامُ
قَالَ الْمَقْصُودُ مِنَ التَّصَوُّفَاتِ تَصْفِيَةُ الْقَلْبِ لِمَا وَقَعَ الْأَهْوَاءُ النَّفْسَانِيَّةُ عَنْ
أَصْلِهَا الْخَلْقِ وَالزَّهَادَةِ وَالصَّمْتِ وَمِلَّةِ نَمَةِ الذِّكْرِ بِالْإِرَادَةِ وَالْمَحَبَّةِ وَالْإِخْلَاصِ
وَالتَّوْبَةِ وَالْإِعْتِمَادِ الصَّحِيحِ السَّيِّئِ تَبَعًا عَلَى أَثَرِ السَّلَفِ مِنَ الصَّالِحِينَ وَالصَّحَابَةِ
وَالتَّالِعِينَ وَالْعُلَمَاءِ الْعَامِلِينَ وَمِنْ الْمَشَائِخِ الصَّالِحِينَ فَإِذَا اجْتَلَسَ الْمُؤْمِنُ
الْمُؤْتَمِدُّ فِي الْخَلْقَةِ بِالتَّوْبَةِ وَاللُّغْطَانِ وَمَعَ هَذِهِ الشَّرَاطِطِ الْمَذْكُورَةِ خَلَصَ اللَّهُ
عَمَلَهُ وَفُتِّرَ قَلْبَهُ وَلَبِنَ جِلْدَهُ وَطَهَّرَ لِسَانَهُ وَجَمَعَ حَوَاسَهُ مِنَ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ

مثلاً کھانے، کمانے، پینے کی چیزوں سے محبت اور جیسے بیوی بچوں سے محبت اور جیسے جانوروں سے محبت (اور دکھانے سنانے اور شہرت حاصل کرنے کی باتیں۔ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”شہر اور شہرت حاصل کرنے کی ہر شے ایک آفت ہے اور گناہی اور اس سے ہم آہنگ ہر بات راحت ہے اور غرور، گھبراہٹ، کج سوس، وغیرہ جی برائیوں اس کے قلب میں اپنے اختیار سے آئے نہ پائیں۔ پس جب ان برائیوں میں سے کوئی ایک کسی خلوت والے شخص کے قلب میں داخل ہو تو اس کی خلوت اس کا دل اور اس کے دل میں موجود نیک اعمال اور بھلائی سب رائیگاں ہو گئے۔ پس قلب کوئی فائدہ حاصل کئے بغیر باقی رہا جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”بے شک اللہ فاسد کلم کو نہیں منواتا“۔ پس ہر وہ بات جو اس (دل) میں ان مفسدات میں سے موجود ہو وہی مفسدات میں سے ہے اگرچہ وہ ظاہری صورت میں نیک لوگوں کی طرح نظر آئے جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”حدیث کیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح کہ آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے“۔ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ”فتنہ سونے والی (بلا) ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے جس نے اس (رسولے فتنے) کو جھگایا۔“ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”خیل جنت میں داخل نہ ہو گا اگرچہ کہ وہ عابد یا زاہد بھی ہو“، اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”ریا (دکھاوا) شرک ہے اور اس کا ترک کر دینا کفارہ ہے“ اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”خیل نور جنت میں داخل نہ ہو گا“، اور اسی طرح کی دیگر حلیوت بُری عادتوں کے بارے میں ہیں پس یہ احتیاط (کا مقام) ہے پس نقیص سے مقصود یہی ہے کہ بُرے قلب کی صفائی ہو اور احتلاق سے حاف کیا جائے اور نیک اخلاق، ریاضت، خاموشی، ارادۃ دائمی ذکر پر پابندی، محبت و اخلاص، توبہ و رجوع و رزش، اعتقاد کے ذریعہ نفسانی خواہشات کا بڑے بڑے قلع قمع کر دیا جائے جو کہ صالحین، صحابہ، تابعین اور باعمل علماء اور برگزیدہ مشائخ جیسے اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلنے سے نصیب ہو گئے ہیں ایک توحید کا متوالا موئن توبہ و تلقین اور بیان کردہ شرائط کے ساتھ جب خلوت نشینی اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے عمل کو خالص کر دیتا ہے اور اسکے دل کو روشن کر دیتا ہے اور اس کی جگر کو لاکھ گرم کر دیتا ہے اور اس کی زبان کو پاک کر دیتا ہے اور اسکے ظاہر و باطن کو اساتھ جمع فرما دیتا ہے۔

وَرَفَعَ عَمَلَهُ الْحَضَرَةَ وَرَمَعَ دُعَاةَ كَمَا يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ أَيْ قَبِلَ اللَّهُ
دُعَاةَ وَشَأْنَهُ وَتَصَرُّعَهُ وَأَنَالَ عَوَضَهُ وَنَوَيْتَهُ إِلَى الْجَنَّةِ مِنَ الْفَرْجَةِ وَالذَّرَجَةِ
كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ" فَأَمَّا
وَالْمُرَادُ مِنَ الْحِكْمِ الطَّيِّبِ أَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ مِنَ اللَّغْوِ بَابٍ بَعْدَ كَوْنِهِ إِلَهًا لِذِكْرِ
اللَّهِ تَعَالَى وَتَوْحِيدِهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَدَقَتِهِمْ
حَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ" وَهُنَّ "فَرَفَعَ الْعَمَلَ وَالْعِلْمُ
وَالْعَامِلُ إِلَى حِمِّهِ وَفَرْجَتِهِ وَدَرَجَاتِهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّضْوَانِ وَلَاذِ احْتِصَالِ
لِلْعُلُوقِ فِي هَذِهِ الْمَعْنَاهَا كَانَ قَلْبُهُ كَالْبَحْرِ لَا يَتَغَيَّرُ بِأَيِّ الْتَائِسِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُنْ بَحْرًا لَا يَنْغَيَّرُ بِمَوْتِ الْبَرِّيَّاتِ النَّفْسَانِيَّةِ كَمَا
غُرِقَ فِرْعَوْنُ وَالْهَيْبَةُ مَا يَنْتَحِقُونَ فِي الْبَحْرِ وَلَمْ يَفْسِدِ الْبَحْرُ ثُمَّ تَكُونُ
سَيْفِيَّةُ الشَّرِيعَةِ سَلِيمَةً بَجَارِيَةِ عَلَيْهِ وَتَكُونُ الشَّرِيعَةُ الْفُتُوحُ الْعَوَاصِ
إِلَى الْقَصْرِ فَتُصَلُّ إِلَى دُرَّةِ الْحَقِيقَةِ وَتُخْرِجُ مِنْهَا اللُّؤْلُؤَ الْمُرْجَانِ لِأَنَّ
هَذَا الْبَحْرَ حَصَلَ لِمَنْ جَمَعَ بَحْرَ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ فَلَمْ يُمْكِنْ بَعْدَهُ الْفَسَادُ
فِي الْقَلْبِ وَتَكُونُ تَوْبَتُهُ نَاصِحَةً لَهُ وَعَمَلُهُ نَافِعًا لَهُ وَلَا يَمِيلُ إِلَى
الْمُنَاقَبَةِ قَصْدًا وَهِيَ كَوْنُ السُّهُورِ وَاللَّيْلِ
مَعْقُورًا عَنْهُ بِالِاسْتِغْفَارِ وَالسَّادِمِ
إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى



اور اس کے عمل کو اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرماتا ہے۔ اور اس کی دعا کو مستجاب ہے جیسا کہ کہتا ہے۔
 ”اللہ اس کو سن لیا جو بھی حمد بیان کی گئی“۔ یعنی اللہ نے اس کی پکار اس کی ثنا اور اس کے گڑ گڑانے
 کو قبول فرمایا اور اس کے بدلے اپنے بندے کو قریب خاص اور رب بلند سے نوازا۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے
 ”اسی کی طرف نظر رکھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے“ اور کلم العلیب (پاکیزہ کلمات)
 سے مراد اپنی زبان کو لغو باتوں سے محفوظ رکھنا ہے جبکہ زبان اللہ کے ذکر اور اس کی توحید کا آلہ بن جائے۔
 جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”بے شک ایمان والے مراد کو پہنچے جو اپنی نازیں گڑ گڑاتے ہیں اور جو کسی یہودہ بات کی
 طرف التفات نہیں کرتے“ پس علم و عمل قبول کئے جاتے ہیں اور عامل کو مغفرت اور خوشنودی کے ذریعہ
 اس (اللہ) کی رحمت، قریب خاص اور درجات عطا کئے جاتے ہیں۔ اور جب خلوت نشین کو یہ رُتبے
 حاصل ہو جائیں تو اس کا قلب سمندر کی طرح ہوجاتا ہے۔ جو لوگوں کے ایذا پہنچانے سے تغیر پذیر ہی
 نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ”ایسا سمندر ہو جائے جس میں تغیر نہ آئے“
 پس نفسانی زمینیں فنا ہو جاتی ہیں جیسا کہ فرعون اور اس کی اولاد سمندر میں ڈوب گئی جس کے کہ
 وہ مستحق تھے اور سمندر کا کچھ نہیں بگڑا۔ پھر شریعت کا جہاز اس میں سلامتی کے ساتھ رواں
 ہوتا ہے اور روح قدسی اس (سمندر) کی تہ تک غوطہ کھاتے ہوئے وہ حقیقت کے گوہر تک
 جا پہنچتا ہے اور اس سے موتی اور موتی کے نکال لاتا ہے اور اس لئے کہ یہ سمندر اُسی نے پایا جس
 نے ظاہری و باطنی سمندروں کو جمع کیا پھر اس کے بعد قلب میں کوئی فساد ممکن نہیں اور اس کی
 توبہ اس کے لئے خاص ہو جاتی ہے اور اس کا عمل اس کے لئے نفع بخش ہو جاتا ہے اور ممنوعات
 (شریعت کی خلاف ورزیاں) کی طرف وہ عمداً راغب نہیں ہوتا اور اگر اللہ چاہے تو استغفار
 اور تلامت کے ذریعہ اس کی بھول چوک معاف ہو جاتی ہے۔

الفصل الحادي والعشرون

في أوثراد المخلوة

يَتَّبَعِي الْخُلُوفَ أَنْ يَحْتَمِيَ بِالْخُلُوفِ بِالصَّوْمِ إِنْ اسْتَطَاعَ وَيُصَلِّي الصَّلَاةَ الْخَمْسَ بِالْجَمَاعَةِ فِي
 الْمَسْجِدِ بِأَوْفَاتِهَا مَعَ سَنَتِهَا وَشَرَّاطِهَا وَأَمَرَ كَاهِنًا عَلَى النَّعْدِلِ وَيُصَلِّي اثْنَيْ عَشْرَةَ
 رُكْعَةً بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ وَثَلَاثَةَ بَيْتِهِ الْمَجِيدِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمِنَ اللَّيْلِ
 فَاتَّخِذْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ" وَكَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ
 عَنِ الْمَضَاجِعِ يَحْدُثُونَ" وَيُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ بَيْتِهِ الْأَشْرَ إِنْ بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ
 وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَهُ بَيْتِهِ الْإِسْتِعَادَةِ بِالْمَقُودَيْنِ وَرُكْعَتَيْنِ بَيْتِهِ الْإِسْتِخَارَةِ
 يَقْرَأُ فِي كُلِّ رُكْعَتَيْنِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مَرَّةً وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ مَرَّةً وَسُورَةَ
 الْإِحْلَامِ سَبْعًا وَسِتِّ رُكْعَاتٍ بَعْدَهَا بَيْتَهُ الْعُصَى وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا بَيْتَهُ كَفَّارَةِ
 الذَّنْبِ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَإِذَا صَلَّيْتَ ذَلِكَ
 كَقَرْدِ نَوْبِ الذَّنْبِ وَتَجَامُنِ عَذَابِ الْغُيُورِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ "إِسْتَفْزِ هُوَامَ الْبُورِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْغُيُورِ مِنْهُ" وَيُصَلِّي أَرْبَعَ رُكْعَاتٍ
 بَيْتِهِ صَلَاةَ التَّسْبِيحِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةَ مَعَهَا وَ
 يَقُولُ بَعْدَ الْفَرَاةِ فِي الْقِيَامِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللهُ
 أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ يُكَبِّرُ قَدِيرًا وَيَقُولُ فِي رُكْعَتَيْهِ سُبْحَانَ
 اللَّهِ (الح) عَشْرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ
 يَقُولُ عَشْرَ مَرَّاتٍ أَيْضًا

اکیسویں فصل

(خلوت کے اوراد کے بیان میں)

خلوت نشین کے شایان ہے کہ اگر سکتا ہو تو خلوت (نہائی) کو روزہ سے آراستہ کرے اور پانچوں نمازیں بہ پابندی وقت مسجد میں یا جماعت، ان کے سنتوں کے ساتھ اور ان کے شرائط اور ارکان کے ساتھ اعتدال سے ادا کرے اور نصف دہائی رات کے بعد بارہ رکعتیں نماز تہجد کی نیت سے پڑھے جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”اور رات کے کچھ حصے میں تہجد کر دینا خاص تمہارے لئے زیادہ ہے“ اور جیسا کہ ارشادِ الہی ہے ”ان کی کر دینا“ خواب گاہوں سے جدا ہوتی ہیں“ اور آفتاب طلوع ہونے کے بعد اشراق کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد استعاذہ کی نیت سے دو تین (سورہ فلق و ناس) کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے اسکے بعد استغفار کی نیت سے دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں ایک بار سورۃ فاتحہ ایک بار اَللّٰہُ اور سات بار سورۃ اخلاص پڑھے اور اس کے بعد چاشت کی نیت سے چھ رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد کفارہ گناہ کی نیت سے دو رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سات بار سورۃ کوثر پڑھے پس جب یہ سب پڑھ لیا تو انشاء اللہ گناہ کے گناہوں کا کفارہ ہوا اور قبر کے عذاب سے نجات پایا۔ جیسا کہ فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ”پیشاب سے اپنے کو پاک رکھو کہ عام لوگوں کو اسی سے عذابِ قبر ہوتا ہے“ اور صلوة التسبیح کی نیت سے چار رکعت نماز پڑھے اس طرح کہ ہر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورہ ہو اور قرأت کے بعد قیام میں ”سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ“ پندرہ بار کہے پھر تنکبیر کہے اور رکوع کرے اور رکوع میں سبحان اللہ سے آخر تک (وہی تسبیح) دس بار کہے۔ پھر تنکبیر کہے اور اپنا سر اٹھائے۔ پھر دس بار وہی (تسبیح) کہے۔

ثُمَّ لَيَسْجُدُ وَيَقُولُ فِي السَّجْدَةِ الْأُولَى اَهْتَاعَ عَشْرَ مَرَّاتٍ ثَمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ
وَيَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَهْتَاعَ وَبَسَجَدُ ثَانِيًا وَيَقُولُ فِي السَّجْدَةِ
الثَّانِيَةِ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَهْتَاعَ يَقُولُ اَهْتَاعَ عَشْرَ مَرَّاتٍ بَعْدَ السَّجْدَتَيْنِ يَقُومُ وَيَقُولُ فِي
رُكْعَةِ الثَّانِيَةِ بَعْدَ الْقِرَاءَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً هَكَذَا يَقْعَلُ فِي
الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَالثَّلَاثَةِ وَالرَّابِعَةِ وَيُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ بِهَيْئَةِ
صَلَاةِ السَّبْحِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِنْ اسْتَطَاعَ وَلَا أَفْقَى كُلِّ جُمُعَةٍ
مَرَّةً وَلَا أَفْقَى كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً وَلَا أَفْقَى كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً وَلَا أَفْقَى عُمْرِهِ
مَرَّةً وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الْعَبَّاسِ صَلِّ اللَّهُ عَنْهُ "مَنْ مَلَكَ
هَذِهِ الصَّلَاةَ غَفَرَ اللَّهُ ذُنُوبَهُ كُلَّهَا وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا مِنْ عَدَدِ الرِّمَالِ
وَعَدَدِ نَجْمِ السَّمَاءِ وَعَدَدِ الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا وَتَبَنَّى لِبَطَالٍ أَنْ يَقْرَأَ دُعَاءَ
السَّبْحِ فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ وَيَقْرَأَ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِقْدَامَ
مِائَتَيْنِ آيَةٍ ثُمَّ يَكْتُبُ اللَّهُ تَعَالَى كَثِيرًا مِنْ أَجْرِهِ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ وَخَفِيَّةً
إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْخَفِيَّةِ وَمَقَامَ الْغَنِيِّ بِكُنُوفِ بَعْدَ حَبَابَةِ الْقَلْبِ وَطَلْعُهَا
بِلِسَانِ السِّرِّ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَادْكُرُوا كَمَا هَدَاكُمْ بِقَوْلِ اللَّهِ ثُمَّ فِي كُلِّ
يَوْمٍ اسْمُكَ وَالرَّبُّ يَعْرِفُ أَهْلَهُ وَيَقْرَأُ أَهْلُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ
وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَيَقُولُ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ
أَيْضًا فِي كُلِّ يَوْمٍ إِنْ اسْتَطَاعَ إِذَا دَا مَسَاءً مِنَ النَّوَائِلِ وَالسَّلَاةِ وَلَا يَصْنَعُ
أَجْرَهُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "إِنَّ اللَّهَ لَا يَضِيعُ
أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ - صوره ١١٥"

پھر سجدہ کرے اور اپنے پہلے سجدہ میں بھی دس بار وہی (تسبیح) کہے پھر سر اٹھائے اور دہن
 سجدوں کے درمیان بھی دس بار وہی (تسبیح) کہے اور دوسرا سجدہ کرے اور سجدہ ثانی میں بھی
 دس بار وہی (تسبیح) کہے پھر دونوں سجدوں کے بعد بھی دس بار وہی (تسبیح) کہے پھر کھڑا ہوا اور
 دوسری رکعت میں قرأت کے بعد پندرہ بار (وہی تسبیح) کہے اسی طرح دوسری تیسری اور چوتھی رکعت
 میں کرے اور یہ نماز یعنی صلوٰۃ التسبیح اگر ہو سکے تو ہر دن میں اور ہر رات میں پڑھے ورنہ ہر جمعہ میں
 ایک بار ورنہ ہر جمعہ میں ایک بار ورنہ ہر سال میں ایک بار ورنہ اپنی عمر میں ایک بار پڑھے اور حضور
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جو کوئی یہ نماز پڑھے
 اللہ اس کے جملہ گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ اگرچہ (اسکے گناہ) تعداد میں سنگین ہوں اور آسمان
 کے ستاروں اور سب اشیاء کا تعداد سے بھی زیادہ ہوں۔ اور طالب کو چاہیئے کہ روزانہ ایک بار
 یا دو بار دعائے سیغی پڑھے اور روزانہ قرآن میں سے تقریباً دو سو آیتیں پڑھے پھر اللہ تعالیٰ
 کا ذکر کثرت سے کرے اگر جہری ذکر کا اہل ہو تو جہری (آواز سے) ذکر کرے اور اگر ذکر خفی کا
 اہل ہو تو خفیہ (آہستہ) ذکر کرے اور ذکر خفی والوں کا مقام قلب کے زندہ ہونے کے بعد ہے
 اور اس (ذکر خفی) کا ادا کرنا سر (باطن) کی زبان کے ذریعہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے "و اور اللہ
 کو یاد کرو جیسا کہ تمہیں ہدایت دی ہے" پھر ہر روز کے لئے ایک نام ہے اور پروردگار ہی اسکے
 اہل کو جانتا ہے اور روزانہ سو مرتبہ قل ھو اللہ احد (سورہ اخلاص) پڑھے اور تنہو مرتبہ
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور "استغفر اللہ و اتوب الیہ"
 روزانہ اتنی ہی تسبیح مرتبہ پڑھے اگر ہو سکے تو نوافل اور تلاوت میں جو چاہے زیادہ کرے اور اللہ کے
 پاؤں اس کا آخر رائگاں نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد الہی ہے "یے شک اللہ تعالیٰ غصوں کا آئینہ بن جائے گا
 انہیں فرمائے گا۔" (درست۔ صلوٰۃ التسبیح سے متعلق مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵۰)

الفصل الثاني والعشرون

في بيان الواقعة في التور والسنة

قَالَ اِنْعَانُ مُعْتَبَرَةٌ فِي التَّوْرِ وَالسَّنَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ
الرُّوْبَا بِالْحَقِّ" ق ٢٤ "وَكَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَمْ يَبْقَ بَعْدَ النَّبُوَّةِ إِلَّا
الْمُبَشِّرَاتُ بِرُؤَاهَا الْمُؤْمِنُونَ اَوْ تَرَى لَهُمْ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "لَهُمْ النَّبِيُّ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ" يَرْسَلُ "وَالْمُرَادُ مِنَ الرَّؤْيَا الصَّالِحَةِ فِي قَوْلِ الْبَعْضِ كَمَا قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الرُّوْبَا الصَّالِحَةُ مُجَرَّدٌ وَفِيهِ سِتَّةٌ وَارْتَبَعُونَ جُزْءًا مِنْ
النَّبُوَّةِ" وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ قَدْ رَأَى فِي الْبَقْعَةِ
لَا أَنَّ الشَّيْطَانَ لَا يُمَثِّلُ بِي وَمَنْ تَبِعَنِي أَيْ تَابَعَنِي يَتَوَرَّعُ عَنِ الشَّرِّ لِعَمَلِهِ وَالطَّيِّبَةِ
وَالْمَعْرِفَةِ وَيَتَوَرَّعُ مِنَ الْهَيْفَةِ وَالْبُصِيرَةِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى
بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي يُرْسَلْ" قَدْ يُمَثِّلُ لَهُ الشَّيْطَانُ بِهَذِهِ الْأَوَانِ وَ
الْأَوَانِ اللَّطِيفَةُ كُلُّهَا.

قَالَ صَاحِبُ الْمَطْلُوعِ هَذَا الْبَسَ لِلْإِنْخِصَاصِ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَلْ لَا يُمَثِّلُ بِكُلِّ مَا هُوَ مَطْمَعُ الرَّحْمَةِ وَالطَّيِّبِ وَالْهَدَايَةِ كَجَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْكَهَنَةِ وَالشُّعْرَى وَالْفُرَّ وَالسَّحَابِ الْأَبْيَضِ وَالْمُصْحَفِ وَأَمْثَالِ ذَلِكَ
لَا أَنَّ الشَّيْطَانَ مَطْمَعُ الْمُهْمَرِ قَدْ يَطْمَعُ إِلَّا فِي صُورَةِ إِسْمِ الْمُحْضَلِ مَنْ كَانَ بِمَطْمَعِ
إِسْمِ الْهَادِي كَيْفَ يَطْمَعُ بِمَطْمَعِ رِيَّةِ الصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ لَا يَطْمَعُ بِصُورَةِ الصِّدْقِ لِمَا
بَيْنَهُمَا مِنَ التَّنَافُرِ وَالْبُعْدِ وَلِاسْمِ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "كَذَلِكَ

بائیسویں فصل

(نہیں اور اونگھ کے دوران ہونے والے واقعات کے بیان میں)

نیز اور اونگھ کے دوران ہونے والے واقعات معتبر ہوا کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”بے شک اللہ نے اپنے رسولؐ کے کچے خواب کو سچ کر دیا“ اور جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”نبوت کے بعد چند خوشخبروں کے سوا کچھ باقی نہیں رہے گا جنہیں کہ مومنین دیکھیں گے یا انہیں دکھائی جائیں گی“ جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”انکے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے“ اور بعض کا کہنا ہے کہ نیک خواب سے مراد جیسا کہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے نیک خواب نبوت کا جیسا لیکن حلقہ ہوتے ہیں اور فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”جس نے خواب میں میری زیارت کی تو بیشک اُس نے میلادی میں میری زیارت کی اسلئے کہ شیطان نہ تو میری مشابہت اختیار کر سکتا ہے اور نہ اُنکی جنموں نے شریعت، طریقت، معرفت کے عمل کے نور اور حقیقت و بصیرت کے نور کے ذریعہ میری فراتر داری کی یعنی مسلسل لگا تا میری پیروی کرتا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں وہ ان کی آنکھیں رکھتے ہیں“ پس شیطان ان سب رنگوں اور لطیف روشنیوں کے ساتھ حضورؐ کی مشابہت اختیار نہیں کر سکتا صاحب مظہر نے کہا ہے کہ یہ خصوصیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے نہیں ہے بلکہ (شیطان) ہر اس (شخصیت) کی مشابہت اختیار نہیں کر سکتا جو رحمت، لطف اور ہدایت کی مظہر ہو جیسے جملہ انبیاء اور اولیاء اور کعبہ، سورج، چاند، سفید بادل، صحیفہ قرآن اور ایسی ہی دیگر مثالیں۔ کیونکہ شیطان قہر کا مظہر ہے تو وہ صرف کسی گمراہ شخص ہی کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ پس جو ہدایت کی صفات کا مظہر ہو تو وہ اپنی ضد کی شکل میں کس طرح ظاہر ہو گا۔ پس بے شک ضد، ضد کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتی کیوں کہ ان دونوں کے درمیان نفرت اور دوری ہے اور حق و باطل میں تمیز کے لئے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اللہ تعالیٰ“

يَقْرَبُ اللَّهَ الْمَقْرَبُ وَالْبَاطِلُ ^{رُحْمًا} وَأَمَّا تَعَلُّهُ بِكَرُونِ فِي صُورَةِ التَّوْبَةِ وَدَعْوَى التَّوْبَةِ
يَجْمَعُ لِأَمَّا صِفَةِ اللَّهِ تَعَالَى لَجِدَلًا وَجَمَالًا وَالشَّهْطَانِ يَتَحَثُّ بِصِفَةِ الْجَدَلِ
لَا تَهْ مَطْلُهُ الْفَهْرُ فَظُهُورُ تَحَثُّ رُبُوبِيَّتِهِ وَدَعْوَاهُ مِنْ اسْمِ الْمُضِلِّ فَقَطْ
كَهْمًا وَلَا يَطْلُهُ فِي صُورَةِ اسْمِ الْجَامِعِ لِمَا فِيهِ مِنْ مَعْنَى الْهَدَايَةِ وَفِيهِ
كَلَامٌ كَثِيرٌ يَطُولُ شَرْحُهُ وَقَوْلُهُ تَعَالَى "عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي"
يُسَمَّى ^{بَصِيرَةً} أَشَارَةً إِلَى وَارِثِهِ السَّامِلِ الْمُرْشِدِ أَيْ الْإِشَارَةِ لِعَدَى لِمَنْ
لَهُ بَصِيرَةٌ بِالْمُنِيَّةِ مِثْلُ بَصِيرَتِي مِنْ وَجْهِهِ وَالْمُرَادُ مِنَ الْوَلَايَةِ الْكَمَلَةِ
كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ بِقَوْلِهِ "وَلَيْتَ مُرْشِدًا كَيْفَ ^{كَيْفَ}" إِيَّاهُ أَنْ الشَّرِّ وَيَأْتِي عَلَى نَوْعَيْنِ
أَفَاتِي أَوْ أَنْفُسِي وَسَعْلُ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى نَوْعَيْنِ فَلَا نَفْسِي أَمَّا زِيَادَةُ الْإِخْلَاقِ
الْحَمِيدَةِ أَوِ الدِّمِيمَةِ فَالْحَمِيدَةُ مِثْلُ مَرْوِيَةِ الْجَنَانِ وَالْمُؤْمَرِ وَالْقُصُورِ وَ
الْعِلْمَانِ وَالْقُصَرَاءِ النَّوْزَةِ فِي الْأَبْهَاسِ وَمِثْلُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالْقُصُورِ
وَمَا شَبَّهَ ذَلِكَ فِي الْجَمَلَةِ مِمَّا يَتَعَلَّقُ بِالْقُنْدِيلِ وَالرَّجَبِ وَالْمَسْجِدِ وَ
النُّورِ وَالسَّرَاحِ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِحَالِ الْقَلْبِ ثُمَّ إِيَّاهُ أَيْ السَّمَاءِ ذَاتِ
الْكَوَاكِبِ وَهُوَ أَيْضًا حَالُ قَلْبِهِ يَتَنَوَّرُ بِنُورِ الذِّكْرِ وَإِذَا رَأَى أَيْ الْقَمَرِ
وَهُوَ أَيْضًا حَالُ قَلْبِهِ وَيُعْبَرُ الْعَقْفَارُ عَدَمُهُ وَإِذَا رَأَى أَيْ الشَّمْسَ فَهُوَ
مُورِدُ الرُّوحِ وَإِذَا رَأَى أَيْ التَّرَهُّوتَ قَبَالَ عَيْنِهِ مِنْ لَيْبِ يَدَيْهِ وَمِنْهُ
الصَّفَا فَهُوَ كَوَكْبُ سِرِّهِ وَفِيهِ عَلَى هَذِهِ فَإِذَا سَرَى الدِّكْرُ إِلَى الْقَامِ
فَتَارَةً هَرَى أَنَّهُ مِمَّنْ فِي بَرِيَّةٍ وَتَارَةً يَطِيرُ فِي الْهَوَاءِ وَتَسْبُحُ فِي الْبَصَارِ
أَوْ يَدْخُلُ السَّارَ أَوْ يَدْخُلُ السَّارَ إِلَى اخْتِلَافِ الْعَتَاصِرِ أَمَّا

حق اور باطل کی یہی مثال ہے، ”البتہ (شیطان) رب تعالیٰ کی مشابہت اختیار کر سکتا ہے اور اس سے دعویٰ ربوبیت بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ (ربوبیت) اللہ تعالیٰ کی صفت حبلالی اور جمالی ہے اور شیطان جلال کی صفت کے ساتھ رب تعالیٰ کی مشابہت میں ظاہر ہو سکتا ہے اسلئے کہ وہ قہر کا مظہر ہے پس ربوبیت کی مشابہت اختیار کرنا اور دعویٰ ربوبیت کرنا محض گمراہی کی صفت کے ساتھ خاص ہے جس طرح کہ وہ تمام صفات کی جامع صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس میں ہدایت کی صفات کا معنی ہی نہیں ہے اور اس سلسلہ میں بہت کچھ کہا جاسکتا ہے جس سے اس کی تفصیل طویل ہو جائے گی اور ارشادِ الہی ”میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں“ سے اس کے ایسے وارث کامل (یعنی) مرشد کی طرف اشارہ ہے جو میرے بعد ارشاد کا شایان ہو اور ایک طرح سے میری بصیرت کی جیسی اسکو باطنی بصیرت حاصل ہو اور اس سے مراد ولایت کامل ہے جس کی طرف اس (اللہ) نے اپنے ہی ارشاد جیسا کہ (حماتی اور راہ دکھانے والا) میں ارشاد فرمایا۔ جان لو کہ خوابوں کی دو قسمیں ہیں آفاقی اور انفسی، اور ان دونوں میں سے ہر ایک دو اقسام پر ہے۔ پس انفسی خواب وہ جو نیک اور برے اخلاق کے لحاظ سے ہوتے ہیں مثلاً جنت، عورت، محلات، غلام اور سفید تورانی ٹھکانا اور آفتاب اور چاند اور ستاروں کے مثل اور ان سے مشابہہ چیزوں کو دیکھنا نیز وہ تمام چیزیں جو قبلِ شیشہ اور مسجد اور روشنی اور چراغ سے نسبت رکھتے ہیں ان سب کا خواب میں دیکھنا نیک ہے اور اس کا تعلق دل کے حال سے ہے جو برے ستاروں والے آسمان کو دیکھے وہ بھی اس کے دل کے حال سے متعلق ہے جو ذکر کے نور سے روشن ہوتا ہے اند جب چاند کو دیکھے تو وہ گول کے حال سے متعلق ہے جو صفائی اور اس کے محدود ہونے کی تعبیر دیتا ہے۔ اور جب سورج کو دیکھے تو وہ روح کی صورت ہے اور جب زہرہ کو دیکھے تو وہ صفا فی فی خوبی کے ساتھ اپنی آنکھ کے روبرو دیکھے تو وہ اس کے باطن کا ستارہ ہے اور اسی طرح قیاس کر لیں جب ذکر غامری کی جانب سر کرے تو وہ دیکھے گا کہ ایک بار وہ محراب چل دی کرتا اور ایک بار غلام میں پرواز کرتا یا محمد رسول میں تیر تلے یا آگ میں داخل ہوتا یا آگ کے اطراف چکر لگاتا ہے غماص کے اختلاف کے لحاظ سے تو

مُتَعَلِّقٌ بِالْقَلْبِ وَأَمَّا مُتَعَلِّقٌ بِالنَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّةِ مِنْهَا مِثْلُ مَا بَاكُلَ
لَحْمِهِ مِنَ الْخَيْوَانَاتِ وَالطُّيُورِ فَإِنَّ مَعِيشَةَ الْمُطْمَئِنَّةِ فِي الْجَنَّةِ تَكُونُ
بِهَذِهِ الْأَشْيَاءِ كَشَوَى الْغَنَمِ وَالطُّيُورِ وَأَمَّا الْبَقَرُ فَهِيَ أُنْزِلَ مِنَ الْجَنَّةِ لِأَدَمَ
عَلَى نَبِيلَتَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِأَجْلِ زُرْعَتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْإِبِلُ أَيْضًا
مِنْهَا لِأَجْلِ سَفَرِ كَعْبَةِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَالْحَيْلُ أَيْضًا أُنْزِلَ مِنْهَا وَهُوَ
أَلَهُ الْجِهَادُ الْأَصْغَرُ وَالْأَكْبَرُ وَكُلُّ ذَلِكَ لِلْآخِرَةِ وَفِي الْحَدِيثِ إِنَّ الْغَنَمَ
خَلَقَ مِنْ عَسَلِ الْجَنَّةِ وَالْبَقَرُ مِنْ زُرْعَتِهَا وَالْإِبِلُ مِنْ زُرْعَةِ الْغَنَمِ وَالْحَيْلُ
مِنْ زُرْعَتِهَا وَأَمَّا الْبَعْلُ فَمِنْ أَدْنَى صِفَةِ الْمُطْمَئِنَّةِ مَنْ رَأَاهَا فِي النَّسَامِ
فَتَعْبِيدُهُ أَنْ يَكُونَ الرَّائِي كَسَدًا فِي الْقِيَامِ وَالْقُعُودُ لَا يَكُونُ فِي حَسْبِهِ
نَتِيجَةٌ فِي الْحَقِيقَةِ إِلَّا أَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَكَانَ جَزَاءُ الْحُسْنَى وَالْجَهَنَّمُ مِنْ
حِجَارَتِهَا لِأَجْلِ مَصْلَحَةِ آدَمَ وَزُرْعَتِهِ لِكَسْبِ الْآخِرَةِ فِي الدُّنْيَا وَبَشَرِي
الشَّهْوَةِ الْمُطْمَئِنَّةِ فِي صُورَةِ الْغَنَمِ وَبَرَى الْأَسْتَبْدَاءُ بِالرَّائِي وَعَدَمُ الْفَقْدِ
إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ بِصُورَةِ الثَّوْرِ وَيَرَى كَثْرَةَ الْأَكْلِ فِي هَذِهِ الصُّورَةِ وَيَرَى الْفَقْدَ
فِي صُورَةِ الْجَمَلِ إِذَا كَانَ يَدُسُّهُ أَوْ يَعْصَنُهُ أَوْ يَخَافُ مِنْهُ وَإِذَا كَانَ حَمَلُهُ
فَهُوَ لَطِيفٌ لَهُ يَدُلُّ عَلَى تَسْلِيمِ نَفْسِهِ وَتَحَمُّلِ عِبَاءِ الطَّرِيقَةِ إِذَا كَانَ عَرُوبًا نَارًا
أَحْمَرُ اللَّوْنِ أَسْوَدَ الْعَيْنِ وَهُوَ مُسْتَأْنَسٌ يَدُلُّ عَلَى شَوْقِهِ وَنَحْمَارٍ يَدُلُّ
عَلَى الشَّهْوَةِ الْفَرَجَةِ فَإِذَا كَانَ لَوْ ذِي بِهِ أَوْ يَهْرُبُ مِنْهُ أَوْ كَانَ سَجِينًا
لَا يَمُكُّ تَحْمِيلُهُ يَدُلُّ عَلَى غَلَبَةِ شَهْوَةِ الْفَرَجِ عَلَى السَّالِكِ فَقِيلَ بِإِدَامَةِ
السَّهْرِ وَالصَّوْمِ وَقَلِيلِ الْغَدَاءِ وَأَحْلِ اغْذِيَةً تُطْفِئُ نَارَ الشَّهْوَةِ وَإِنْ

وہ دل کے ساتھ ہی متعلق ہے۔ اور البتہ ان میں سے یونفس مطینہ سے متعلق ہے وہ اس طرح مثلاً حیوانوں اور پرندوں کا گوشت کھانا اسلئے کہ جنت میں مطینہ کی گذر بسر ان جیسی اشیاء پر ہوتی ہے مثلاً بھنی ہوئی بکری و پرندے اور جو کھائے ہے تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے دنیوی کھیتی باڑی کرنے کے لئے جنت سے آئی اور اونٹ بھی ظاہری یا باطنی کعب کے سفر کی خاطر آیا ہے اور گھوڑا بھی چھوٹے جہاد اور بڑے جہاد کیلئے بطور ذریعہ ہے اور وہ سب کچھ آخرت کیلئے ہے اور حدیث میں ہے کہ بے شک بکری جنت کے شہد سے پیدا کی گئی اور کھائے کو اس (جنت) کے زعفران سے اور اونٹ کو اس (جنت) کے نور سے اور گھوڑے کو اس (جنت) کی خوشبو سے اور البتہ خمر تو ادنیٰ صفت مطینہ ہے اسکو جس نے خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ دیکھنے والا قیام و قعود میں کامل (سنت) ہے اور اس کے سب (اعمال) کا درحقیقت کوئی نتیجہ نہیں نکلتا البتہ اگر توبہ کرنے اور نیک عمل کرے تو اس کی جزا بھلائی ہے اور گدھے کو اس (جنت) کے سنگم نروں سے حضرت آدم علیہ السلام اور انکی اولاد کی بہتری کی خاطر (بیدار کیا گیا) تاکہ دنیا میں آخرت کی پونجی کما لیں۔ اور آدمی شہوت مطینہ کو بکری کی صورت میں دیکھتا ہے دھڑکنا اور کسی ایک بات پر (خواب) دیکھنے والے کے ساتھ بے اتفاقی کا اظہار کرنا سبیل کی صورت میں دیکھتا ہے اور اس صورت میں بسیار خوری دیکھتا ہے اور مشکل کام کو اونٹ کی صورت میں دیکھتا ہے جبکہ وہ اسے روندے یا کالٹے یا اس سے خوف کھائے اور جب اس کو اٹھالے جائے تو وہ اسکی طبعیت کے موافق ہے جو اس کے نفس کو تسلیم کرنے اور طریقت کے بوجھ برداشت کرنے پر دلالت کرتا ہے جب وہ (اونٹ) برہنہ پشت سرخ رنگ اور سیاہ آنکھ والا ہو اور وہ مانوس ہے تو ایس کے شوق (میلان) پر دلالت کرتا ہے اور گدھا فرج کی شہوت پر دلالت کرتا ہے پس جب وہ اس کو ستاتا ہے یا اس سے دور بھاگ جاتا ہے یا وہ اتنا موٹا ہو کہ اسکو اٹھا کر نہیں لے جاسکتا تو یہ سالک پر شہوت فرج کے غالب ہونے کی دلیل ہے تو اس پر شب بیداری روزہ اور کم خورائی اور شہوت کی آگ کو بجھانے والی غذاؤں کا کھانا ہمیشہ لازم ہے۔

اور اگر دیکھ کہ وہ (گدھا) مر گیا یا اتنا وزنی بوجھ اٹھایا کہ اس کے ساتھ چل نہیں سکتا تو یہ اس پر اپنی شہوت پر غالب ہو جانے کی دلیل ہے اور البتہ اس کی روح کے ساتھ جو نسبت ہے تو وہ اس بے ریش توب رو نو جوان کی طرح ہے جس پر التوا الہی جلوہ گر ہوں اسلئے کہ جزت والے سب کے سب اسی صورت پر ہیں۔ چنانچہ قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے حجت والے تنہا ہیں بے ریش ہیں اور سرگمیں آنکھ والے ہیں اور جیسا کہ قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”میں نے اپنے رب کو بے ریش خوب رو نو جوان کی صورت میں دیکھا ہے“ اور بعض ائمہ (بزرگوں) نے فرمایا ہے کہ اس صورت سے مراد حق کی وہ تجلی ہے جو ربوبیت کی صفت کے ساتھ روح کے آئینہ پر انہی غفلت کی روشنی سے جگمگا اٹھے اور وہی ہے جس کو وہ طفل معنی کا نام دیتے ہیں۔ اسلئے کہ وہی جسم (جوہر) کی پرورش کر نیوالا اور نیز اس کے اور اس کے رب کے درمیان جوڑنے (ملانے) کا ذریعہ ہے۔ اور

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مرئی (تربیت دینے والا) نہیں ہوتا تو میں اپنے رب کو نہیں پہچانتا اور یہی مرئی باطن کا رب ہے اور وہ بے ترک تعلقین کے ذریعہ ظاہری مرئی کی بدولت ہی حاصل ہوتا ہے پس انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رضی اللہ عنہم قابلوں (موجودوں) کی پرورش کرنے والے اور دلوں کی تربیت کرنے والے ہیں۔ اور جو ان کی تربیت سے اور روح کے ملنے سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں میں جس پر چاہے اپنے حکم سے جان ڈالتا ہے“ اور اسی روح (کے حصول) کی خاطر ہی مرشد کی تلاش ضروری ہے جو قلب کی زندگی عطا کرتے اور اپنے رب کو پہچاننے کا ذریعہ ہے پس سمجھ لو۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ (خواب) میں پروردگار کو اکثر وحی میں صورت میں دیکھنے کا جواز، میان کدہ اسی اوّل سے حاصل ہوتا ہے فرمایا کہ مثلاً دیکھی جانے والی چیز ایک مثال ہے کہ جس کو (خواب) دیکھنے والے کی سکت اور مناسبت کے مطابق اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے اور وہ حقیقت ذات رکردار، مگر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قدرت (شکل) کا ہے یا دنیا میں اس کی ذات کوئی کریم کی رویت کو جیسا کہ اوّل میں ہے کہ دیکھنے والے کی صلاحیت کے مطابق (صورت) مختلف صورتیں دیکھتا ہے اور حقیقت محمدی کو اس شخص کے سوا کوئی نہیں دیکھتا بظاہر و باطنی طور پر کمال میں نہیں دیکھتا علم علی حدیث میں وارث کامل ہوا و درجہ

رَأَى أَنَّهُ مَاتَ أَوْ جَمَلَ حَمَلًا تَقِيْدًا لَا يَمُوتُ بِهِ يَدُلُّ عَلَى عِلْبِهِ عَلَى شَهْوَاهِهِ
وَمَا مَا يَعْلَنُ مِنْهَا بِالرُّوحِ فَكَأَنَّ شَايِبَ الْأَمْرِ دَجَلِيَّ عَلَيْهِ الْأَكْوَارُ إِلَّا الْهَيْبَةَ
لِأَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ كُلَّهُمْ عَلَى هَذِهِ الصُّورَةِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ مَحْجُولٌ وَكَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَبِّي
بِصُورَةِ شَايِبِ الْأَمْرِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُرَادُ مِنْ هَذِهِ الصُّورَةِ تَجَلَّى لِلْحَقِّ جَلَّتْ
عَظَمَتُهُ بِصِفَةِ الرَّبُّوبِيَّةِ عَلَى مِرَاةِ الرُّوحِ وَهُوَ الَّذِي يُسَمُّونَهُ يُطْفِلُ الْمَعَانِي
لِأَنَّهُ مَرَّتِي الْجَسَدَ وَوَصَلَهُ بُيُوتُهُ وَبَيْنَ الرَّبِّ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي رِزْوَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَوْلَا
الْمُرَّتِي لَمْ أَعْرِفْتُ رَبِّي وَهَذَا الْمُرَّتِي رَبُّ الْبَاطِنِ وَهُوَ أَمَّا يَحْصُلُ سَبَبُ الْمُرَّتِي
الْقَاهِرِي بِالتَّوَلُّينَ قَالُوا بَنِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّكَمُ وَالْأَوَّلِيَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مَرَّتِي
الْقَوَائِبُ وَمَرَّتِي الْقُلُوبُ مَا يَحْصُلُ مِنْ تَرْبِيَّتِهِمْ وَمِنْ الْفَنَاءِ الرُّوحِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
”يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ“ مَوْحٍ وَطَلَبُ الْمُرْتَدِّ لِأَجْلِ
هَذِهِ الرُّوحِ الَّذِي يُحْيِي بِهِ الْقُلُوبَ وَكُفُوفُهُ بِهِ رَبُّهُ فَافْتَهُمُ قَالَ الْفَرَزْدَقُ رَحِمَهُ اللَّهُ
عَلَيْهِ ”يَجُوزُ أَنْ يَرَى الرَّبَّ فِي الْمَنَامِ عَلَى صُورَةٍ جَمِيلَةٍ أُخْرَوِيَّةٍ وَعَلَى هَذَا
التَّوَلُّي الْمَذْكُورِ قَالَ لِأَنَّ مِثْلَ الْمُرَّتِي مِثَالُ مَا ضَلُّوا اللَّهُ تَعَالَى عَلَى قَدْرِ
اسْتِعْدَادِ الرَّائِي وَمُنَاسَبَتِهِمْ وَلَيْسَ الْحَقِيقَةُ الدَّائِمَةُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى
مُتَرَدِّدٌ عَنِ الصُّورَةِ أَوْ يَهْدِي بِدَائِهِ فِي الدُّنْيَا كَمَوْجِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَعَلَى هَذَا الْفَيَاسِ يَجُوزُ أَنْ يَرَى فِي صُورَةٍ مُخْتَلِفَةٍ فِي قَدْرِ مَنَاسَبَةٍ
اسْتِعْدَادِ الرَّائِي وَلَا يَهْدِي الْحَقِيقَةُ الْمُسْتَدَيَّةُ إِلَّا الْوَارِثُ أَنْكَامِلُ فِي عِلْمِهِ
وَعَمَلِهِ وَحَالِهِ وَبَصِيرَتِهِ فَظَاهِرٌ أَوْ بَاطِنٌ لَا فِي مَالِهِ وَكَذَلِكَ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ

يَجُوزُ رُؤْيَا اللَّهِ تَعَالَى فِي الصُّورَةِ الْبَشَرِيَّةِ التَّوْرَانِيَّةِ عَلَى النَّوَئِلِ الْمَذْكُورِ
وَالْقِيَاسِ عَمَّا تَجَلَّى كُلُّ صِفَةٍ عَلَى هَذِهِ التَّلَاحِجِ كَمَا تَجَلَّى عَلَى مُوسَى عَلَى نَبْتِهَا وَعَلَيْهِ
أَفْضَلُ الصَّلَوةِ وَالسَّلَامِ فِي صُورَةِ النَّارِ مِنْ شَجَرَةِ الْعُتَابِ كَمَا قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى حِكَايَةً عَنْ مُوسَى "فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا عَلَيَّ أَتِيكُمْ
مِنْهَا بِقَبَسٍ" ^ط "وَمِنْ صِفَةِ الْكَلَامِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "وَمَا لَئِكَ بِعَجِينِكَ
يَا مُوسَى" ^ط "وَكُنْتَ تِلْكَ النَّارُ نُورًا لَكِنْ سُمِّيتَ نَارًا عَلَى رِغْمِ مُوسَى وَ
طَلَبِهِ وَلَيْسَ الْإِنْسَانُ أَذْنَى مَرْتَبَةً مِنَ الشَّجَرَةِ فَلَا عَجَبَ أَنْ يَتَجَلَّى بِصِفَةٍ مِنْ صِفَاتِ
اللَّهِ تَعَالَى فِي الْحَقِيقَةِ الْإِنْسَانِيَّةِ بَعْدَ التَّصْفِيَةِ مِنْ صِفَاتِ الْحَيَوَانِيَّةِ إِلَى
الْإِنْسَانِيَّةِ كَمَا تَجَلَّى لِبَعْضِ الْأَوْسِيَاءِ كَأَبِي بَرَزْدَةَ **الْبُسْطَامِيِّ** رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ حَيْثُ
قَالَ "سُبْحَانَ مَا اعْظَمَ شَأْنِي وَكَلْهَيْدِي رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ حَيْثُ قَالَ "لَيْسَ فِي حَبْنِي
سِوَى اللَّهِ وَتَحْوِذِي وَفِي هَذَا الْمَقَامِ لَطَائِفُ عَجِيبَةٍ لِأَهْلِ الصَّوْفِ بِطَوْلِ شَرُوحِهَا
ثَوَرِي التَّزْيِينِ لَا يَدُ مِنَ الْمُنَاسَبَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى وَبَيْنَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحْتَاجَ لِمَحَالَةٍ إِلَى تَزْيِينِهِ وَلِيَّ أَوْ لَا لِأَنَّ لِلْوَلِيِّ مَنَاسِبَةً
بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُبْتَدِيٍّ مِنْ جِهَةِ الْبَشَرِيَّةِ كَمَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَالُ حَيَاتِهِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لَمَّا احْتَاجَ
إِلَى أَحَدٍ غَيْرِهِ فَإِذَا انْتَقَلَ إِلَى الْآخِرَةِ انْقَطَعَ مِنْ صِفَةِ التَّلَكُّنِ وَوَصَلَ إِلَى
مَحْضِ الشَّجَرَةِ وَكَذَا الْأَوْسِيَاءُ إِذَا انْتَقَلُوا إِلَى الْآخِرَةِ لَا يَحْصُلُ أَحَدٌ
مِنْهُمْ إِلَّا مُشَادَّةُ فَاهِمٍ إِذَا كُنْتُ مِنْ أَهْلِ الْفَهْمِ بِالرِّيَاضَةِ التَّوْرَانِيَّةِ
الْعَالِيَةِ عَلَى النَّفْسَانِيَّةِ الْعُلَمَانِيَّةِ لِأَنَّ الْفَهْمَ يَحْصُلُ بِالتَّوَرَانِيَّةِ لَا

بیان کردہ تاویل کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نورانی بشری صورت میں درست ہے اسی طریقہ پر ہر صفت کی تجلی کے بارے میں بھی قیاس یہی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر انگوڑے درخت سے آگ کی صورت میں تجلی ظاہر فرمائی جیسا کہ ارشاد الہی ہے "تو اینی بنی بی سے کہا ٹھہرو مجھے ایک آگ دکھائی دی ہے شاید میں تمہارے لئے اس میں سے کوئی چیز نکال سکوں" اور یہ (اللہ تعالیٰ کی) صفت کا کام (تھا) جیسا کہ ارشاد الہی ہے "اور اے موسیٰ! میرے دہانے ہاتھ میں کیا ہے" اور وہ آگ (در اصل) نور ہی تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیال اور تلاش کی مناسبت سے اسکو نار سے موسوم کیا گیا اور انسان کا مرتبہ اس درخت سے کمتر ہے مگر گز نہیں ہے تو عجیب نہیں کہ حیوانی صفات کی انسانی صفات کے ذریعہ پاکیزگی کے بعد حقیقت انسانی میں اللہ تعالیٰ کی صفاتوں میں سے کسی صفت کی تجلی ظاہر ہو جیسا کہ بعض اولیاء پر تجلی ظاہر فرمائی مثلاً حضرت **بایں بدیلمامی** رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں فرمایا "پاک ہے میری (ذات) کے لئے جو میری شان بھی کتنی بڑی ہے" اور حضرت **جنید بغدادی** رحمۃ اللہ علیہ کی طرح جبکہ فرمایا "میرے جہہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں" اور اسی طرح (کے دیگر اقوال بھی ہیں) اور اس مقام میں اہل تصوف کیلئے عجیب بات یہ کہ اسکی تفصیل طویل ہے پھر تربیت میں اسکے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اور اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مناسبت ناگزیر ہے۔ پس سب سے پہلے ولی کی تربیت ضروری ہے کیونکہ ولی کیلئے بشری لحاظ سے اسکے اور مبتدی کے درمیان مناسبت ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے آپ کی حیات (ظاہری) کا حال ہے تو بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیاوی زندگی میں اس (اللہ) کے سوا کسی دوسرے کی (تربیت کی) ضرورت لاحق نہیں ہوئی پس جب آخرت کی جانب انتقال فرما چکے تو وہ تعلق کی صفت ٹوٹ گئی اور آپ خالص مجرد (تنہائی) کے مقام پر فائز ہو گئے اور اسی طرح اولیاء جب آخرت کی جانب انتقال فرماتے ہیں تو (منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے) کوئی بھی انکو تعلقین و ہدایت نہیں کرتا اگر تو سمجھا رہے ہو اس نورانی ریاضت کے ذریعہ سمجھ تو ظلمت بھری نفسیات پر غالب ہوا اس لئے کہ سمجھ نامہ یکی سے نہیں بلکہ نورانیت سے حاصل ہوتی ہے۔

بِالظُّلْمَانِيَّةِ لِأَنَّ التَّوْبَةَ لَا يَجِيءُ إِلَّا بِمَوْضِعٍ يَكُونُ مُضِيًّا مَشْرُقًا فَلَمْ يَبْقَ لِلْمُبْدِي
 مُنَاسَبَةٌ لَهُ وَأَمَّا الْوَلِيُّ الَّذِي يَكُونُ فِي الْحَيَاةِ فَلَهُ مُنَاسَبَةٌ لِأَنَّ لَهُ جِهَتَيْنِ
 التَّعَلُّمِيَّةَ الْجَسْمَانِيَّةَ وَالتَّجَرُّدَ الرُّوحَانِيَّ مِنْ جِهَةِ الرُّؤْيَا الْكَامِلَةِ فَيَبْقَى إِلَيْهِ
 مَدَدُ الْوِلَايَةِ النَّبَوِيَّةِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَتَعَرَّفُ بِهَا النَّاسُ فَافْتَحَهُمْ قَانَ
 وَبَرَأَ ذَلِكَ سِرًّا عَمَّا يُدْرِكُهُ أَهْلُهُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى «وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَ
 لِلْمُؤْمِنِينَ مَنَافِعُ» وَأَمَّا تَرْبِيَةُ الْأَرْوَاحِ فِي الْبَالِغِينَ فَالرُّوحُ الْجِسْمَانِيُّ
 مَرَّتَ فِي الْجِسْمِ أَوَّلًا ثُمَّ الرُّوحُ الرُّوحَانِيُّ مَرَّتَ فِي الْقَلْبِ ثُمَّ الرُّوحُ السُّلْطَانِيُّ مَرَّتَ
 فِي الْهَوَادِ تَعَرَّفَ الرُّوحُ الْقُدُّوسُ مَرَّتَ فِي السِّرِّ وَهُوَ الْوَاسِطَةُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَقِّ تَعَالَى
 وَمُتَرَجِّدٌ مِنَ الْحَقِّ إِلَى الْخَلْقِ لِأَنَّهُ أَهْلُ اللَّهِ وَمُحَمَّدُهُ وَأَمَّا الرُّؤْيَا الَّتِي مِنَ الْأَخْلَاقِ
 الذَّمِيمَةِ فَهِيَ مِنْ صِفَةِ الْأَمَّارَةِ وَاللَّوَامَةِ وَالْمُلْهَمَةِ فِيهِ مِنَ السَّبَاعَاتِ
 كَالْقَمَرِ وَالْأَسَدِ وَالذَّبِّ وَالذُّبِّ وَالْكَلْبِ وَالْخِنْزِيرِ وَمِثْلَ الْمَرْقَةِ وَالْأَرْتَبِ
 وَالتَّغْلِبِ وَالْفَهْدِ وَالْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَالزَّنْبُورِ وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنَ الْمَوْذِيَّاتِ
 فَهَذِهِ مِنَ الصِّفَاتِ الذَّمِيمَةِ الَّتِي يَجِبُ الْإِحْتِرَازُ بِهَا وَإِذَا كُنَّا مَعَ الْمَرْبِيِّ
 الرُّوحِ وَأَمَّا السِّرُّ فَهُوَ مِنْ صِفَةِ الْعُجْبِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَأَمَّا الْأَسَدُ مِنْ صِفَةِ
 الْكِبَرِ عَلَى الْخَلْقِ وَأَمَّا الذَّبُّ مِنْ صِفَةِ الْغَضَبِ وَالْقَلْبُ عَلَى مَنْ فِي تَحْتِ
 يَدِهِ وَأَمَّا الذُّبُّ مِنْ صِفَةِ أَكْلِ الْحَرَامِ وَالْغَضَبِ وَالْقَهْرِ لِأَعْدَائِهِ وَأَمَّا
 الْخِنْزِيرُ مِنْ صِفَةِ الْحَقْدِ وَالْحَسَدِ وَالْمُرُورِ عَلَى الشُّهُوكِ وَأَمَّا الْأَرْتَبُ
 مِنْ صِفَةِ الْخِيَانَةِ وَالْمُحَرِّبِ بِالْمُعَامِلَاتِ الدُّبُورِيَّةِ وَأَمَّا الثَّغْلُ كَذَلِكَ
 وَلِجُنِّ فِي الْأَرْتَبِ الْغَفْلَةُ غَالِبَةٌ وَأَمَّا الْفَهْدُ مِنْ صِفَةِ الْفَرَّةِ الْبَاهِلَةِ

کیونکہ نور حسن مقام پر آتا ہے وہ مقام چکدار اور جگہ گانا ہو جاتا ہے پس مبتدی کو اس سے مناسبت نہیں رہتی اور البتہ وہ ولی جو زندہ موجود ہے اسکو اس سے مناسبت ہوتی ہے کیونکہ اس (ولی) کیلئے دو طریقہ (تفرقات) ہیں جو جسمانی تعلق اور رویت کا بل کی صورت میں روحانی تنہائی ہے پس اسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے وہ ولایت حاصل ہوتی ہے جس سے لوگ واقف ہوتے ہیں پس خوب سمجھ لے کہ اس کے آگے السالار نہ سرسبتہ ہے جسکو اس کے اہل ہی جانتے ہیں۔ ارشاد الہی ہے ”اور عزت تو اللہ اسکے رسول اور مومنوں کیلئے ہی ہے“ اور البتہ روح کی تربیت باطن میں ہوتی ہے۔ پس جسمانی روح کی تربیت پہلے جسم کے اندر ہوتی ہے پھر روحانی روح کی تربیت قلب میں ہوتی ہے پھر روح سلطانی فواد (دل کے گوشہ) میں تربیت پاتی ہے پھر روح قدسی (باطن) میں تربیت پاتی ہے اور وہی اس (مبتدی) کے اور حق تعالیٰ کے بیچ واسطہ ہے اور خلق کی طرف حق تعالیٰ کا ترحال ہے اسلئے کہ وہ اللہ والا اور اللہ کا راز دار ہے اور البتہ وہ خواب جن کا تعلق بری عادتوں سے ہے وہ نفس امارہ، لوازمہ اور ملہمہ کی صفت سے نسبت رکھتے ہیں۔ پس وہ درندوں سے ہیں جیسے تیندوہ (بورجی) شیر، ریچھ، بھیڑیا، کتا اور سور اور بلی، خرگوش، لومڑی، چیتا، سانپ، بچھو اور شہد کی مکھی وغیرہ کی مثال تو وہ مودی جانوروں سے ہیں۔ پس یہ سب بری عادتوں سے ہیں جن سے پرہیز کرنا اور روحانی طریقت سے اس کا ازالہ کرنا بے حد ضروری ہے، اور تیندوہ (خواب میں دیکھنا) اللہ تعالیٰ کے مقابل گھمنڈ کی صفت ہے اور شیر (کا دیکھنا) مخلوق کے مقابل غرور کی صفت اور ریچھ (کا دیکھنا) اپنے ماتحت اور مملوک پر غضب اور غلبہ کی صفت ہے اور بھیڑیا (دیکھنا) حرام روزی اور اسکے سبب سے غضب و قہر کی صفت ہے اور سور (کا دیکھنا) کینہ، حسد اور شہوانی خواہشات پر حرص کی صفت ہے اور خرگوش (کا دیکھنا) خیانت اور دنیاوی معاملات میں مکر کی صفت ہے اور لومڑی (کا دیکھنا) بھی اسی (خرگوش) کی طرح ہے لیکن خرگوش میں غفلت (کی صفت) غالب ہے۔ چیتا (دیکھنا) جاہلیت کے شکار ہونے

وَحُبِّ الرِّيَاسَةِ وَأَمَّا الدَّرَّةُ مِنْ صِفَةِ الْبَحْلِ وَالْبَقَانِ وَأَمَّا الْحَيَّةُ مِنْ صِفَةِ
 الْأَيْدَامِ بِالسَّانِ كَالشَّيْءِ وَالْغَيْبَةِ وَالْكَذِبِ وَيُرَى فِي هَذِهِ السَّبَابِ
 فِي الْمَعْنَى حَقِيقَةُ يُدْرِكُهَا أَهْلُهَا بِالْبَصِيرَةِ وَأَمَّا الْعُقُوبُ مِنْ صِفَةِ الْعُزْرِ
 وَالنَّبِيْمَةِ وَالْهَمْرِ وَأَمَّا الدَّيْبُورُ مِنْ صِفَةِ الْأَيْدَامِ النَّاسِ بِالسَّانِ خَفِيًّا وَهُوَ
 تَدُلُّ الْحَيَّةُ عَلَى الْعِدَاةِ مَعَ النَّاسِ فَإِذَا رَأَى السَّالِكُ أَنَّهُ بِحَارِبٍ مَعَ
 الْمُوْذِيَّاتِ وَلَمْ يَعْلَمْ عَلَيْهَا بَعْدَ الرُّؤْيَا فَلْيَجْتَهِدْ بِالْعِبَادَةِ وَالذِّكْرِ
 حَتَّى يَعْلَمْ عَلَيْهَا وَيَقْتُلَهَا أَوْ يُبَدِّلَهَا إِلَى الصُّورَةِ الْبَشَرِيَّةِ فَإِنَّ
 قَتْلَهَا وَقَتْلَهَا بِالْصُّورَةِ فَلَهُمْ مَعْنَى كَثِيرٍ السَّيِّئَاتِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 فِي حَقِّ بَعْضِ النَّاسِ "كُفِّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحْنَا بِهِمُومَهُمْ" وَإِنْ
 رَأَى أَحَدًا تَبَدَّلَتْ إِلَى الصُّورَةِ الْإِنْسَانِيَّةِ فَهُوَ مَعْنَى تَبَدُّلِ السَّيِّئَاتِ إِلَى
 الْحَسَنَاتِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي حَقِّ التَّوَابِينَ "مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا
 صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ" وَقَدْ خَلَصَ مِنْهَا
 هَذِهِ الْمُرَّةُ فَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَأْمَنَ مِنْهَا بَعْدَ ذَلِكَ لِأَنَّهُ إِذَا زَهَبَ النَّفْسُ
 قُرَّةً مِنْ حَبَائِثِ الْغُصَيَانِ وَالنَّسِيَانِ تَقَرَّبَتْ عَلَيْهِ عَلَى الْمُطَهَّرَةِ وَ
 كَذَلِكَ أَمَرَ اللَّهُ بِتَجَنُّبِ الْمَنَاهِي فِي جَمِيعِ الْأَوْفَاقِ وَقَدْ بَرَأَ ذَاتِ
 النَّفْسِ الْأَمَّارَةَ عَلَى صُورَةِ الْمَكْفَارِ وَالْوَّامَةِ عَلَى
 صُورَةِ الْبَلْمُودِ وَالْمُتَلَهِّمَةِ عَلَى صُورَةِ
 النَّقْصَرَانِي وَكَذَلِكَ فِي صُورَةِ الْمُبْتَدِعَةِ.

اور ریاست سے محبت کی صفت ہے اور ملی (دیکھنا) کنوٹھی اور نفاق کی صفت ہے اور سانپ (دیکھنا) زبان کے ذریعہ انداز سانی جیسے سگالی گلوچ اور رغبت اور جھوٹ کی صفت ہے اور ان دندلوں (کو خواب میں دیکھنا) کے معنی (تعبیر) حقیقت میں صحیح ہوتے ہیں جسکو اس کے اہل ہی بصیرت کے ذریعہ خوب جانتے ہیں اور ہاں بچھو (دیکھنا) اشاروں کے ذریعہ چغل خوری اور عیب ہونی کی صفت ہے اور شہمہ کی لکھی (دیکھنا) لوگوں کو زبان کے ذریعہ پوشیدہ طور پر ایذا پہنچانے کی صفت ہے اور بے شک سانپ (دیکھنا) لوگوں سے دشمنی پر دلیل رکھتا ہے پس سالک جب (خواب میں) موزی جانوروں سے خود کو لڑتا ہوا دیکھے اور الی پر غلبہ حاصل نہ کر سکے تو (اللہ کی عبادت اور ذکر کے ذریعہ پوری کوشش کرے تاکہ اس (کے برے اثرات) کے خاتمہ کے ذریعہ اس پر غلبہ اور فتح حاصل کرے یا اس کو بشری (صفت مٹی) صورت میں تبدیل کر دے تو بیشک پوری طرح ان پر غلبہ اور ان کا خاتمہ دوسرے معنی میں برائیوں کا خاتمہ ہے جیسا کہ بعض توبہ کرنے والوں کے بارے میں ارشاد الہی ہے ” (اللہ نے) ان کی برائیاں اُتار دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں “ اور اگر (خواب میں) دیکھے کہ وہ (دندہ صفت) انسانی صورت میں تبدیل ہو گئی ہے تو اس کا معنی برائیوں کی نیکیوں میں تبدیلی ہے جیسا کہ بہت توبہ کرنے والوں کے بارے میں ارشاد الہی ہے ” جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا “ پس بے شک اس مرتبہ وہ اس سے نجات پا گیا لہذا اس کے بعد ضروری ہے کہ وہ اس (برائی) سے مطمئن ہو کر نہ بیٹھ کیونکہ جب نفس گنہ اور بھول کی گت ریگیں سے آلودہ قوت سے ملوث ہو جاتا ہے تو (نفس) مطمئنہ پر اس کا غلبہ تقویت پاتا ہے اور اور اسی واسطے اللہ کا حکم ہے کہ جملہ اوقات میں ممنوعات سے پرہیز کرے اور کبھی نفس امارہ کو کافروں کی صورت میں اور (نفس) لواہمہ کو یہودیوں کی صورت میں اور (نفس) ملہمہ کو نصرانیوں کی صورت میں اور اسی طرح نئی نئی صورت میں دیکھا جاتا ہے ۔

تیسویں فصل

(اہل تصوف کے بیان میں)

اور وہ (اہل تصوف) علیحدہ علیحدہ بارہ گروہ میں ہیں۔

اور ان میں سے ایک وہ ہے کہ ان کے افعال اور اقوال، شریعت و طریقت سے ہم آہنگ ہیں اور وہ (گروہ) اہل سنت والجماعت ہے کہ ان میں سے بعض کسی حساب کے بغیر ہی جنت میں داخل ہونگے اور ان میں سے بعض، اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا ویسے عذاب کے بعد اس (جنت) میں داخل ہونگے اور باقی جتنے گروہ ہیں وہ سب بدعتی ہیں ان میں سے ۲ حلوئیہ (۳ حالیہ ۴ اولیائیہ ۵ شعرائیہ ۶ جمیہ ۷ حوریہ ۸ ایاحیہ ۹ متکاسک ۱۰ متجاہلہ ۱۱ واقفییہ ۱۲ الہامیہ ہیں۔
پس حلوئیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ لوگ عورتوں اور (بغیر دائرہ نبوی) لڑکوں کے خواص و برت چہرہ پر نظر کرنے کو حلال کہتے ہیں کہ اس میں حق (اللہ) کی صفت ہے وہ لوگ رقص کرتے ہیں اور بوس و کنار اور گلے ملنے کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہ تو بالکل کفر ہے۔

اور جو "حالیہ" ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ رقص اور دستک (تالی بجانا) حلال ہے اور کہتے ہیں کہ شیخ کیلئے ایک ایسی حالت ہوتی ہے کہ اس پر شریعت کا اعتبار نہیں ہوتا اور یہ تو بدعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ہرگز شامل نہیں ہے۔

اور جو "اولیائیہ" ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ بندہ جب اولیاء کے مرتبہ پر پہنچے تو اس سے شریعت کی رحمتیں برخاست ہو جاتی ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ایک ولی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے ہے اور ولی کا علم جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے ہے اور وہ لوگ اسی اعتقاد کے سبب ہلاک ہوئے اور یہ (عقیدہ) بھی کفر ہے۔

الفصل الثالث والعشرون

في بيان أهل التصوف

وهو اثنا عشر نفرا

واحد هو مستنيرون أفعالهم واثقو ألبهم فوقه للمشيقة والعلوية
وهو أهل السنة والجماعة بعضهم يدخلون الجنة بغير حساب و
بعضهم يدخلونها بعد العذاب كيف ما يشاء الله تعالى والبقا في
بدعهم فمنهم الخلوية والحالية والاوليائية والشمسية
والحبيبية والخورمية والاباحية والمنكاسلة والمنجاهلة
والواقفية والهامية.

فاما مذهب الخلوية فانه يقولون ان النظر الى الوجه الجميل
من النساء الامر بخلال وفيه صفة الحق فيرقصون ويدعون
الى التقبل والمعانقة وهذا كفر محض.

واما الحالية فانه يقولون الرقص وضرب اليد بخلال ويقولون
للشيخ حالة لا يغير عنه الشرع وهذا بدعة ليس في سنة الرسول صلى الله عليه وسلم
واما الاوليائية فانه يقولون اذا وصل العبد الى مرتبة الاولياء
سقط عنه تكاليف الشرع ويقولون الولي افضل من النبي صلى الله عليه وسلم
ولان علم النبي بواسطة جبرئيل عليه وعلى نبينا افضل السلام
وعلم الولي بغير واسطة جبرئيل وهذا الشاغل خطاء وهو هلكوا

تیسویں فصل

(اہل تصوف کے بیان میں)

اور وہ (اہل تصوف) علیحدہ علیحدہ بارہ گروہ میں ہیں۔

اور ان میں سے ایک وہ ہے کہ ان کے افعال اور اقوال، شریعت و طریقت سے ہم آہنگ ہیں اور وہ (گروہ) اہل سنت والجماعت ہے کہ ان میں سے بعض کسی حساب کے بغیر ہی جنت میں داخل ہونگے اور ان میں سے بعض، اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا ویسے عذاب کے بعد اس (جنت) میں داخل ہونگے اور باقی جتنے گروہ ہیں وہ سب بدعتی ہیں ان میں سے ۲ حلوئیہ ۳ حالیہ ۴ اولیائیسہ ۵ شغرائیسہ ۶ حبیبہ ۷ حوریہ ۸ اباحیہ ۹ متکاسلہ ۱۰ متجاہلہ ۱۱ واقفیسہ ۱۲ الہامیہ ہیں۔ پس حلوئیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ لوگ غور توں اور (بغیر دائرہ نبوی منجم) لڑکوں کے تو بیعت و بیعت پر نظر کرنے کو حلال کہتے ہیں کہ اس میں حق (اللہ) کی صفت ہے وہ لوگ رقص کرتے ہیں اور یوس و کناز اور گلے ملنے کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہ تو بالکل کفر ہے۔

اور جو ”حالیہ“ ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ رقص اور دستک (تالی بجانا) حلال ہے اور کہتے ہیں کہ شیخ کیلئے ایک ایسی حالت ہوتی ہے کہ اس پر شریعت کا اعتبار نہیں ہوتا اور یہ تو بدعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ہرگز شامل نہیں ہے۔

اور جو ”اولیائیسہ“ ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ بندہ جب ادلیار کے مرتبہ پر پہنچے تو اس سے شریعت کی زحمیں برخواست ہو جاتی ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ایک ولی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے ہے اور ولی کا علم جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے ہے اور وہ لوگ اسی اعتقاد کے سبب ہلاک ہوئے اور یہ (عقیدہ) بھی کفر ہے۔

بِذَلِكَ الْاِغْتِقَادِ وَهَذَا كُفْرًا بِنَبَا.

وَأَمَّا الشَّرْخِيَّةُ فَأَتَاهُمُ يَقُولُونَ الصُّحْبَةُ قَدِيمَةٌ وَهِيَ بَسْقُطُ
الْأَمْرِ وَالنَّحْيِ وَيُحْلُونَ الدَّفَّ وَالطَّنْبُورَ وَبَاقِي الْمَنَاهِ شَرْعًا ابْتِلَاهُمُ
مِنْ حِجَّةِ النِّسَاءِ وَهُمْ كُفَّارٌ وَرَاقَةُ دَمِهِمْ مَبَاحَةٌ.

وَأَمَّا الْحَبِيبَةُ فَأَتَاهُمُ يَقُولُونَ إِذَا وَصَلَ الْعَبْدُ دَرَجَةَ الْحَبَّةِ عِنْدَ
اللَّهِ تَعَالَى يَسْقُطُ عَنْهُ الثَّكَالُ الْهَيْفُ وَلَا يَسْتُرُونَ عَوْرَتَهُمْ بَيْنَهُمْ.

وَأَمَّا الْحُورِيَّةُ فَأَتَاهُمُ كَالْحَالِيَةِ لِحَيْنٍ يَدْعُونَ وَلِحَى الْحُورِيِّ فِي حَالِ انْجَمٍ
فَإِذَا أَفَاقُوا اغْسِلُوا أَفْكَدُونِ وَهَلَكُوا.

وَأَمَّا الْأَبْحِيَّةُ فَيَتَرَكُونَ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَيُحْلُونَ الْحَرَامَ وَ
يُبَيِّحُونَ النِّسَاءَ.

وَأَمَّا الثَّكَالُ فَيَتَرَكُونَ الْكُسْبَ وَيَسْأَلُونَ مِنَ الْأَبْوَابِ وَ
يَدْعُونَ أَنْفُسَهُمْ تَرَكَ الدُّنْيَا وَهَلَكُوا.

وَأَمَّا الْمُتَجَاهِلَةُ فَيَلْبَسُونَ لِبَاسَ الْفَسَادِ عَلَى ظُهُورِهِمْ وَيَدْعُونَ
فِي بَرِّ طِينِهِمْ وَهَلَكُوا بِهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا
فَنَمَسَتْكُمْ إِلَى السَّارِ - هُوَ ۱۱۳

وَأَمَّا الْوَاقِفِيَّةُ فَأَتَاهُمُ يَقُولُونَ لَا يَعْرِفُ اللَّهُ تَعَالَى غَيْرَ اللَّهِ تَعَالَى
قَطْرًا وَيَتْرَكُونَ طَلَبَ الْمَعْرِفَةِ وَهَلَكُوا بِذَلِكَ الْجَهْلِ.

وَأَمَّا الْهَامِيَّةُ فَيَتَرَكُونَ الْعِلْمَ وَيَتَهَوَّنُونَ عَلَى الشُّذُرِيِّسِ وَيُبَالِغُونَ
كَمَامًا وَيَقُولُونَ الْقُرْآنُ حِجَابٌ وَالْأَشْعَارُ مُرْآنُ الطَّرِيقَةِ وَاعْتَقَدُوا

اور جو ”شمر اخیر“ ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ محبت قدیم ہے اور اس سے امر و نہی ساطع ہو جاتا ہے اور دفطنہ اور عورتوں کے تعلق سے دیگر شرعی ممنوعات کو وہ لوگ حلال جانتے ہیں اور وہ سب کھاتے ہیں اور ان کا حق یہاں مباح ہے۔

اور جو ”جیمہ“ ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے پاس محبت کے درجہ تک پہنچتا ہے تو اس سے نکالیف و خواست ہو جاتی ہیں اور آپس میں وہ لوگ اپنی شرمگاہ کو نہیں ڈھانکتے ہیں۔ اور جو ”تورہ“ ہیں تو وہ حالیہ کی طرح ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے وجد میں حور سے دلی (مباشرت) کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں پھر جب ہوش میں آجاتے ہیں تو غفل کرتے ہیں پس وہ جھوٹے ہوئے اور اس (عقیدہ) کے سبب وہ ہلاک ہوئے۔

اور جو ”اباحیہ“ ہیں تو امر بالمعروف کو ترک کرتے اور حرام کو حلال اور عورتوں کو (راجائز طریقہ پر) مباح جانتے ہیں۔ اور جو ”مکسا سبھی“ تو یہ کہ وہ کسب (مخت کی کمانی) کو ترک کرتے ہیں اور در بدر مانگتے پھرتے ہیں اور ترک دنیا کا اپنا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ لوگ اس کے سبب ہلاک ہوئے۔

اور جو ”تجاہلہ“ ہیں وہ فساد کی پوشاکی زیب تن کرتے ہیں اور اپنے باطن میں (اصلاح کا) دعویٰ کرتے اور وہ اسی کے سبب ہلاک ہوئے جیسا کہ ارشاد الہی ہے ”اور ظالموں کی طرف نہ بھٹکو کہ تمہیں آگ چھو دے گی۔“ اور جو ”واقفہ“ ہیں تو ان کا کہنا (عقیدہ) ہے کہ غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کی معرفت ہی نہیں ہوتی اور (اسلمے) طلب معرفت نہیں کرتے اور وہ لوگ اس جہل کے سبب ہلاک ہوئے (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ قرآنی آیت ”وَمَا يَكْمُنُ تَأْوِيلُهُ إِلَّا اللَّهُ“ سے استدلال کرتے ہیں)۔

اور جو ”اہامیہ“ ہیں تو وہ علم کو ترک کرتے ہیں اور درس و تدریس سے منع کرتے ہیں اور حکماء (دنیاوی فلسفیوں) کی پیروی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن حجاب ہے اور شاعر ہی کو طریقت کا قرآن جانتے ہیں۔

بِذَلِكَ الْقَوْلِ وَهُمْ كَوْنُ الْقُرْآنِ وَهُمْ كَوْنُ الْأَشْعَارِ عَلَى أَوْلَادِهِمْ وَهَلَكُوا
بِذَلِكَ وَفِي أَنْفُسِهِمْ الْبَاطِلُ يَقُولُونَ نَحْنُ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ لَيْسُوا مِنْهُمْ
وَيَقُولُونَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ كَانُوا أَهْلَ الْجَذْبَةِ
بِقُوَّةِ مَحَبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْتَشَرَتْ تِلْكَ الْجَوَادِبُ بَعْدَ
عَلِيِّ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) إِلَى مَشَايِخِ الطَّرِيقَةِ ثُمَّ الشُّعْبَةُ إِلَى سَدَاسِلِ كِبَرَةٍ
حَتَّى مَضَعَتْ عَنْ كَثِيرٍ مِنْهُمْ فَبَقِيَ مِنْهُمْ الرُّسُومُ فِي صُورَةِ الشَّيْخُوخَةِ
يَلَامَعُنِ ثُمَّ تَشَعَّبَتْ مِنْهُمْ أَهْلُ الْيَدَعَةِ ثُمَّ انْتَسَبَ بَعْضُهُمْ إِلَى
قَلَنْدَرٍ وَبَعْضُهُمْ إِلَى الْحَيْدَرِ وَبَعْضُهُمْ إِلَى آدِهِمْ وَغَيْرِ ذَلِكَ بِطَوَّلٍ
شَرِّحْنَا. فَفِي هَذَا السَّرِّمَاَنِ أَهْلُ الْفَقْرِ وَالْإِشَادِ أَقْلٌ مِنَ الْقَلِيلِ وَ
بَعْلَمُ أَهْلِ الْحَقِّ بِشَاهِدِينَ أَحَدُهُمَا ظَاهِرٌ وَالْآخَرُ بَاطِنٌ. فَالظَّاهِرُ
الْإِسْلَامُ عَلَى الشَّرْعِ أَمْرًا وَهَيَا وَبَاطِنًا أَنْ يَكُونَ سَلُوكُهُ
عَلَى مَشَاهِدَةِ الْبَصِيرَةِ فَيَرَى مَنْ يَشْدِي بِهِ وَهُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَوْنُ وَاسِطَةِ بَيْنِ اللَّهِ تَعَالَى وَبَيْنَ رُوحَانِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَسَدَانِيَّتِهِ فِي مَجْلِسِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ عَلَيْهِ مَا
يَسْتَحِقُّ لَا يَمُتُّ إِلَيْهِ صِلَى اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَكُونُ مِنْهُ
إِشَارَةُ الْيَسِيرَةِ إِلَى مَنْ يُرِيدُ السَّالِكِينَ فَلَا يَكُونُ
سَلُوكُهُمْ عَلَى الْعَمَاءِ وَهَذَا قَائِلٌ أَعْلَمَانِ
فِي التَّيْبَرِ لَا يُدْرِكُهُمَا إِلَّا الْقَلِيلُ.

اسی قول پر عقیدہ رکھتے ہوئے قرآن کو ترک کر دیتے ہیں اور اپنی اولاد کو اشعار سکھاتے ہیں اور وہ اسی سبب ہلاک ہوئے اور ان کے نفوس میں باطل (بات) ہے کہتے ہیں کہ ہم اہل سنت والجماعت ہیں حالانکہ ان کا (اہل سنت والجماعت) سے تعلق ہی نہیں ہے اور اہل سنت والجماعت کا کہنا (عقیدہ) ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی قوت کے سبب صحابہ رضی اللہ عنہم اہل جذبہ (روحانی) تھے پھر یہ جذبات (روحانی) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد شائع طریقت تک وسعت پائے پھر کئی سلسلوں تک شاخوں میں بٹ گئے یہاں تک کہ ان میں سے اکثر کمزور پڑ گئے تو ان میں سے ضعیفی کی شکل میں یعنی رسوم باقی رہ گئے پھر ان کی شاخیں نکلیں، اہل بدعت ان ہی میں سے ہیں پھر ان میں سے بعض قلندر سے اور بعض حیدر سے اور بعض ادھم وغیرہ سے وابستہ ہو گئے جن کی تفصیل طویل ہے۔ پس اس زمانہ میں اہل فقر و ارشاد کی تعداد کم سے بھی کمزور ہے اور اہل حق (جن) دو شاہد کے ذریعہ (ان کو) جانتے ہیں ان میں سے ایک ظاہر ہے اور دوسرا باطن ہے پس شریعت میں امر (جس کا حکم فرمایا گیا) اور نہی (جس سے منع فرمایا گیا) پر مضبوطی سے پابند رہنا ”ظاہر“ ہے اور بصیرت (دل کی آنکھ) سے راہ سلوک کا ایسا مشاہدہ کرنا ”باطن“ ہے کہ وہ اس ذات پاک کو اپنی چشم بصیرت سے دیکھ لے جس کی کہ وہ اقتدار کرتا ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور وہ اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت و جسمانیت کے درمیان آپ کی ہم نشینی میں واسطہ ہو جائے پس یقیناً شیطان نہ تو اس کا مستحق ہے اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار کر سکتا ہے تو اس کے لئے اور ان کے لئے جو اس کی راہ پر چلنا چاہتے ہیں اس کے ذریعہ ایک اشارہ ملتے ہے کہ ان کا راستہ علما کرام (کے راستہ) پر نہیں اور تمیز و امتیاز کے لئے یہ سب ایسے باریک سے باریک علامات ہیں کہ جن سے صرف معدود دے چند لوگ ہی آشنا ہیں۔

الفصل الرابع والعشرون

في بيان الخاتمة

فَيَنْبَغِي أَنْ (يَكُونَ) السَّائِكُ قَطَنًا بَصِيرًا نَاطِرًا إِلَى خَوَائِهِمُ الْأُمُورِ
وَمُفَكِّرًا فِي إِذْبَارِهَا وَلَا يَفْتَرِ بِظَاهِرِهَا وَلَا دَوْرَةِ الْأَحْوَالِ فَقَدْ انْقَضَوْا
أَهْلُ التَّصَوُّفِ أَنَّ السَّائِكَ إِلَى الْأَحْوَالِ لِيَقْضِيَ عَنْ مُحَوَّلَاتِهَا كَمَا
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى "قَدْ يَأْمَنُ مَكْرُ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْخَاسِرُونَ" ^{١٩} وَ
كَذَلِكَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ الْفَدَسِيِّ "بِأَمْرِ مُحَمَّدٍ بَشِيرِ الْمُتَدَبِّرِينَ
بِأَنِّي غَفُورٌ وَأَنْذِرِ الصَّالِحِينَ الصَّادِقِينَ بِأَنِّي غَفُورٌ فَإِنَّ كَرَامَاتِ
الْأَوَّلِيَّةِ عَنْهُمْ مَا مَوْجِدَةٌ مِنَ الْمَكْرُ وَالْإِسْثِدْرَاجِ بِخِلَافِ مُعْجَزَةِ
الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّهَا مَا مَوْجِدَةٌ مِنْ ذَلِكَ أَبَدًا
فِيَلْ خَوْفُ سُوءِ الْمَنَاقِبِ سَبَبُ الْخَبَاءِ مِنْ سُوءِ الْمَنَاقِبِ غَالِبًا
لَسَلَا تَخْدَعُهُ الْبَشَرِيَّةُ فَيَقْطَعُ سَبِيلَهُ مِنْ حَبْثٍ لَا يَشْعُرُ بِهِ فَالْزَا
فِي الْعَقْدَةِ يَكُونُ الْمَوْتُ غَالِبًا وَفِي الْخَرُوضِ يَكُونُ الرَّجَاءُ غَالِبًا
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ وَزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرَجَاءُهُ بِفَضْلِ اللَّهِ
تَعَالَى لَيَسْتَوِيَانِ" وَأَمَّا فِي حَالِ التَّرَجُّعِ فَيَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ بِفَضْلِ
اللَّهِ تَعَالَى أَغْلَبَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَمُوتَنَّ
أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ بِحَسَنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ تَعَالَى يَعْنِي يَتَفَكَّرُ بِسَبْقَةِ
رَحْمَتِهِ عَلَى عُقْبَتِهِ وَيُصِفُهُ بِرَحْمَتِهِ وَاسْتِعَانَتِهِ إِنَّهُ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

چوبیسویں فصل

(خاتمہ کے بیان میں) —

ہیں۔ مالک کیلئے ضروری ہے کہ وہ ذہن جو، دو اندیش ہو اور معاملات کے انجام پر اسکی نظر پو اور انکے زوال کے بارے میں فکر مند رہتا ہو اور احوال کی ظاہری لذت کے قریب میں نہ آجائے پس اہل تصوف اس بات پر متفق ہیں کہ بے شک سالک احوال کے بارے میں اس کے ماحول سے بے خبر رہتا ہے کہ ارشاد الہی ہے ”تو کی پوشیدہ تدبیر سے فکر نہیں ہونے لگتا رہتا ہی“ اور اسی طرح حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے ”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم نکار دل کو اس بات کی خوشخبری دیجئے کہ میں یقیناً بخشش فرمائے والا ہوں اور نیک اور نیک لوگوں کو اس بات سے ڈرائیے کہ میں یقیناً غیرت والا ہوں تو بیشک اولیاء کی کرامات، کمر اور اسد راج می حق محفوظ ہیں۔ اسکے برخلاف انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کا معجزہ ان باتوں سے ہمیشہ کیلئے محفوظ ہے اور فرمایا گیا کہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف کرنا غالباً خاتمہ بُرا ہونے سے نجات پانے کا سبب ہے تاکہ بفریت اسکو کہیں دھوکہ نہ دیدے اور کسی ایسی وجہ سے اسکی راہ چھوٹ نہ جائے جس کا اسکو شعور ہی نہ ہو فرمایا کہ تذکرستی کی حالت میں خوف غالب ہو کر رہا ہے اور بیماری کی حالت میں اُمید غالب ہو کر رہی ہے۔ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”اگر مومن کے خوف اور فضل الہی پر اسکی اُمید کو تولا جائے تو دونوں برابر ہونگے“ اور ہاں البتہ تزعج کی حالت میں مومن کو چاہیے کہ (خوف پر) اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی اُمید زیادہ غالب رکھے۔ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں سرسجھایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن اتفاق (بہر عقیدہ) نہ رکھے یعنی اس (اللہ) کے غضب پر اسکی رحمت کے سبقت لیجائے اور اسکی رحمت و دیکھیری کی صفت کا خیال ذہن نشین کرے کہ بے شک وہ ارحم الراحمین“

وَيَهْرَمِنْ قَهْرِهِ الطُّغْيَانُ وَيَهْرَمِنْهُ الْبَهْمُ مُنْذَلًا مُتَضَرِّعًا مُنْعَذِرًا
 مُسْتَلِطًا مُعْتَرِفًا بِذُنُوبِهِ فِي بَابِهِ فَيُوقِعُ
 فَيَهْرَمُ الطَّافَةُ وَرَحْمَتُهُ عَلَى
 ذُنُوبِهِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ

الْبَرُّ الرَّحِيمُ وَالْجَوَادُ الْكَرِيمُ
 اللَّهُمَّ هَادِي الْمُضِلِّينَ وَبَارِئِ الْجَمْعِ الْمَذْنِبِينَ
 عَلِمْتُكَ كَافٍ عَنِ الْمُفَالِ وَكَرَمْتُكَ كَحَافٍ عَنِ السُّوَالِ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ لَقَمْتَ الرِّسَالَاتِ
 بِنُورِ نَبِيِّ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَسَمَّيْتَهُ بَيَانِ الْأَشْرَافِ
 لِقَا الْبَيْنِ وَالْأَسْمَاءِ الشَّعْبِ لِلْمُتَصَفِّينَ مِنْ
 عَالَمِ الدَّرَجَاتِ إِلَى عَالَمِ الْقُرْبِ ثُمَّ فَتَحْتَ لَهُمْ
 بَابَ التَّوْحِيدِ وَعَلَّمَهُ التَّوْحِيدَ بِسَبَبِ
 الْأَسْمَاءِ الثَّلَاثَةِ مِنْ أَسْمَاءِ التَّوْحِيدِ
 فَيَكُونُ الْأَسْمَاءُ ثَلَاثُ عَشْرَةَ
 أَسْمَاءُ هَذِهِ أَصُولُ
 الْأَسْمَاءِ



وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَسَلَّمَ

اور اس کے غضب سے دور ہو کر اس کے لطف کی طرف بڑھے اور ذلیل بن کر
گدگدراتے ہوئے غمناک بن کر خوشامدی بن کر اور اپنے گناہوں
کا اعتراف کرنے والا بن کر اس کی چپکھٹ
پراسی کی طرف اسی سے

رجوع کرے اپنے گناہوں پر اس
(اللہ کی مہربانیاں اور رحمت غالب ہوں گی۔)

بیشک اللہ مہربان رحم والا بخشن والا اور کرم والا ہے۔ یا اللہ
اے مگر اسوں کو راہ راست پر لانیوالے اے گنہگاروں پر رحم فرمانیوالے تیرا علم
سب باتوں کیلئے کافی ہے اور تیرا کرم سب سوالوں کیلئے کافی ہے۔ یا اللہ ہمارے آقا
اور رسول کے مدد (خشت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل (پاک) اور آپ کے جلد صحابہ (کرم) پر
درد بھیج رب العالمین کی توفیق سے رسالہ پایہ تکمیل کو پہنچا اور اس کو طابول کیلئے
اسرار کے بیان سے اور عالم درجات سے عالم قربت تک متصف ہونیوالوں کیلئے (۹)
ناموں (کے بیان) سے موعوم کیا پھر اُس کیلئے توحید دروازہ کھلا اور اسماء
توحید میں سے تین ناموں کی بدلت علم توحید آشنائی ہوگی تو
(الطرح) یہ اسماء جمد (۳۴۹) بار اذکار نام ہوں گے
اور یہی اسماء کے
اصول ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ ہمارے آقا (خشت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل (پاک) پر اور آپ کے جلد صحابہ (کرم)
پر رحمت و درود و سلام بھیجے

حواشی

اللہ :- لغوی معنی معبود، لایق پرستش، پوجا لینے والا۔ اصل میں یہ لفظ پہلے کیا تھا ابھر کس کسے مشتق ہوا اس میں اختلاف رائے ہے اس لئے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فیصلہ فرمادیا کہ اللہ خود اپنی اصل پر ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ کی ذات میں تغیر ہی نہیں پس اس کے اسم ذات کے لفظ میں بھی تغیر نہ کرنا چاہئے۔
صوفیہ کی اصطلاح میں اللہ اس ذات کا نام ہے جو تمامی صفات کا مجموعہ ہے یعنی اسم اللہ خاص ذات اور مجمل صفات و کمال کا جامع ہے اس کا اطلاق تین مقامات پر کیا جاتا ہے۔ مقام لا تعین۔ مقام وحدت اور مقام واحدیت۔

ازل :- وہ زمانہ جس کی ابتدا نہ ہو یا جس کا اول نہ ہو۔ ازلی وہ چیز ہے پہلے عدم نہ ہو گیا اید کے مقابل ازل ہے۔
آبد :- وہ زمانہ جس کی انتہا نہ ہو جس کا کوئی آخر نہیں۔ اگر آخر ہو گا تو وہ ملید نہ ہو گا۔
ازلی وابدی :- موجود تین طرح پر ہے یا تو وہ ازلی وابدی ہے اور یہ صرف ذات واجب الوجود (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے وہ چیز جو نہ ازلی ہو نہ ابدی اور یہ دنیا یا کائنات ہے جس کا اول بھی ہے اور آخر بھی ہے۔ تیسرے وہ جو ازلی تو نہیں ہے لیکن ابدی ہے اور یہ عالم آخرت ہے کہ ازلی تو نہیں ہے لیکن ابدی ہے کہ اس کا آخر نہیں۔

ذات :- لغت میں معنی صاحب، خداوند، ہستی، ہر چیز کی حقیقت، ہر شے کی روح، طرف یا جانب ہے، اصطلاح میں ذات وجود کو کہتے ہیں اور وجود ذات، ہستی اور ہست سب ایک ہے۔
برزخ :- وہ چیز جو دو متخالف چیزوں کے درمیان مائل ہو برزخ کہتے ہیں خواہ ان دونوں چیزوں میں مناسبت

ہو یا نہ ہو جیسا کہ اعراف برزخ ہے بہشت اور دوزخ کے درمیان یا بندر دوزخ ہے انسان اور حیوان کے درمیان موت بھی قیامت کے درمیانی زمانہ کو بھی برزخ کہتے ہیں۔

حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں برزخ وہ عالم مشہود ہے جو عالم معانی اور عالم اجسام کے درمیان ہو صوفیائے کرام کے نزدیک برزخ کا استعمال مختلف جگہ استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ عالم مثال کو برزخ کہتے ہیں۔ جو عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ہو۔ (۲) متنع الوجود کو بھی برزخ

کہتے ہیں جو عالم ارواح اور اعیان ثابتہ کے درمیان ہیں۔ (۳) دل کو بھی برزخ کہتے ہیں جو روح

اور مضغہ (گوشت کے لوتھرے) کے درمیان ہے۔ (۴) صدر کو بھی برزخ کہتے ہیں جو دماغ اور

دل کے درمیان ہے۔ (۵) وحدت کو بھی برزخ کہتے ہیں جو حقیقت جمہوی احدیت اور واحدیت کے درمیان

برزخ ہے اور اسی کو برزخ الہی برزخ یا برزخ کبریٰ بھی کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مرج البحرین یلتقیان جیستھما برتخ لا یبغیان۔ اس نے دو دریا چلا دیئے

جو باہم ملتے ہیں ان کے درمیان ایک برزخ ہے وہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔ (۶) علم کو بھی

برزخ کہتے ہیں جو عالم اور معلوم کے درمیان ہے اور یہ بھی حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارہ

ہے۔ (۷) اسما کو بھی برزخ کہتے ہیں جو اعیان ثابتہ اور وجود کے درمیان ہیں۔

بقا۔ لغت میں بمعنی ”قائم رہنا“ یا ”رہنا اور فانی نہیں ہونا“ ہے۔

صوفیہ کے پاس ”بقا“ عارف کے لئے ایک مقام ہے جہاں اس کے لئے رویت حق میں کسی چیز کا حجاب

نہیں اور رویت حجاب رویت اشیا نہیں ہے۔ وہ عالم کو معدوم اور حق کو موجود دیکھتا ہے۔

تجربہ۔ لغت میں بمعنی ”برہنہ کرنا“ ”نیام سے تلوار یا ہر کالفا“ ”جھاڑ کی شاخ کا ٹٹا کہ بڑا ہو“۔

صوفیہ کے پاس اپنی خودی اور بیگانگی سے دور ہونے کو تجربہ کہتے ہیں یعنی اپنی خودی کو مٹا کر حق تعالیٰ کی خودی

میں مل جانا گویا بقا سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی ہر چیز کو فنا کر دے اور خود کو صرف اللہ کے لئے باقی رکھے۔

فنا و فنا۔ لغت میں بکسر اول فنا بمعنی گزرا اگر گزرا تو اچی (کوئے) اور فتح اول فنا بمعنی تمام ہونا اور ملاک ہونا صوفیہ کے پاس ایک تو اوصاف مذکورہ کا اپنی ذات سے نکال دینا فنا ہے جو کثرت ریاضت سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ فنا کی دوسری قسم یہ ہے کہ عالم ملک و ملکوت کا احساس باقی نہ رہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں فرد عظمت الہی اور مشاہدہ حق میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ صوفیہ کا بھی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

فنا و بقا۔ فنا کا مطلب یہ ہے کہ لذات کو اس طرح فنا کر دینا کہ بندے کے لئے کسی چیز میں کوئی خط باقی نہ رہے نیز ذات خدا میں ایسا فنا ہو جانا کہ ہر چیز سے مشغولیت فنا ہو جائے مثلاً شیخ عامر بن عبد اللہ نے فرمایا مجھے اس کی پروا بھی نہیں ہوتی کہ میں نے عورت کو دیکھا یا کسی دیوار کو۔ پس ایسا شخص ہر وقت تمام معنی لغتوں سے کٹ کر یاد الہی میں مصروف رہتا ہے اور اسی فنا کے پیچھے بقا ہوتی ہے جس کا یہ مفہوم ہے کہ انسان اپنی ہر چیز کو فنا کر دے اور خود کو صرف اللہ کے لئے باقی رکھے۔

حق کے ساتھ معدوم رہنے کا نام فنا اور حق کے ساتھ موجود رہنے کا نام بقاء ہے۔ (شیخ خراز)
علم فنا و بقا کا دار و مدار خالصانہ و صدائیت اور صبح بندگی پر ہے اور جو اس کے علاوہ بیان ہو وہ محض غلط اور کفر و الحاد ہے۔ (شیخ ابراہیم بن شیمان)

الغرض حال بقا تک رسائی کرنے والا "باقی" ایسے مقام پر فائز ہوتا ہے جہاں حق اور مخلوق میں حجاب باقی نہیں رہتا۔

منزل۔ لغوی معنی "اترنے کی جگہ" لیکن اکثر اس جگہ کے معنی میں مستعمل ہے جہاں مسافر لوگ سونے اور آرام کرنے کے لئے اترتے اور قیام کرتے ہیں۔

صوفیہ کی اصطلاح میں منزل چار ہیں جن کو ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت کہتے ہیں۔ لغت میں عالم ذات الہی کو لاہوت کہتے ہیں چنانچہ اس کے لئے کونفا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے اور متبہ صفات

کو جبروت اور تہ اسماء کو ملکوت کہتے ہیں۔

منزلِ ناسوت = جسم ہے یعنی اس جسم کو فنا کر کے مثال میں آنا۔

منزلِ ملکوت = جسم مثال ہے اس کو فنا کر کے جبروت میں آنا یعنی روح میں آنا۔

منزلِ جبروت = روح ہے اس کو فنا کر کے اعیان میں آنا۔

حضرت شیخ اکبرؒ نے شیخ الوطالبؒ مکی قدس سرہ صاحبِ قوت القلوب کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ عالم غفلت ہے اگھر مشائخ و اولیاء اس کو ”عالم وسط“ فرماتے ہیں۔

منزلِ لاہوت = اعیان ہے۔ اعیان کو لاہوت تینوں مراتب ذاتی یعنی احدیت و وحدیت اور و احدیت کے سبب سے کہتے ہیں جو ایک ہیں۔

لاہوت :- لغت میں عالم ذات الہی ہے جس میں سالک کو فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے اور مرتبہ صفات کو جبروت مرتبہ اسماء کو ملکوت کہتے ہیں۔ لاہوت اصل میں لاہو والا ہے اور حرف ننا زائد ہے اور عرب کا دستور ہے کہ جب کلمات مغلطہ کہتے ہیں تو کچھ حذف کرتے ہیں اور کچھ زیادہ کرتے ہیں تاکہ ناواقف اس کی حقیقت سے واقف نہ ہوں۔ اصطلاح میں گنج مخفی اور مقامِ تحویت کو کہتے ہیں۔

سیر :- لغت میں نازیبا جمید کے معنی لکھے گئے ہیں۔ اصطلاح میں نام کو اور اس کے ظہور کی کیفیت کو کہتے ہیں جیسا کہ حدیثِ قدسی میں اشارہ ہے۔ ”تحقیق انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹھکانہ ہے اور لوطی کے دل ہے اور دل میں روح ہے اور روح میں نور ہے اور نور میں سیر ہے اور سیر میں ہوں۔“

سیر باطن کے بارے میں صوفیائے کرام کا اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں کہ یہ روح سے پہلے اور قلب کے بعد

کا درجہ ہے۔ بعض نے اس کو روح کے بعد بلکہ اس سے اعلیٰ و لطیف تر قرار دیا ہے۔ یہ بھی فرمایا گیا کہ مہرباطن مشاہدہ کا اور روح محبت کا اور قلب معرفت کا مقام و محل ہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ”دوستی کا حال پوشیدہ رکھنا سہر ہے“

ایک حدیث شریف میں ہے۔ المحسن فی حقہ (سراسر) یعنی معرفت میرے راز ہائے سہر ہے میں یعنی حضور صلی اللہ علیہ السلام کا راز ذات الہی کی معرفت ہے کیونکہ دوسرا ایسا وصف ہے جو خدا نے تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔

۲۔ تجلی :- لغوی معنی آستکار کرنا، روشن کرنا، جلوہ کرنا ہے۔ صوفیہ کے پاس تجلی سے مراد خاصانِ خدا کے دل پر اترحق کا انرا انداز ہونا ہے جس کے باعث ان کے قلوب اپنے اندر مشاہد حق کرنے کے قابل بن جاتے ہیں، اصطلاح میں تعین اور لباس کو تجلی کہتے ہیں وحدت کو تجلی اول، واحدیت کو تجلی ثانی اور تمام تعینات کو تجلی کہتے ہیں۔ اور سائیکس کے پاس سالک کے دل پر اوار الہی سے تجلی فوری وارد ہوتی ہے جو سہر، سیاہ، سفید، سرخ رنگوں کے لحاظ سے تجلی مرثی، تجلی نفسی، تجلی شیطانی، تجلی روحی، تجلی نور محمدی، صلی اللہ علیہ وسلم اور تجلی ذاتی کا قسم پر مشتمل ہے۔

جسم :- لغت میں آتم عام ہے کہ ہر ایک چیز جو لمبائی، چوڑائی، اور اونچائی یا گہرائی رکھتی ہے۔ جسم چار عناصر یعنی پانی، آگ، ہوا، اور مٹی سے مرکب ہے۔ اور یہ جسم دو قسم پر منقسم ہے ایک جو ہر اور دوسرا عرض ہے۔

جوہر :- جوہر وہ چیز ہے جو اپنی ذات سے قائم ہو یعنی اپنے قیام میں دوسرے کی محتاج نہ ہو۔ مثلاً دیوار اور سایہ ان دونوں میں دیوار جوہر ہے کہ وہ اپنے قیام میں سایہ کی محتاج نہیں۔ خواہ سایہ رہے نہ نہ ہو وہ اپنی جگہ قائم ہے۔

عرض :- وہ چیز جو اپنے قائم رہنے میں دوسرے کی محتاج ہو مثلاً دیوار اور سایہ ان دونوں میں سایہ عرض

ہے کہ وہ اپنے قیام میں دلوں کا محاصرہ ہے اگر دلوں نے ہو تو سایہ کا وجود بھی نہ ہوگا۔
 رُوح :- لغت میں معنی جان (حیات) قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام اور جبریل علیہ السلام
 نام بھی ہے۔ اللہ ایک ہے ایک۔ عیسیٰ کا فارسی سے جو دل میں پیدا ہوتا ہے اور جو زندگی اور حیات و حرکت
 کا باعث ہوتا ہے۔ اور اللہ عظیم و عارف کے ذریعہ دل سے تمام جسم میں جاری ہوتا ہے۔ چونکہ
 یہ حیات حیوانی کا ذریعہ اور سبب ہے اس لئے اس کو "روح حیوانی" کہتے ہیں۔ صفات صوفیہ کے
 یہاں روح سے مراد "الطیفہ مدکرہ الشانی" ہے جو "قل الروح من امر ساجد"
 کے حکم کا مصداق ہے اور یہ عالم ام سے ہے اس معنی کے لحاظ سے روح اسرار قلب سے ہے۔
 روح پانچ قسم پر ہے۔ (۱) روح جمادی (۲) روح نباتی (۳) روح حیوانی (۴) روح انسانی
 (۵) روح قدسی اور روح قدسی اخیانی کی طرح۔ یہ صورتیں چاروں طرف میں آتی ہے اور لطیف
 ہوتی ہے نہ نزدیک۔ ہوتی ہے نہ دور نہ سیدھی جا سب نہ بائیں جانب ہوتی ہے نہ اوپر ہوتی ہے نہ نیچے۔
 چنانچہ حضرت شیخ محمود شبیرؒ کی نگارش میں فرماتے ہیں :-
 چہ می گویم کہ ہمت این نکتہ باریک — شب روشن میان روز تباریک —
 یعنی کیا کہوں میں کہ یہ باریک نکتہ ہے گویا تار یک دن میں روشن رات ہے۔ اور اسی طرف
 قرآن مجید اشارہ کرتا ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَيْدَ مِنْ رُوحٍ يَعْنِي مِیْنِ اس میں اپنی
 روح سے پھونکا۔



احوال و مقاماتِ صوفیہ کرام

شریعت :- نعت میں بمعنی بڑی ہنر اور پانی پہنے کی جگہ یا پانی کا وہ کنارہ جہاں سے غلوق پانی پیتا ہے اور عام مفہوم میں دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بندوں کے لئے عادات اور معاملات میں خدا کا پیدا کیا ہوا راستہ مراد ہے۔

علوم شریعت کی تدوین و اشاعت میں جو بزرگان سلف مشغول ہوئے وہ علماء کے مقدس لقب سے مشہور ہوتے بعد میں ان کی خدمات کی خصوصیت کے لحاظ سے وہ مفسرین محدثین نقباء اور متکلمین وغیرہ مختلف ناموں سے موسوم ہو گئے۔

طریق :- لغوی معنی راستہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اطوار ہیں عام اصطلاح میں تزکیہ و نفس اور تصفیہ باطن کو کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ”رسمات الیمون“ میں فرماتے ہیں کہ شریعت احکام کے ظاہری احوال کا نام ہے اور انہیں احکام پر دل جمعی کے ساتھ عمل کرنا طریقت ہے۔

حقیقت :- نعت میں ہر چیز کی اصل ہر چیز کی ماہیت، ہستی اور ہر چیز کی ذات کو حقیقت کہتے ہیں۔ صوفیہ کی اصطلاح میں حقیقت کا لفظ مختلف جگہ مستعمل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک تو یہ ہے کہ لفظ حقیقت کو مجاز کے مقابلہ میں لاتے ہیں ہر جا ظہور سے بطور تک یعنی ذات سے ظہور صفات تک۔ جیسے عالم مثال مجاز ہے اور اس کی حقیقت عالم ارواح ہے۔

دوسرے حقیقت سے مراد حق تعالیٰ کی ذات جو تمام کی حقیقت اور حقیقت الحقائق ہے کہ

ہر ایک کی حقیقت اس سے ثابت ہوتی ہے۔
 رشحات العیون میں حضرت خواجہ احرازؒ فرماتے ہیں کہ شریعت و طریقت کی جمعیت و دل جمعی
 میں رسوخ و ملکہ (جہارت) پیدا ہو جانے کے مرتبہ کا نام حقیقت ہے۔
 ایام قشیریؒ اپنے رسالہ تفسیریہ میں فرماتے ہیں کہ خدا کی بندگی کو لازم پیکرنا شریعت ہے اور اسکی
 ربوبیت کا شہادہ کرنا حقیقت ہے لہذا جو شریعت اس کی تائید کے بغیر ہو وہ نامقبول ہے اور جس حقیقت
 کے ساتھ شریعت کی قید نہ لگی ہو وہ لاحقہ حاصل ہے۔

طریقت و حقیقت جس سے صوفیہ ممتاز ہوئے دونوں شریعت کے خادم ہیں لہذا ان دونوں
 کے حاصل کرنے سے شریعت ہی کی تکمیل مقصود ہے۔

معرفت: لغوی معنی پہچاننا ہے۔ اصطلاحی معنی خدا شناسی ہے۔ صوفیہ کے پاس ذات کو ذات
 اور صفات کو صفات اور ذات کو صفات کے ساتھ اور صفات کو ذات کے ساتھ پہچاننا

معرفت ہے۔
 جو دانش یا واقفیت اکتساب اور کھفے پر کھفے سے حاصل ہوتی ہے صوفیہ اس کو علم کہتے ہیں
 اور وہ دانائی جو اس علم کے علاوہ ہے اور صرف صوفیہ کے ساتھ مخصوص ہے اس کو "معرفت"
 یا عرفان کہتے ہیں۔

ایک صوفی کا اعتقاد ہوتا ہے کہ معرفت الہی کشف کے ذریعہ براہ راست حاصل ہوتی ہے۔ یہ
 علم معرفت عقل و منطق اور مدرسہ میں بحث و درس سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی
 توفیق اور اس کے فضل پر منحصر ہے جو کہ حق تعالیٰ اپنے کرم سے ان ہی لوگوں کو عطا فرماتا ہے
 جن میں معرفت اخذ کرنے اور حقیقت وصول کرنے کی صلاحیت موجود ہے
 حدیث شریف میں آیا ہے۔ المعرفۃ اسرار علی یعنی معرفت میرا جمید ہے اور

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جمید یا راز حق تعالیٰ کی ذات ہے معرفت کی تین قسم ہیں۔ عقلی، علمی اور کشفی۔

حضرت صنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے اللہ کو پہچان لیا اس کی زبان گوئی ہو گئی یہی بات ہے جو سعدی شیرازی لغیر طرازی کہتے ہیں۔

نہ ادراک در کتبہ ذاتش رسد نہ فکر ت بغور صفاتش رسد

اس حق تعالیٰ کی ذات کی باریک نگاہ اور کمال کا حال اور اس کی صفات میں غور و فکر کو رسائی حاصل نہیں

دوسرے الفاظ میں حق تعالیٰ کی ذات کو سمجھنے سے عقل عاجز ہے اور اس کی صفات کے بارے میں سوچنے سے فکر قاصر ہے۔

تصوف: لغوی معنی پشیمینہ پہنا ہے۔ صوف بمعنی ریشم سے ماخوذ ہے اور اصطلاحی معنی تزکیہ نفس یعنی خواہش نفسانی سے پاک ہونا۔ دوسری صدی ہجری میں صوفیہ ایک مخصوص گروہ کی شکل میں ظہور میں آئے جس کا مخصوص نام ”صوفی“ رکھا گیا اور ان کے مسلک کو تصوف کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں۔ ”ظاہری و باطنی آداب شریعت سے آگاہی حاصل کرنا تصوف ہے۔ اس سے مراد اخلاق الہیہ میں کبھی کبھار تصوف کا نام اخلاق کے مترادف استعمال ہوتا ہے۔ تصوف بڑے اخلاق سے پرہیز کرتا ہے تاکہ تجلیات الہی کے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے۔ المختصر صوفیہ و کرام خلافت سے منہ موڑ کر حق تعالیٰ کی طرف ایسے مشغول ہوتے ہیں کہ اپنی خبر تک نہیں رکھتے اور اپنے میں حق تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرتے ہیں اور تحت حق و ابا خلافت احلہ“ یعنی اللہ کے اخلاق سے متصف ہو جائے کہ کا یہی معنی ہے۔

اخلاص: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا اخلاص کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرے رازوں میں سے ایک راز ہے جسے میں اس شخص کے دل میں رکھ دیتا ہوں جس

میں محبت کرتے تھے۔

اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل میں سوائے حق کے اور کوئی مشاہدہ طلب نہ کرے۔

شیخ فہیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی خاطر سے ترکِ عمل یہ ہے اور ان کے لحاظ و خاطر سے کسی عمل کا سبب لانا نہ ترک ہے۔ ان دونوں سے خلاص ہونا اخلاص ہے۔

حضرت ابوعلی دقاقؒ فرماتے ہیں۔ ”صرف حق تعالیٰ کے لئے بالارادہ عبادت گزاری کا نام اخلاص ہے۔“

حضرت خذیفہ مرثیؒ فرماتے ہیں۔ اخلاص یہ ہے کہ بندے کے ظاہر و باطن اعمال میں یکسانیت ہو جائے۔

حضرت ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں۔ ”جب بندے میں اخلاص پیدا ہو جاتا ہے تو دوسروں کی کثرت اور ریا (دکھاوے کا کام) اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔“

حضرت ذوالنون مصریؒ تین باتوں کو اخلاص کی علامات قرار دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ بندے کے نزدیک عوام کی تعریف و مذمت یکساں ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ اعمال میں اپنے اعمال کو دیکھنا

بھول جائے اور تیسرے یہ کہ یہ بھی بھول جائے کہ وہ آخرت میں اپنے اعمال کا ثواب چاہتا ہے۔

نس: مقررین باریک گاہِ الہی کے لئے مخصوص ایک حالِ روحانی ہے جو بندہ کے دل پر جمالِ حق کے اثر سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ روحانی حال اس وقت ظہور میں آتا ہے جب باطن بالکل پاک و صاف ہو۔

حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں۔ ”اس دل میں جس کے اندر آتشِ محبت سے روشن ہو اور اس دل میں جو نورِ مشاہدہ سے روشن ہو بہت فرق ہوتا ہے۔“

بعض مشائخ نے فرمایا کہ رسمیت عارفوں کا ایک درجہ ہے اور انس مریدوں کا دوسرا درجہ ہے۔

رسمیت کے وجود کے ساتھ حشمت کا اٹھا دینا انس ہے۔ (جنید بغدادیؒ)

عاشق و معشوق ایک دوسرے سے بے تکلف ہو جائیں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ ”الہی مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے“ یا حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا۔ ”الہی میں تیرا دیدار کرنا چاہتا ہوں اپنا جلوہ دکھا۔“

قُرْب۔ لغت میں نزدیکی کا معنی ہے۔ اس کی ضد بُعْد یعنی دوری ہے۔ اور حالِ قرب بندہ کے

احوال سے ایک حال ہے جس میں وہ اپنے قلب میں حق تعالیٰ سے نزدیکی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ صوفیہ کے پاس ان قرآنی آیات سے قرب کی دلیل لی جاتی ہے۔

وَقَدْ افْتَسَمَ اقْلَامُ تَبَعِهِ دَنْدٌ۔ یعنی اور خود تمھارے میں، تو کیا تمھیں سُوجھتا نہیں۔
وَنَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔ یعنی اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔
وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ۔ یعنی اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔

تَوْبَة۔ لغوی معنی گناہ پلٹنا ہے غفلت و بے خبری سے روح کا اس طرح بیدار ہونا کہ گنہگار غلط راستوں سے آگاہ ہو جائے جن پر وہ چل رہا تھا اور گدہ شہ بُرے کاموں سے نادم ہو اور ان گناہوں کو بالکل ترک کر دے اور آئندہ ان کا ہرگز ارتکاب نہ کرنے کا خاص لحاظ رکھے تو یہ توبہ دائمی ہے۔

اصطلاح میں اپنی ہستی اور اپنی خودی سے روگردان ہونا توبہ ہے جو تین قسم پر ہے۔ ایک شریعت کے گناہ مثلاً حرام کلام زنا، شراب خوری، قتل ناحق، گالی دینا وغیرہ سے پہنچ کر ناسی کا تعلق جسم سے ہے۔

دوسرے طریقت کے گناہ مثلاً حسد، بغض، غرور، کینہ وغیرہ سے اجتناب کرنا جو دل سے تعلق رکھتے ہیں۔

تیسرے حقیقت کے گناہ سے پہنچ کر ناسی کہ وہ اپنی ہستی سے چھٹکا رہا یا نا ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں۔ غوام کی توبہ گف ہوں سے ہے اور خواص کی توبہ

غفلت سے ہے

عام را تو بہ زکار ید بود
خاص را تو بہ زدید خود بود
شرح حسن المغازی نے استفسار پر تو بہ کی دو قسمیں بیان فرمائیں ایک تو بہ انابت کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس لئے ڈرو کہ وہ تم پر قادر ہے۔

اور دوسری تو بہ استجابت کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس وجہ سے شرمناک کہ وہ تم سے قریب ہے اسی لئے بزرگوں نے فرمایا وجود کذب لا یقاس ذنب یعنی تمہاری ہستی بذات خود ایک

ایسا گناہ ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے گناہ کا قیاس کرنا ہی عبث ہے۔

فقیر لغت میں فقیر ایسے درویش کو کہتے ہیں جو چند روزہ روزی اور اپنے گنہگاروں کی پرورش کی اہلیت رکھتا ہو اور فقر کی اسی حالت کو فقر کہتے ہیں گویا فقر ضد ہے غنایا تو فقر کی۔

صوفیہ کی اصطلاح میں فقر صوفی کے فقیرانہ ہی کو نہیں کہتے بلکہ غنا سے ریخت اور میلان کے فقدان

کا نام فقر ہے یعنی صوفی کے قلب کو آرزو سے بالکل خالی ہونا چاہئے۔ گویا فقیروں نے جو خلق سے

البتعات نہ رکھتا ہو۔ اور قناعت و فقر اختیار کر کے تنہائی اختیار کیا ہو اور کسی چیز کا محتاج نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الفقیر فخصی والفقیر مستی یعنی فقر میرے لئے موجب خیر ہے

اور فقر محمد سے ہے۔ آپ ہی نے دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا۔ ”فقراء مالداروں سے پانچ سو

سال پہلے جنت میں جائیں گے جو آخرت کا نصف دن ہوگا۔“

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فقیئر نہ اپنی ذات کی طرف محتاج ہوتا ہے اور نہ اپنے

غیر کی طرف۔

حضرت ابن جلا جنتہ اللہ علیہ سے فقر کے متعلق استفسار پر آپ نے خاموشی اختیار کی پھر نماز پڑھ کر باہر گئے اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر فرمایا کہ میرے پاس ایک درہم موجود تھا اللہ سے

شہر آئی کہ میں فقیہ کی بات کروں۔ لہذا آپ نے وہ درہم خرچ کر دیا اور پھر کہیں بیٹھ کر فقیر پر گفتگو کی۔

حضرت ابو بکر و راقی فرماتے تھے کہ دنیا اور آخرت دونوں اچکے فقیر کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ دنیا میں بادشاہ اس سے خراج نہیں لیتا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس سے حساب نہیں لے گا۔

صبر :- لغت میں ایک قسم کی تلخ دوا کو کہتے ہیں باؤ کو ساکن کر کے صبر بھی کہنا جائز ہے۔

صوفیہ کی اصطلاح میں خدا کی محبت اور طلب میں ثابت رہنے اور حق تعالیٰ کو پانے کی جستجو میں مشقت کمنا اور محنت پر نالائق ہونے کا نام صبر ہے۔

صبر کی فضیلت میں ارشاد باری ہے۔ اتمایو حی المصابرون اجر ہم بغیر حساب صبر کرنے والوں کو ان کا بدلہ بے حساب دیا جائے گا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں استفسار پر آپ نے فرمایا ”صبر و تحمل کا نام ایمان ہے“ اور دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا ”صبر کرنے والے فقر و قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے۔“

حضرت عمرو بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”احکام الہی پر ثابت قدم رہنا اور اللہ کی آزمائش کو خندہ پیشانی اور سکون کے ساتھ قبول کرنا صبر ہے“

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”ناک بہوں چڑھائے بغیر کڑوا گھونٹ پی جانا صبر ہے“ حضرت سہری سقلمی رحمۃ اللہ علیہ صبر کے بارے میں استفسار کے جواب میں گفتگو کر رہے تھے کہ اس دوران ان کے پاؤں پر ایک بچھو چڑھ گیا اور متعدد بار ان کے ڈنک مارا۔ لوگوں نے دیکھ کر کہا آپ اس کو نکال کیوں نہیں دیتے تو آپ نے فرمایا ”مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ میں جس کیفیت (یعنی صبر) کے بارے میں بیان کروں اور پھر خود اپنے عمل سے اس کے خلاف عمل کروں (یعنی بے صبری کا مظاہرہ کروں)“

توکل یعنی معنی خدا کو سونپنا اور اسباب دنیا سے دل اٹھا لینا اور سبب الاسباب کی طرف توجہ کرنا ہے اصطلاح میں غیر حق تعالیٰ کو نظر میں نہ لانا اور حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کے ساتھ مشغول نہ ہونا اور خود کو فانی اور حق تعالیٰ کو باقی جاننا۔ گویا اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں جو کچھ ہے اسی کا امیدوار ہونا اور ان چیزوں سے امید ہونا جو لوگوں کے پاس ہیں۔ توکل صوفیہ کے مقامات عالیہ سے ایک مقام ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک ناقہ سوار آیا اور عرض کیا ”یا رسول اللہ! کیا میں اس اونٹنی کو باندھوں یا اللہ پیر بھی دوسرے کیسے یوں ہی کھلا چھوڑ دوں“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اُس کو پہلے باندھ پھر اللہ پیر بھی دوسرے کر“

حضرت سہیل بن عبد اللہ تشریٰ فرماتے ہیں کہ توکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت اور کسب کرنا آپ کی سنت حق ہے لہذا جو شخص حضور کے حال پر ہوا اس کو آپ کی سنت ترک نہیں کرنا چاہیے۔ نیز آپ ہی کا ارشاد ہے کہ ”توکل کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسا ہو جیسے غسال کے ہاتھوں میں مردہ ہو تلے کہ وہ اسے جس طرح چاہتا ہے اُٹھا لے مگر مردہ حرکت کر سکتا ہے نہ تدبیر۔“

حضرت ابوبکر شبلیؓ کے پاس کسی نے اپنے کثیر العیال ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا ”گھر جا کر ان تمام لوگوں کو گھر سے نکال دو جبکہ کا رزق اللہ کے ذمے نہیں ہے“

توت واختیار کو ترک کر دینے کا نام توکل ہے (سہری سقطیؒ)

توکل یہ ہے کہ تم اللہ کے سامنے اس طرح رہو گویا تمہارا وجود ہی نہیں اور اللہ تمہارے سامنے ابدی و ازل صفات کے ساتھ ہے (جنید بغدادیؒ)

توکل اس کا نام ہے کہ ایک دن کی رات کی (روز کی رکھی جائے اور کل کی فکر نہ کی جائے) (شیخ ابوبکر الزقاقؒ)

رضا: لغت میں بکسر یعنی رضا بمعنی خوشنودی اور لفتح و مد یعنی رضا بمعنی خوشنود ہونا ہے اصطلاح میں رضا سے مراد بندہ کو قضاء الہی سے جو کچھ پہنچے اس سے خوشنودی کرنا یعنی قضاء پر راضی ہونا اور اس پر

بحر وسعہ کرنا۔ صبر کا مرتبہ رضا سے کمتر اور تسلیم کا مرتبہ رضا سے بالاتر ہے۔ رضا سالک کے مقامات عالی سے ہے اور مقامات کاغہتا ہے یعنی اس کے ماوراء کوئی اور مقام نہیں۔
حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے ”اے اللہ میں تجھ سے فضل کے بعد رضا مانگتا ہوں“ اس کی تشریح میں حضرت ابونعیمانؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد قضا سے پہلے ہی رضا پر غرور کرنا ہے اور حقیقی رضا قضا کے بعد ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”موسیٰ! میری رضا تو اسی میں ہے کہ تم میری قضا پر راضی ہو“ حضرت ابوعلی دقائقیؒ فرمایا ”رضایہ نہیں کہ تم مصیبت کا احساس نہ کرو بلکہ رضایہ ہے کہ تم اللہ کے حکم اور اس کی تقدیر پر اعتراض نہ کرو“ بنی رابعہ بھری سے پوچھا گیا کہ ”بندہ کب راضی برضا کہلانے کا حق دار ہے؟“

بنی نے فرمایا ”جب وہ مصیبت میں بھی اسی طرح خوش رہے جس طرح آرام میں خوش تھا“
خوف یعنی معنی ڈر اور اندیشہ ہے۔ اصطلاح میں کسی امرِ مکروہ کے پیش آنے سے ڈرنا یا کسی امرِ مستحسن کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا ڈر ہونا۔ خوف سالک کے علم و معرفت سے پیدا ہوتا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ”مأمن الحکمة مخافة الله“ یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف حکمت کا سرچشمہ ہے۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ خوف دراصل ”یقین و معرفت“ کا اول مقام ہے۔ معرفت کے حصول کے بعد خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور خوف سے زہد و صبر اور توبہ پیدا ہوتے ہیں۔
اسی کی جانب قرآن میں اشارہ ہے کہ انما یخشى الله من عباده العلماء اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو صاحبانِ علم ہیں۔

حضرت ذوالنون مہریؒ فرماتے ہیں عاشق کو جامِ محبت اس وقت دیا جاتا ہے جب خوف اس کو بدل

کی پختہ اور مضبوط بنا دیتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ خائف وہ نہیں ہے جو خوف سے ڈرتا ہے اور اپنی آنکھوں سے آنسو پیچھتا رہے بلکہ حقیقی خائف وہ ہے کہ وہ اس چیز کو ترک کر دے جو اس کے لئے عذاب کا موجب ہو۔ خائف وہی ہے جو اللہ کے سوا کسی اور چیز سے نہ ڈرے لا خوف علیہم کی شان خاصانِ خدا کی ہی ہوتی ہے۔

حضرت ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں ”خوف“ دل کا چراغ ہے جس کے ذریعہ دل کے خیر و شر کو دیکھا جاسکتا ہے حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں ”خوف ایک فرشتہ ہے جو صرف متقی کے دل میں رہتا ہے“

حضرت سفیان ثوریؒ جب بیمار ہو گئے تو آپ کے قارورہ (پیشاب) کو دیکھ کر ایک عیسائی طبیب نے کہا کہ اس شخص کا مگر خوف کی وجہ سے تھوڑے تھوڑے ہو گیا ہے اس کے بعد آپ کی نبض دیکھ کر کہا مجھے معلوم نہ تھا کہ اس قسم کے لوگ بھی مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں۔

حضرت ابوالقاسم حکیمؒ نے فرمایا ”جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے تو وہ اس سے بھاگتا ہے مگر جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ بھاگ کر اللہ ہی کی طرف آتا ہے“

رجاء در لغت میں بالفتح اور آخر میں ہمزہ کے ساتھ معنی امید یا امید رکھنا اور ڈرنا ہے۔ بالکسر یعنی ہرجاء پڑھنا خطا ہے۔ اصطلاح میں رجاء سے مراد حق تعالیٰ سے مقامِ احدیت کو اپنی محویت کے واسطے سے ہمیشہ طلب کرنا۔

رجاء و خوف میں یہ فرق ہے کہ رجاء محبت سے پیدا ہوتی ہے جبکہ خوف سالک کے علم و معرفت سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح رجاء و تمنا میں یہ فرق ہے کہ رجاء عمل پر لگائی ہے اور تمنا سستی اور کالی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت کی طرف نگاہ رکھنے کا نام رجاء ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا“ مجھے اپنے جلال و عزت کی قسم کہ میں اس شخص کو جو مجھ پر دن رات کسی ایک ساعت میں بھی ایمان لائے اس کو میں اس شخص

کے برابر قرار نہیں دوں گا جو مجھ پر (باطل) ایمان نہیں لایا۔
حضرت شیخ گرامی فرماتے ہیں کہ رجا کی علامت حسن طاعت ہے۔

شیخ ابوالعلیٰ رودباری فرماتے ہیں کہ خوف اور رجاء پر بندے کے دو بازوؤں کی طرح ہیں۔ جب دونوں بازو برابر ہوتے ہیں تو پرندہ اوپر چڑھتا ہے اور اس کی پرواز درست ہوتی ہے۔ جب ایک بازو کم ہو تو پرندہ از میں نقص پیدا ہوتا ہے اور اگر دونوں بازو جھکتے رہیں تو پرندے کی حالت نیم مردہ کی سی ہو جاتی ہے۔

اس لئے حضرت ابو عثمان مغربی فرماتے ہیں ”جس نے خود کو معرفت رجاء پر رکھا اس نے عمل چھوڑ دیا۔ اور جس نے صرف خوف پر رکھا تو وہ مایوس ہوا۔ انسان کو کچھ رجاء اور کچھ خوف کے ساتھ ہونا چاہئے البتہ کوئی دانستہ گناہ یہ گناہ کئے چلا جائے اور کہے مجھے معفرت کی امید ہے تو یہ چھوٹا ہے۔
مئے بھی پیستے ہیں تو یہ کرتے ہیں یہ بھی جاری ہے وہ بھی جاری ہے۔

شکر لغت میں پیاس اور تشنگی کو شکر کہتے ہیں۔ اصطلاح میں ”الغام کرنے دلے کی نعمت و بخشش کا اظہار و اعتراف نہایت عاجزی کے ساتھ کرنے کو شکر کہتے ہیں۔ خیایان میں لکھا ہے کہ شکر ایک فعل ہے جو مشتمل کی تعظیم پر اس کے الغام کے سبب سے دلالت کرتا ہے خواہ زبان سے ہو خواہ دل سے ہو خواہ ارکان و جوارح یعنی ہاتھ اور پاؤں سے ہو۔

اللہ تعالیٰ امیب الا سیاب ہے اور اپنی بخشش کے لئے کسی کو وسیلہ یا بربینا دیتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اس درمیانی واسطہ کا بھی شکر ادا کرے اور ساتھ اللہ تعالیٰ کا بھی۔ ورنہ جیسا کہ فرمایا جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔ اور جب ایک نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اس نعمت میں مزید نعمتوں سے اضافہ اور باقی ہی فرماتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے لَا تَشْكُرْ تَكُونُ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ اگر تم شکر ادا کرو گے تو تمہیں اور زیادہ

دیا جائے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک عا د عورت کے فرزندوں میں سے پہلے فرزند کے نام بیت المال سے وظیفہ جاری فرما دیا جس پر اس نے شکر الہی کہتے ہوئے الحمد للہ کہا تو آپ نے اس کے دوسرے بیٹے کے نام پر بھی وظیفہ جاری کر دیا اس طرح وہ الحمد للہ کہہ کر نعمت پر اللہ کا شکر کرتی جاتی اور آپ کے بعد کے بیٹے پر وظیفہ جاری کرتے جاتے۔ جب آخری فرزند باقی رہ گیا تھا تو عورت نے الحمد للہ کے بجائے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے لگی آپ نے اپنا جستم فوراً بند کر دیا عورت کی درخواست پر کہ آخری ایک بیٹا اور باقی رہ گیا ہے اس کے نام کوں وظیفہ جاری نہیں فرمایا تو آپ نے جواب دیا جب تک تو اللہ کا شکر ادا کرتی جاری تھی تیری نعمت میں اضافہ ہوتا حیا رہا تھا اور جب تو نے اللہ کا شکر ادا کرنا بند کر دیا تو اس نے بھی تیرے انعام میں اضافہ کو روک دیا۔

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جنت میں سب سے پہلے ان لوگوں کو بلایا جائے گا جو راحت اور تکلیف میں (یعنی ہر حال) اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں ہم نے ایک رباعی میں اس طرف اشارہ کیا ہے

دولت سے کوئی خوش ہے کوئی مال سے خوش اور کوئی فقط زلف و خط و خال سے خوش

اللہ کا اظہم پر کرم ہے کتنا جو حال ہو رہنما ہے اسی حال سے خوش

زہد۔ لغت میں دنیا کی خواہش و رغبت نہ رکھنے والے کو زہد اور اس کے اس وصف کو زہد کہتے ہیں زہد سالک کو مقامات طریقت سے ہر مقام کے حصول کے لئے مستعد کرتا ہے اور زہد دنیا سے علاقہ کو ہر خطا کا مہر چشمہ شمار کرتا ہے۔ صوفیائے کرام نے اپنے اپنے الفاظ میں زہد کی علیحدہ علیحدہ تعریف فرمائی ہے۔ بعض کہتے ہیں صرف حرام چیزوں سے بچنا زہد ہے کیونکہ حلال چیزوں کی اجازت تو

حق تعالیٰ نے دے رکھی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حرام کے متعلق زہد واجب ہے اور حلال چیزوں میں زہد افضل ہے۔

حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ زہد کی تین قسمیں بیان فرماتے ہیں ایک تو عوام کا زہد جو کہ حرام چیزوں کا ترک کرنا دوسرے خواص کا زہد جو کہ حلال چیزوں سے فضولیات کو ترک کرنا ہے۔ تیسرے عارفین کا زہد جو کہ ان تمام چیزوں کو ترک دینا ہے جو بندے کو اللہ سے غافل کر دیتی ہیں۔

حضرت سہل تشری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں بندگانِ خدا کا خدا کی طرف متوجہ ہونا زہد ہے شیخ ابوسلمان دارانی فرماتے ہیں کہ زہد دنیا میں ٹاٹ پہننے اور جو کی روٹی کھانے کا نام نہیں ہے بلکہ دنیا سے دل نہ لگانا اور امیدوں و آرزوں کا کوٹنا کہ زہد ہے۔

شیخ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زہد میں تین حرف (س، ط، د) ہیں س سے مراد ترک زینت ہے ط سے مراد ترک ہوا خواہشات ہے اور د سے مراد ترک دنیا ہے۔

ذکر :- لغت میں یاد کرنے کو کہتے ہیں لیکن اصطلاح میں خدائے تعالیٰ کا نام لینا اور اس میں نکرنا ذکر کہلاتا ہے ذکر کو عبادت میں افضل اور معاملاتِ بندگی میں اشرف قرار دیا گیا ہے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ سب سے افضل ذکر ہے۔ اگر زبان کے تلفظ کے ساتھ ذکر ذکر کرے تو اس کو ذکرِ جلی کہتے ہیں۔ اور اگر صرف دل سے ان الفاظ کو ادا کیا جائے مگر زبان سے ادا نہ ہو تو یہ ذکرِ خفی کہلاتا ہے۔ صوفیائے کرام کے نزدیک بہترین ذکر وہ ہے کہ زبان اور دل دونوں ذکر میں مشغول ہوں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کی اُمت کو جو کچھ دیکھا وہ کسی اور اُمت کو نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا کیا چیز ہے تو جبرئیل نے کہا خدا کے دُعا اذکر کہ کو یعنی تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ یہ بات اللہ

نکھی اور اُمت سے نہیں کہی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

وَاذْكُرْ دَاحِلَةَ كَثِيرٍ مِّنْ عِلْمِكُمْ تَقْلَحُونَ یعنی ”اور اللہ کی بہت یاد کرو تاکہ تم ملاح پاؤ۔“
الَّذِينَ كَسَى اللّٰهُ تَطَافُثًا الْقُلُوبِ یعنی ”سن لو اللہ کی یاد میں ہیں دلوں کا چین ہے“
الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اٰلِهَةً قِيَاصًا وَقُعُودًا عَلٰى جَنُوبِهِمْ
یعنی (عقل مند) وہ لوگ ہیں جو کھڑے بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک دنیا میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی رہے گا تو اس وقت تک
قیامت نہ پائے ہوگی۔

امام قشیریؒ فرماتے ہیں ”زبان کے ذکر کے ذریعہ سے ہی دل کے ذکر کو ہمیشہ قائم رکھ سکتا ہے
مگر دل کے ذکر کی تاخیر ہوتی ہے۔“

حضرت ابو علی دقانؒ فرماتے ہیں ”اللہ کی راہ میں ذکر ایک مضبوط ستون ہے بلکہ اسی پر سارا دار و مدار
ہے اور ذکر الہی کے بغیر کوئی شخص اللہ تک نہیں پہنچ سکتا۔“

حضرت ابو محمد جریریؒ فرماتے ہیں ”ہمارے مریدوں میں سے ایک شخص کثرت سے اللہ اللہ کا ذکر کرتا
تھا۔ ایک دن اس کے سر پر شہتیر گرا جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا اور خون زمین پر بہنے لگا جس
سے زمین پر اللہ اللہ لکھا ہوا تھا۔“

حضرت سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ جنت کی زمین ہوا ہے جب ذکر کر کے تپے تو فرشتے اس میں درخت
لگاتے ہیں۔ جب کوئی درخت لگاتے لگاتے رک جاتا ہے تو دوسرے فرشتے پوچھتے ہیں کہ تو کیوں
رک گیا وہ کہتا ہے میرا آدمی (ذکر) سست ہو گیا ہے۔

وَرُءٍ :- ورع کے لغوی معنی پرہیزگاری۔ اور اصطلاح میں ”ورع“ سے مراد ہے کہ
شبہات سے اس طرح پرہیز کرنا کہ ہمیں حرام باتوں میں سے کوئی بات واقع نہ ہو جائے اور ورع

کہلاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ملائک دینکو دس ع = تمہاری دینداری کی اصل پر ہیز گاری پر ہے۔

حضرت ابراہیم اظمؑ فرماتے ہیں کہ ہر شہتہ چیز کو چھوڑ دینا ورع ہے۔

حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں ”ورع یہ ہے کہ تم شہوات سے بالکل پاک و صاف بچ کر نکلی آؤ اور ہر لمحہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو۔“

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ورع سے زیادہ آسان چیز نہیں دیکھی۔ جو چیز تمہارے دل میں کھٹکے اسے چھوڑ دو یہی ورع ہے۔“

حضرت بشر حافیؒ کی بہن امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں۔ ”ہم اپنے مکان کی چھت پر سوت کاتتے ہیں تو ظاہر یہ نامی ظالم لوگوں کی جو مشعلیں سامنے سے گزرتی ہیں ان کی شعاعیں چھت پر پڑتی ہیں۔ کیا ان مشعلوں کی روشنی میں سوت کاتنا جائز ہے؟“

حضرت امام احمد حنبلؒ نے یہ سن کر رو پڑے اور فرمایا ”تمہارے ہی گھر سے تو سچی پرہیز گاری (ورع) نکلتی ہے۔ اس روشنی میں تم سوت نہ کاتا کرو۔“



نفسانی خواہشات اور برک اخلاق

نفس۔ لغت میں یقیناً یعنی نفس بمعنی دم سانس اور وہ ہے راحت دل اور دفعِ بخار کے لئے ناک

یا منہ کے راستے سے ہوا کا کھینچنا اور چھوڑنا اس کی جمع انفا ہے۔

اور فنا کو سکا لک کے ساتھ یعنی نفس بمعنی جان روح ہستی اور شی کی حقیقت ہے اس کی

جمع نفوس ہے۔

نفسِ آمارہ: نفس چار قسم پر ہے۔ امارہ، لوامہ، مطمئنہ اور ملہمہ۔ عام لہو نفس سے مراد انسان میں ایک

عصر بد و فاسد ہوتا ہے جو سر ملہم ہوا ہوگی یا منع شہوت ہوتا ہے۔ یہی نفسِ امارہ کہلاتا ہے

اور شہوات کی پیروی پر آمھارتا ہے۔ اس نفس کی مخالفت تمام عبادتوں کی اصل اور ان کا

راز ہے اس کی موافقت ہلاکت ہے اور مخالفت نجات ہے۔ عارفوں اور صوفیوں کے طہوتات

اسی نفس کی مخالفت کی تعلیمات سے بھری ہوئی ہیں۔ اسی نفس کو نفسِ امارہ کہتے ہیں۔

(۱) ایک نفسِ آمارہ ہے جو لذائذ اور حظوظ فانی کی طرف شدت سے اکتانے والا جیسا کہ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا۔ ات النفس لامرئۃ بالسوء یعنی بے شک نفس بے کی طرف کھینچ

والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المجاہد من جاهد نفسه یعنی دیرِ اصل

مجاہد تو وہی ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے ۵

ہنسنگ وارڈ مارا و شیر زمارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفسِ آمارہ کو گر مارا

اور اسی حجابہ نفس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”جہاد اکبر“ قرار دیتے ہوئے ایک غزوہ سے واپسی پر فرمایا ”ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں۔“
حضرت ابوعثمان مغربیؒ فرماتے ہیں ”جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ جہاد سے کہ بغیر می طریقت کے کچھ اسرار اس پہ عمل جائیں گے یا کچھ امور اس پر واضح ہو جائیں گے تو وہ ہر امر غلطی پر ہے۔“
حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سب سے پہلا فضل یہ فرمایا کہ نفس کے خس دھاننا شک کو میرے سامنے سے دور کر دیا۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور موقع پر فرمایا کہ ”مجھے اپنی اُمت پر سب سے زیادہ اندیشہ خواہشات کی پیروی اور لمبی عمری آرزوں سے ہے“ جس کی تشریح میں امام قشیریؒ فرماتے ہیں ”مخالفت کی تلوار سے نفس کو ذبح کرنے کا نام ہی اسلام ہے“

نفسِ لَوَاۡمَہ۔ جو دل کے نور ہدایت کے ذریعہ اپنے آپ کو گناہوں میں مرتکب ہونے پر بہت طاقت کرتا ہے یعنی جب دل کے واسطے سے نفس پر نواز چکے ہیں تو اس کو اپنی خرابیوں اور کمزوریوں کا ادراک ہونے لگتا ہے اور بڑی پر طاقت کے ذریعہ وہ گناہوں سے دور رہنا چاہتا ہے۔ اور جب گناہ ہوتا ہے تو متفعل اور شرمندہ ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے اور یہ نفس صلحا اور اولیاء کو حاصل ہے جس کا اشارہ قرآن میں ہے لَا اقصر بالانفس اللوامہ یعنی میں قسم نہیں کھاتا ہوں نفسِ لوامہ (طاقت کرنے والے) کی۔

نفسِ مُطْمَئِنِّنَہ۔ جو صفات ذمیرہ سے صاف اور اخلاق حمیدہ سے متصف قرب الہی میں فائز ہو کر اطمینان کو پہنچتا ہے یعنی عجب نفس میں جب الہامی کیفیت دائم و قائم ہو جاتی ہے اور وہ صلاح کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ جاتا ہے اور اس کو یہ اطمینان ذکر الہی کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اَلَا بَدُنْ کَآءِیْلٌ نَّظْمٰنِ الْعُلُوْبِ یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ ذکر الہی سے دلوں کو اطمینان

نعیب ہوتا ہے۔ جب یہ اطمینان حاصل ہو گیا تو پھر ایشان کو مقام عبودیت اور مقام رضا حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمطمئنة اس جی الی س جگ س اخیتہ**۔ ”اے نفس مطمئنہ! اپنے پروردگار کی طرف پھر جا اس حال میں کہ خوش اور پسندیدہ ہے۔“ **نفس مطمئنہ** جس میں خیر و تقویٰ پر اکساہٹ پیدا ہوتی ہے تو دل میں الہامی طور پر مختلف ارادے گزرتے ہیں۔ جن پر عمل کرنے کے لیے عاقل و فہم ہوتا ہے۔ یہ نفس ملہم کی قسم ہے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”یہی ہے جس کے اندر یہ تین خاص باتیں پائی جاتیں ایک تو یہ کہ کسی تاخیر کے بغیر فوراً اس کو روئے عمل لایا جائے دوسرے یہ کہ یہی کی کو معمولی سمجھا جائے۔ تیسرے یہ کہ یہی کی کو پوشیدہ طور پر کیا جائے۔“

نخل :- لغوی معنی کچھ سی یا تنگ دلی ہے اور اصطلاح میں یہ صفت سخاوت کی ضد ہے جس کے سبب اللہ کی کار سازی پر سے نخیل کا بھر و سہ ختم ہو جاتا ہے۔ نخل کسی برائیوں اور بد اخلاقیوں کی مال ہے مثلاً تنگ نظری لالچ کم ظرفی بے رحمی اور کمینہ پن وغیرہ سفلی عادتیں اسی نخل کی پیداوار ہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سنی اللہ سے بھی قریب ہوتا ہے نیز لوگوں سے بھی اور جنت سے بھی قریب ہوتا ہے لیکن دور رخ سے دور ہوتا ہے اور نخیل کو دور سے جو جھلکے سے بھی دور ہوتا ہے لوگوں سے بھی اور جنت سے بھی دور ہوتا ہے لیکن دور رخ سے قریب ہوتا ہے۔ اور جاں سنی اللہ تعالیٰ کو نخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے۔“

صوفیہ کرام نے ہمیشہ سخاوت فیاضی اور کشادہ دلی کو ہی اپنایا۔ اور نخل کو قریب پھینکنے تک نہیں دیتے تھے حتیٰ کہ حضرت بشر بن الحارثؓ تو فرماتے ہیں کہ ”نخیل کو دیکھنا دل کو سخت کر دیتا ہے۔“

حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کسی عورت نے ایک پیالہ بھر شہد مالکا تو آپ نے اس کو شہد کا پورا شہدہ دیدیا۔ اس پر کسی کے اعتراض پر فرمایا ”اس نے اپنی ضرورت کے مطابق مالکا اور میں نے اس انعام کے مطابق دیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کیا ہے۔“

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ایک بار رونے لگے۔ استفسار پر فرمایا کہ ”سات دن سے میرے پاس کوئی دھان نہیں آیا مجھے اندیشہ ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے کہیں ذلیل تو نہیں کر دیا۔“

بغض

یعنی محبت کینہ، کپٹ، کھوٹ، نفاق، دشمنی یا بیہوشی۔ دل میں عداوت کا جذبہ جب جوڑ پکڑ لیتا ہے تو دشمنی میں یہ شدت کی کیفیت بغض یا کینہ کہلاتی ہے جو دراصل دل کے کھوٹ کا نتیجہ ہے۔ دل میں جب یہ کھوٹ اور کمزورتی جم جاتی ہے تو نیکی اور صفائی کو اتنے نہیں دیتی جس کے سبب وہ آدمی بااخلاق ہو کر رہ جاتا ہے۔ دل میں ایسے میل اور سیر کے سدباب کے طور پر اسلام میں سلام مصافحہ اور معاہدہ کی ترغیب ہی ہمیں ملے گی۔ احکام دیئے گئے ہیں اور اس کا اثر ثواب بتایا گیا ہے تاکہ ملنے جلنے سے بغض کا آغاز ہی نہ ہونے پائے یا اگر کچھ میل ہو تو دل سے دور ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے دشمن بخشنہ کو اعمال پیش ہوتے ہیں جس نے مغفرت مانگی اس کو مغفرت اور جس نے توبہ کی اس کی توبہ کو قبولیت عطا ہوتی ہے لیکن بغض و کینہ رکھنے والوں کے اعمال ان کے بغض کے سبب جب تک کہ اس سے وہ باز نہ آجائیں واپس کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ بغض بظلم ہے جس نے یہ بھی کہہ دیا ہے جو مراۓ سید شریفیؒ نے بار نہ آجائیں واپس کر دیئے جاتے ہیں۔ اور اصطلاح عام میں خداوند تعالیٰ کے سبب کی کاہلیاں چھو لانا دیکھ کر اس پر جلنا اور کڑھنا نیز اس کے زوال پر خوش ہونا حد کہلاتا ہے۔ حد کرنے والا شخص کتنا بے نصیب ہو گا کہ اپنے دل میں خود ہی حد کی آگ سلگاتا ہے اور خود ہی اس میں جلتا رہتا ہے اور حد کے سبب کبھی ایسے سنگین گناہوں کا بھی ارتکاب کر بیٹھتا ہے کہ حکم الہی اس کو منکر کے طور پر دوزخ کی آگ میں بھی جلنا پڑتا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حد سے بچو کیونکہ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حد نے آگسا یا تو اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں ہر انسان کو راضی کر سکتا ہوں سوائے حاسد کے کیونکہ وہ مجھ سے تمت زائل ہوئے بغیر مجھ سے راضی ہونے کا نام نہیں لیتا۔“

حُصْنٌ :- لغوی معنی لایح، طبع، ہوس، بیحد آرزو یا خواہش کو کہلے اور اصطلاح میں اپنی ضرورت سے زیادہ حاصل کرنے کی خواہش رکھنا حوص کہلاتا ہے جو دنیا سے بے حد رغبت اور محبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”دو مھموں کے پھیلنے کو بکریوں میں چھوڑ دینے سے اس قدر نقصان نہیں ہوتا جتنا کہ دین کو مال و عزت کی حرص خراب کر دیتی ہے“ دوسری جگہ ارشاد بنوی ہے ”میری امت کے اولیاء مال جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ دنیا سے ان کی خواہش صرف اتنی ہوگی کہ بھوک دفع ہو جائے اور ستر پوشی ہو جائے“ یہی نسبت ہے کہ صوفیاء کو امام نے حوص کرنے والے شخص کو ایک کتے سے بھی بدتر قرار دیا ہے کہ کتا اپنی ضرورت کی تکمیل کے بعد مٹ جاتا ہے جبکہ حوصلے آدمی ایسا نہیں کرتا۔

لیکن آخرت کے معاملہ میں حوصلے کا جذبہ پسندیدہ ہے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں ”عقل مند شخص وہ ہے جو دنیاوی امور کی تدبیر، قناعت اور پس و پیش سے کہے اور آخرت کے امور میں تدبیر حرص اور جلد بازی سے کہے اور دین کے امور میں علم و سعی کے ساتھ تدبیر کرے“

تکبر :- کبر سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی غرور کرنا یا اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ہے۔

تکبر کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی اپنی کسی خوبی و کمال یا اپنے بلند مرتبہ کے سبب دیگر کسی اور وجہ سے برتری کے احساس میں اس قدر مبتلا ہو جائے کہ وہ خود کو بڑا اور برتر اور دوسروں کو حقیر سمجھنے لگے۔ اسی غرور کے اظہار کا نام تکبر ہے۔ یہ ایک شیطانی خصلت ہے جو انسان کو اخلاق کے اعلیٰ مقام سے بد اخلاقی کی گہری پستی میں ڈھکیل دیتی ہے کیونکہ غرور و تکبر کا اولین مظاہر ابلیس کی طرف سے ہوا جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابل خود کو بڑا اور اعلیٰ سمجھا تو تا قیامت اس کو ذلت و لعنت ملی اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہی نے ابلیس کو اُکسا یا کہ آدم کو سجدہ نہ کرنا۔

قرآن پاک میں کئی مقامات پر تکبر کرنے والوں کے متعلق وعیدیں آئی ہیں کہ انھیں اللہ تعالیٰ عذاب دے گا۔

اور جہنم کا حق دار ٹھہرایا مثلاً سورہ نحل میں ارشاد ربانی ہے ”بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا“ اور دوسری جگہ سورہ نعر میں ارشاد ہے ”کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ نہیں تو تکبر کرنے والوں کا اعتبار اٹھکانا ہے۔“

تکبر میں مبتلا ہونے کے کئی اسباب ہوتے ہیں۔ کبھی اپنے خاندان کے حسب و نسب پر کبھی اپنی عقل و فراست پر کبھی اپنے زہد و طاعت پر تو کبھی اپنے تمول و دولت پر تکبر کر کے دوسروں کو اپنے مقابل حقیر و ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ متکبر آدمی اپنے احساس برتری اور غرور کے نشہ میں مست و بے خود ہو کر سینہ تان کر چلتا اور دوسروں کے ساتھ تہرور چڑھا کر منہ بنا کر بات کرتا ہے قرآن نے اگو بھی سخت منع فرمایا سورہ نجا میں ہے ”اور زمین پر کمر نہ چلو“ بے شک تو اس طرح نہ تو زمین کو بچاڑ سکے گا اور نہ ہی پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکے گا“ سورہ لقمان میں ارشاد ہوا۔ ”لوگوں سے بے رخی سے پیش نہ آؤ اور زمین پر اتار کر نہ چلے بے شک اللہ تعالیٰ کسی گنہگار اور غرور کرنے والے آدمی کو پسند نہیں فرماتا۔“

اسیٹے حضرت ابوسلمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”جو شخص اپنے آپ کو گھٹاتا نہیں وہ دوسروں کی نظر میں بلند نہیں ہو سکتا“ یہ ضرب المثل عام ہے کہ غرور کا سر بہت جلد نیچا ہو جاتا ہے چنانچہ ایک حدیث تدکی میں ارشاد الہی ہے ”تکبر میری چادر ہے جو بھی اس چادر کو کھینچے گا اس کو میں دوزخ میں جھونک دوں گا۔“

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس کی تصدیق کرتا ہے کہ ”وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔“

تکبر کو دور کرنے کا بہترین نسخہ یہ ہے کہ اپنے میں غرور و انکساری اور تواضع کا وصف پیدا کریں۔ قرآن میں خود ارشاد الہی ہے ”رحمن کے بند وہ ہیں جو زمین میں عاجزی سے چلتے ہیں“ چنانچہ یہ مثل بڑی مقبول ہے کہ میوہ دار شاخ ہمیشہ جھکی ہوئی رہتی ہے بقول ایک شاعر

مجھک کے ملنا بڑی کرامت ہے اس سے دنیا مرید ہوتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ خود اپنے گھر میں بھار دیتے اپنے کپڑوں کو بیوند لگاتے، اپنا جوتا آپ سی لیتے، اُٹنے کے آگے چارہ ڈالتے، بکری کا دودھ خود دوھتے، چھوٹے بچے سے بھی ملنے تو سلام میں خود سبقت فرماتے، ان اوصاف مبارکہ میں نیکر کا شامیرنگ نظر نہیں آنا حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ مدینہ کے گورنر ہونے کے باوجود اپنی پشت پر لکڑیوں کا گھٹالے کر بازار سے گزرنے میں کوئی عیب یا عالم گز نہیں سمجھتے تھے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ قادریہ کی تعلیمات طریقت میں تواضع کو ایک لازمی بنیادی اصول کی حیثیت حاصل ہے۔

غیبت: لغت اور اصطلاح میں کسی کی متعلقہ چیز کا عیب بیان کرنا غیبت ہے۔

غیبت ایک ایسی برائی ہے جو بد اخلاقی کی انتہائی حدوں تک پہنچی ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے عیبوں کو بیان کرنا یعنی ایسی باتیں کرنا جو اس کے سامنے کی جائیں تو اسے بُری اور ناگوار لگیں۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ تو غیبت کو ”اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا“ قرار دیا گیا ہے۔ تو دوسری جگہ سورہ حجرات ”تم میں سے کوئی بھی پس پشت کسی کو برائہ کہے“ کے ارشاد کے ذریعے پس پشت کسی کی بُرائی کرنے یعنی غیبت کرنے سے واضح طور پر منع کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہ صرف غیبت سے بچنے کی تلقین فرمائی بلکہ اس کے سبب پیدا ہونے والے بُرے انجام سے بھی آگاہ فرمایا چنانچہ حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ہی ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے چھپے پٹا کرو ورنہ اللہ کے جو کوئی کسی کے چھپے ہوئے عیب کی ٹوہ میں رہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریگا اس کے گھر میں اس کو ذلیل و رسوا کرے گا۔“

دوسری حدیث شریف میں حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”غیبت زنا سے بھی زیادہ سنگین تر ہے۔ لوگوں کے استفسار پر کہ یہ کیسے

ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ زنا کار شرمندہ ہو یا رکازہ اللہی میں تو بہ کا طلب گار موقوف اللہ تعالیٰ ایسے معاف فرمادیتا ہے لیکن غیبت کا جرم اسی صورت میں معاف ہو سکتا ہے جبکہ وہ آدمی خود معاف کرے یا غیبت کی گئی ہو غیبت کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں جس کی وہ غیبت کرتا ہے اور اس کی برائیاں غیبت کرنے والے کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غیبت کے بارے میں کسی سے سنا تو آپ نے اس کے پاس بطور تحفہ طبع بصری میٹھائی، بصری دیدی اور کہلا بھیجا ”تم نے اپنی نیکیوں کا جو تحفہ مجھے دیا ہے اس کے لئے بطور ہدیہ شکر یہ میٹھائی حاضر ہے قبول فرمائیے۔ یہ کبھی میں واقعی موجود ہو سکتا ہوں گا کہ جسے پس پشت ایسی بات بیان کی جائے جو اس شخص میں موجود ہی نہیں تو اس جھوٹے الزام کو بہتان کہتے ہیں۔ ایسا کرتے پر بھی سخت منع فرمایا گیا ہے جیسا کہ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اور شواہد ملتا ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کے ارادہ سے کوئی بات اس کے سر تھوپے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جہنم کے پل پر رکھ دے گا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے کہے کی منہ پایا ہے۔ اس لئے حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی مومن کی تریف نہیں کر سکتے تو کم از کم اس کی مذمت بھی مت کرو۔ اگر تم اسے فائدہ بھی نہیں پہونچا سکتے تو اس کو لعنہ بھی مت پہونچاؤ۔ اگر تم اس کو خوش نہیں کر سکتے تو کم از کم اسے منحوم بھی مت کرو۔“

شہوت :- لغوی معنی لذت اور متعنت حاصل کرنے کی غرض سے نفس کی آرزو یا شوق کو شہوت کہتے ہیں۔ بعض لغات میں خواہ طعام کی خواہش ہو یا جنسی خواہش دونوں کو شہوت کہتے ہیں۔ دراصل طعام اور جنس یہ دونوں انسان کی فطری خواہشیں بھی ہیں اور نفس کی تقویت کے اسباب بھی۔ چونکہ اسلام ایک فطری مذہب ہے اس لئے شریعت بھی فطرت کے ہی عین مطابق بقائے جسم و جان کے لئے اعلیٰ حد و وقیود کے ساتھ کما حقہ طعام اور جنس دونوں کی خواہشوں کو جائز ہی نہیں بلکہ ضروری قرار دیا

روحانی دوکانات تیسری فصل

قرآن پاک کے سورہ توبہ کی آیت عَلَّا میں حق تعالیٰ نے مومنوں سے خرید و فروخت کے معاملہ کا اس طرح ذکر فرمایا ”اِنَّ اَكْمَلَ شَرِّی

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلْمُسْتَهْدِمِیْنَ اَلْهَوَیَّاتِ لِهَوَیِّ الْجَنَّةِ“ یعنی ”بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس کے بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے“

دنیا کی خرید و فروخت میں نفع اور نقصان دونوں ہوا کرتے ہیں لیکن ایمان کے اس سودے میں نقصان کا تصور ہی نہیں بلکہ نفع ہی نفع ہے وہ بھی جنت اور جنت میں موجود ساری نعمتوں کی صورت میں ہے اور آخرت کے ان منافع سے صرف روح ہی متمتع ہوتی ہے۔

سراسر ار کی دوسری فصل میں پہلے یہ بیان تھا کہ کس طرح خالق الکر نے روح قدسی کو عالم لاہوت میں بہترین صورت میں پیدا فرمایا۔ جو نزول کرتے ہوئے نیچے کے درجے یعنی عالم جبروت میں آئی تو روح سلطانی ہوئی اس کے نیچے عالم ملکوت میں آئی تو روح روحانی ہوئی اور سب سے نیچے کے درجے یعنی عالم ملک میں آئی تو عنقریب لباس میں روح جسمانی کی شکل اختیار کر گئی۔ اب تیسری فصل میں بتایا گیا ہے کہ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے ذریعہ باطنی کمالات حاصل ہوتے جاتے ہیں۔ جن کی بدولت سب سے نیچے کے درجہ اسفل السافلین سے روح جسمانی سیر اور ترقی کرتے ہوئے اسی ترتیب سے عالم ملکوت میں روح حائے عالم جبروت میں روح سلطانی اور بالآخر مقام ”اعلیٰ علیین“ میں پہنچ کر روح قدسی کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ اسی کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ روحانی دوکانات کی اصطلاح میں یہ واضح فرماتے ہیں کہ اس معاملت کے دوران روح کو کیا کمالات اختیار کرتے ہیں اور ان کے منافع کیا ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ کیلئے ذیل میں ان کو ایک جدول میں ظاہر کیا جاتا ہے تاکہ سمجھنے میں سہولت ہو۔

﴿روح کے انواع، مقامات، تعینات و کمالات بیک نظر﴾

نوع	روح کی نوعیت	روح کا مقام	کس عالم سے نسبت ہے	سہ ماہیہ (پونجی)	کاروبار و محالیت	منازع	آخرت میں ٹھکانہ
۱	روح جسمانی	بدن (اعضاء و ظاہری)	مملکت	علم غریبیت	ظاہری احکام کی روشنی میں فرض و اعمال کی بلاتشرک پابندی کرنا جو کسی کو کھلنے یا سنانے کے لئے نہ ہو	دلالت / مکاشفات عالم ملک میں تحت الشریعہ ہے جہاں جو رحل غلمان شراب و غیرہ کی نعمتیں ہوں گی بدن کے راز کو دیکھ لینا وغیرہ	جنت المادوی
۲	روح روحانی	قلب	ملکوت	علم طریقت	بارہ اسماء و اصول میں پھیلنے چار ناموں کا آل طرح ذکر و شغل جو کہ آواز و عرف سے بے نیاز ہو	قلب کی زندگی اور عالم ملکوت کا مشاہدہ مثلاً جنت کے انوار اور فرشتے وغیرہ اہل جنت کا مشاہدہ اور بلا حروف و صدو ابجد کا بات چیت کرنا	جنت الغنیم
۳	روح سلطانی	خود	جبروت	علم معرفت	بارہ اسماء و اصول ہیں سے درمیانی چار ناموں کا قلب کی زبان سے دائمی ذکر کرنا	جہاں الہی کے عکس کا دیدار ہوتا	جنت الفردوس
۴	روح قدسی	سر	لاوت	علم حقیقت	بارہ اسماء و اصول ہیں کے آخری چار اسماء و حقیقت میں یک زبان سے دائمی ذکر کرنا	فصلی حافی کا ظہور اور اس کا اشہد و معاشی یعنی اللہ تعالیٰ کے جلوہ و تجلی کا نظارہ کرنا	اعلیٰ علیین

علم کی تشریح (چوتھی فصل) ۶۳ قرآنی آیات کی تفسیر و تاویل اور اشارات سے متعلق سورۃ آل عمران کی آیت مثلاً یعنی وما یعلو قوا ویلہ الا اللہ ^{سبحون}

فی العلم کا ذکر آیا تھا۔ قرآن میں اس آیت کے الفاظ (الا اللہ) کے بعد وقف لازم ہے جس پر پھر ناجائز ہے اس کے بعد ہی آیت کے آگے کے الفاظ (والسبحون فی العلم) پڑھے جائیں گے۔

لیکن حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ یہاں فرماتے ہیں کہ ایک قول کے مطابق وقف کرنے کے بجائے حرف عطف (و) کے ساتھ مل کر ایک ساتھ پڑھنے سے بلا وقف آیت اس طرح ہو جائے گی (وما

یعلو قوا ویلہ الا اللہ والسبحون فی العلم) جس کے معنی ہو جائیں گے (اللہ تعالیٰ اور علماء و راسخ کے سوا اس آیت کی تاویل سے کوئی اور واقف نہیں) چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے

”اَنَا مِنَ السَّاسِخِیْنَ لَکِنَّیْنَ یَعْلَمُوْنَ تَاوِیْلَہُ“ یعنی میں ان (علماء) راسخین میں ہوں جو اس کی تاویل سے واقف ہیں۔ کیونکہ مفسرین کلام نے لمجاظ معنی و مفہوم قرآنی آیات کو دو طرح

پر تقسیم فرمایا ہے۔ جن آیات کے معنی بالکل واضح ہوں وہ آیات محکمات کہلاتی ہیں اور جن کا مفہوم مشتبہ (غیر واضح) ہو تو ان کو آیات مشتبہات کہنا جائز ہے۔ یہاں آیات کی تاویل سے واقفیت سے ان آیات مشتبہات

کی تاویل مراد ہے۔

صلوۃ التسبیح (اکیسویں فصل) ۱۴۹ چونکہ اس نماز کے ہر رکن میں تیسرے کلمہ یعنی سبحان اللہ الحمد الخ کی تسبیح پڑھی جاتی ہے اس لئے اس کو صلوۃ التسبیح کہتے ہیں

صلوۃ التسبیح کے بارے میں ایک نہیں کسی احادیث موجود ہیں مگر روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت فیصل بن عباس رضی اللہ عنہما البورانی اور حضرت انس وغیرہ رضی اللہ عنہم نے فرمائی۔ چنانچہ کتاب ہذا میں صلوۃ التسبیح

جو ترکیب بیان کی گئی ہے وہ شافعی مذہب کے مطابق ہے اور جو ابو داؤد ابن ماجہ اور بیہقی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور ترمذی میں حضرت البورانی رضی اللہ عنہ کی روایت سے منقول ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت عباس بن عبد المطلبؓ سے فرمایا ”چچا جان! کیا میں آپ کے ساتھ کچھ سلوک نہ کروں؟ کیا آپ کو کچھ تحفہ یا عطیہ نہ دوں؟“ کیا آپ کو کچھ نفع نہ پہنچاؤں؟ تو حضرت عباسؓ نے فرمایا ”کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور سلوک کیجئے۔ تحفہ دیجئے۔ نفع پہنچاؤ۔“ چنانچہ حضورؐ نے چار رکعت تسبیح پڑھنے کا طریقہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ ”تھیلے کی ریت کے برابر بھی اگر آپ کے گناہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا“ نیز یہ بھی تاکید فرمائی کہ ”محکم ہو تو یہ نماز روزانہ ایک بار پڑھا کرو ورنہ ہر ہفتہ میں ہر روز جمعہ ایک بار ورنہ ہر جمعہ میں ایک بار ورنہ ہر سال میں ایک بار ورنہ کم از کم ہر مہینہ میں ایک بار پڑھو۔“

مذہب حنفی کے لحاظ سے احادیث مذکورہ بالا بطحاظ اسناد زیادہ صحیح ثابت نہیں علمائے خلاف کے پاس حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی روایت کا اعتبار ہے جس کی رو سے صلوٰۃ تسبیح ادا کرنے کا طریقہ قدرے مختلف ہے۔

احناف اور شوافع دونوں کے پاس صلوٰۃ تسبیح کی جملہ چار رکعتیں ہی مقرر ہیں نیز تسبیح کی تعداد ہر رکعت میں پچھتر اور چار رکعت میں جملہ تین سو پچھتر بھی دونوں کا اتفاق ہے علاوہ ازیں ہر رکعت میں رکوع ”قومہ“ سجدہ اول ”جلسہ“ سجدہ ثانی میں دس دس بار تسبیح پڑھنے پر بھی دونوں متفق ہیں البتہ صرف فرق یہ ہے کہ شافعی مذہب میں ہر رکعت کے قیام میں قراوت کے بعد پندرہ بار اور سجدہ ثانی کے بعد قیام کے لئے اٹھنے سے پہلے بیٹھ کر ہی دس بار تسبیح پڑھیں۔ اس کے برخلاف حنفی مذہب میں ہر رکعت میں قیام کی حالت میں تنہا و بعد یعنی قراوت شروع کرنے سے قبل ہی پندرہ بار اور قراوت (یعنی سورہ فاتحہ و ضم سورہ) کے بعد قیام کی حالت میں ہی دس بار تسبیح پڑھیں اس کے بعد رکوع کریں سجدہ ثانی کے بعد بیٹھیں نہیں بلکہ فوراً قیام کے لئے کھڑے ہو جائیں کیونکہ احناف نزدیک دوسرے سجدہ کے بعد رکعت میں تاخیر کرنا روا نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہ احناف صلوٰۃ التسبیح کی چاروں رکعتوں کو ایک سلام کے ساتھ پڑھتے ہیں لیکن شوافع دو رکعت علیحدہ علیحدہ دو سلاموں کے ساتھ پڑھتے ہیں مگر دونوں جملہ چار رکعات ہی ادا کرتے ہیں۔

بعض بزرگوں کا قول ہے کہ دن کے وقت احناف ایک سلام کے ساتھ اور شوافع دو سلام کے ساتھ یہ چار رکعت پڑھتے ہیں مگر رات کے وقت دونوں کا پڑھنے کا طریقہ دو سلام کے ساتھ ہے۔ لیکن عالمگیری اور رد المحتار میں ہے کہ ہر غیر مکروہ (ممنوع) وقت میں یہ نماز پڑھ سکے ہیں۔ بہتر ہے کہ چار سے پہلے پڑھیں۔ دن چار میں پڑھیں مگر بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے دن زوال کے بعد نماز جمعہ سے پہلے پڑھیں کیونکہ اس دن کی ایک نیکی شتر گنا زیادہ ہوتی ہے۔ یہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور آپ کا اس پر عمل تھا۔

اگر کسی رکن میں تسبیح پڑھنا بھول جائیں یا کم تعداد میں پڑھیں تو اس سے فوری متصل دوسرے رکن میں وہ تعداد پوری کر لیں اور اگر سجدہ سہو کی نوبت آجائے تو اس سجدہ سہو میں یہ تسبیح نہ پڑھیں (رد المحتار) نوٹ :- (۱) صلوٰۃ تسبیح کی فضیلت میں حضور کا یہ ارشاد حدیث میں نقل ہے کہ جب تم وہ کرلو (یعنی صلوٰۃ تسبیح کی چار رکعت پڑھ لو) تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے بچھلے نئے پرانے دانے، چھوٹے، بڑے، چھپے اور کھلے گناہ معاف فرمادے گا۔ یہاں گناہ سے مراد گناہ صغیرہ مراد ہیں کیونکہ گناہ کبیرہ اور حقوق العباد تو تو یہ اور حق ادا کئے بغیر معاف نہیں ہوتے اور بڑے گناہ یہاں گناہ صغیرہ میں بھی بڑی نوعیت کے گناہ مراد ہیں۔ ممکن ہے اس سے یہ مراد ہو کہ صلوٰۃ تسبیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ کبیرہ سے توبہ کی توفیق عطا فرمادے گا جس کے سبب وہ معاف ہو جائیں گے (مرآۃ المناہج)

(۲) صرف فرض نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کا حکم ہے۔ البتہ ماہ رمضان المبارک میں تراویح کے بعد نماز عشا میں واجب یعنی وتر کی تین رکعات بھی جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ مستحب نماز تہجد کو بھی خصوصاً ماہ رمضان میں باجماعت پڑھا سکتے ہیں مگر عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ آج کل متبرک راتوں میں صلوٰۃ تسبیح کو بھی باجماعت پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے جو درست نہیں صلوٰۃ تسبیح رات کے وقت پڑھیں بھی تو اپنے طور پر فرداً فرداً پڑھ لے سکتے ہیں۔

کرامت استعمال اگر کسی متقی مومن کو ایسی باریک عادت یا تعجب خیز بات صادر ہو جو عام طور پر واقع نہیں ہوتی تو اسکو "کرامت" کہتے ہیں۔ ایسے ہی خوارق عادات انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے بھی صادر ہوتے ہیں جو اعلان نبوت سے قبل ظاہر ہوئے تو "ارباب" اور اعلان نبوت کے بعد بھی تو معجزہ کہلاتے ہیں۔ ایسی ہی تعجب خیز بات اگر مومن واقع ہو تو اسکو "معونہ" اور اگر کسی کافر سے اس کی خواہش کے مطابق واقع ہو جائے تو اسکو "استدراج" کہا جاتا ہے۔

اولیاء کی کرامت بہت اوجھڑتی ہیں جنکا ثبوت قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ قرآن کے سورہ نماز کی آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دلی (آصف بریخا) کی کرامت کا بیان ہے کہ انھوں نے سینکڑوں میل دور سے بلقیس کا تخت پلک مارنے سے پہلے لاکر حاضر کر دیا تھا۔ اس طرح سورہ اسراء کی آیت میں نبی بی بی مريمؑ کی کہنا کی کرامت کا ذکر ہے کہ بوقت ضرورت کھانا پانی ان کے ساتھ آجاتا تھا۔ نوٹ: ولایت کیلئے کرامت کا ظاہر ہونا کچھ ضروری نہیں سینکڑوں صحابہ کرام اور اولیاء اللہ ایسے تھے جن کا ایک بھی کرامت مری نہیں۔ اس کے اچھے قرب الہی کے مرتبہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔

رضی اللہ عنہ کا استعمال قرآن مجید میں چار جگہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ یعنی (اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی) کے الفاظ فرمائے گئے ہیں۔ یہ الفاظ سورہ توبہ کی آیت میں مہاجرین و انصاریوں کے پیروکاروں کی شان میں، سورہ مائدہ کی آیت میں صدیقین کی شان میں، سورہ مجادلہ کی آیت میں مخلص مومنین کی شان میں اور سورہ یونس کی آیت میں خود خدا کرنے والے مومنوں کی شان میں ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

جس سے بخوبی واضح ہے کہ رضائے الہی کی یہ خوشخبری قرآن میں صرف صحابہ کرام کیلئے خاص نہیں بلکہ یہ بشارت ہے مخلص خدا کا خوف کرنے والے اور صحابہ کرام کے پیروکار و مومنین کیلئے بھی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

لہذا "رضی اللہ عنہ" کے الفاظ صحابہ کے علاوہ ہر سچے مخلص متقی مومن یعنی اولیاء اللہ و علماء حق و صالحین اور بزرگان دین کے ناموں کے ساتھ بھی لکھے جاسکتے ہیں۔ سورہ مدثر میں ان الفاظ کے لئے ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٖ ہے جس میں الفاظ "مَنْ خَشِيَ" عام مراد لے کر بزرگ کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ بزرگان دین کے ناموں کے ساتھ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لکھ کر غیر کے الفاظ بھی لکھے جاسکتے ہیں۔ البتہ اگر کوئی صحابی یا متقیہ خاتون فوت ہو جائے تو اس کی جگہ ہاکی مومنہ ضمیر لکھی جاتی ہے۔ (تفسیر نعیمی)

مختصر تذکرہ

(ان صوفیہ کرام کا جن کے اسما و اقوال کا حوالہ ”سراسر“ میں ہے)

صوفیوں کے نام اور ان کے احوال و مناقب

نویسہ
مکتوبہ
مکتوبہ

حضرت شفیق بلخیؒ شفیق نام ابوعلی کنیت ہے۔ بلخ کے مشائخ متقدمین اور طبقہ اول کے صوفیہ سے ہیں پاکیزہ نفس سخی حنفی المذہب تھے مشہور زمانہ امام زفرؒ کے شاگرد و شاگرد ہیں۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؒ سلطان ابراہیم ادمؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ جیسی حلیل القدر بزرگوں کی صحبت سے فیض یاب ہوئے کا شرف رکھتے ہیں۔ ساری عمر زہد و تقویٰ اور توکل و قناعت میں گزاری۔ مکہ معظمہ میں حضرت ابراہیم ادمؒ سے ملاقات ہوئی تو ان سے حضرت شفیقؒ نے پوچھا: معاش (دروزی) کے معاملہ میں کیا کرتے ہو تو جواب ملا ”مل جاتا ہے تو شکر اور نہیں ملتا ہے تو صبر کرتے ہیں“۔ یہ سن کر حضرت شفیقؒ نے فرمایا ”ہمارے پاس کے کتوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں“۔ پھر انھوں نے حضرت شفیقؒ سے دریافت کیا کہ آپ کیا کرتے ہیں تو فرمایا کہ جب ہم کو کچھ مل جاتا ہے اٹھا کر کے دوسروں پر صرف کر دیتے ہیں اور نہیں ملتا تو شکر کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم ادمؒ نے آپ کا سر چوم لیا اور کہا واقعی آپ شیخ معرفت ہیں۔ آپ کو صوبہ ختلان میں شہید کر دیا گیا۔ آپ کا سن شہادت سیفۃ الاولیاء میں ۹۵۱ھ یا ۹۵۲ھ مخبر الاملین میں ۱۰۸۰ھ اور لغات الانس میں ۱۰۸۱ھ لکھا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ یحییٰ بن معاذ نام البزکریا کنیت اور واعظ لقب تھا۔ طبقہ اول کے مشائخ صوفیہ سے ہیں جو تیسرے صدی ہجری میں گزرے۔ آپ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ”آپ کا ایسے لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں پہنچ کر سکو نماز پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے“ آپ نے فرمایا ”مگر رسیدہ اندام بدو زخ رسیدہ آئندہ“ یعنی یہ لوگ قبروں تک پہنچ گئے ہیں اور معراج تک پہنچنے والے ہیں۔ خلیفہ المتعد علی احمد عباسی کے عہد میں مقام نیشاپور ۲۵۸ھ ہجری میں آپ کا مال ہوا اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ تصوف میں ”کتاب المہدین“ نامی عربی کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ

طیفور بن عیسیٰ بن آدم آپ کا نام و نسب اور کنیت ابو یزید ہے۔ آپ کے دادا بت پرست تھے پھر اسلام قبول کئے۔ آپ کی ولادت ۳۳۶ ہجری میں ہوئی۔ آپ اولیاء کبار اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے خلفائے عظام میں سے ہیں۔ شیخ یحییٰ بن معاذؒ اور شیخ خضرانہؒ کے ہم عصر تھے۔ حضرت شفیق بلخیؒ کو آپ نے دیکھا مگر شرف صحبت حاصل نہیں کیا۔ نزع کے وقت بارگاہ الہی میں التجا کے یہ الفاظ آپ کی زبان پر تھے ”الہی میں نے تجھ کو یاد کیا مگر غفلت کے ساتھ اور میں نے تیری اطاعت کی مگر قصور اور کوتاہی کے ساتھ“۔ ان کلمات کے بعد ہی تاریخ ۵ اشعبان ۳۶۱ ہجری بروز جمعہ آپ کا وصال ہو گیا اور بسطام میں مزار مبارک ہے۔ آپ نے اپنے ایک کردی عالم استاد کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر استاد کے مزار سے بہت نیچی رکھی جائے جس کی تکمیل کی گئی۔

حضرت جنید بغدادیؒ

نام جنید بن محمد بن جنید کنیت ابو القاسم اور القاب قواریریؒ طائوس العلامیؒ کے علاوہ زجاج اور خزاز کے لقب سے بھی یاد کئے جاتے تھے کیونکہ آپ کے والد شیشہ فروش تھے۔ آپ کا مولد بغداد ہے لیکن آپ نے نہادند (ایران) میں سکونت فرمائی۔ عقائد میں آپ حضرت سفیان ثوریؒ یا ابو ثورؒ کے پیرو تھے جن کا شمار امام شافعیؒ کے اکابر تلامذہ میں ہے۔ اپنے اہل علم و شیخ سری سطلیؒ کے علاوہ شیخ عمارت محاسبیؒ اور شیخ محمد قصابؒ کی صحبت سے فیض تلمذ حاصل کیا۔ آپ کو صوفیوں کا امام تسلیم کیا گیا ہے اس لیے ”سید الطائفہ“ کے معزل لقب سے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ تاریخ ۲۴ رجب ۲۹۶ ہجری بغداد میں آپ کا وصال ہوا اور وہیں آپ کا مقبرہ ہے۔

حضرت عبداللہؒ

عبداللہ بن علی نام ابو نصر کنیت اور لقب سراج ہے ”طوس“ وطن ہے۔ عربی زبان میں تصوف کی قدیم ترین کتاب ”کتاب اللع“ آپ ہی کی تصنیف ہے جس میں تصوف کی حقیقت، عارفوں اور صوفیوں کے مقامات اور ان کا اثبات قرآن وحدیث سے، کرامات و خوارق عادات صوفیہ کا ثبوت، احوال صوفیہ کی تشریح اور معطلات و تعلیمات صوفیہ کی توضیح پر مقالات اور تقریریں دو صوفیہ کرام کا تذکرہ ہے۔ ۳۸۸ ہجری میں وصال ہوا۔

حضرت قاضی عیاضؒ نام عیاض بن موسیٰ کنیت ابو الفضل اور عام طور پر قاضی عیاض کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک خاندان دراصل یعنی ہے لیکن چونکہ ۹۹۶ھ ہجری میں بمقام سببہ پیدا ہوئے اسلئے سببہ بھی کہلاتے ہیں۔ اپنے شہر کے علما سے فاضلین سے علم کی تحصیل کی پھر اندلس کا سفر کیا اور وہاں کے بالکال فقہاء و محدثین سے فقہ و حدیث و دیگر علوم حاصل کئے خصوصاً فقہ حدیث، نحو اور شعر گوئی ان چاروں علوم میں کمال پیدا کیا۔

آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ "مشارق الانوار علی معارج الآثار" بلندیہ کتاب ہے اور اکمال العلم فی شرح منہج بھی آپ کی عظیم تصنیف ہے مگر سب سے زیادہ مشہور و مقبول آپ کی کتاب "کتاب الشفا بتعريف حقوق المصطلحات" واصلی اندلیۃ دہلی ہے جس کے پڑھنے سے روح میں بالیدگی اور ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور صاحب ایمان کا سینہ عشق رسول کاملینہ بن جاتا ہے۔ ۵۴۴ھ ہجری میں بمقام مراکش آپ کا وصال ہوا۔

حضرت امام غزالیؒ احمد بن محمد نام، ابو حامد کنیت اور زین الدین لقب ہے۔ دنیا سے اسلام میں آج حجۃ الاسلام کے محفلِ عقب سے مشہور ہیں۔ ابتدا میں لوس اور نیشاپور میں تحصیل و تکمیل علم فرمائی۔ نقوف میں آپ کی ارادت شیخ ابو علی فارسیؒ سے ہے۔ نظام الملک وزیر ملک شاہ سلجوقی کے دربار میں علماء و فضلاء سے مناظروں میں اپنا لوہا منوالیا۔ ۵۰۴ھ میں بغداد آئے تو اہل عراق آپ کے دانشورینہ بن گئے۔ مدرسہ نظامیہ بغداد کی تدریس کے فرائض آپ کے سپرد کر دیئے گئے۔ بڑی عزت اور مرتبت حاصل ہوئی لیکن اس ظاہری شان و شوکت کو ترک کر کے ۵۲۰ھ ہجری میں بعد اداۃ فیض حج ملک شام کا سفر فرمایا جہاں ایک عرصہ تک معتمد رہے پھر بیت المقدس، مصر اور اسکندریہ سے ہوتے ہوئے شام واپس آ گئے۔ بعد ازاں نیشاپور لوٹ آئے جہاں کے مدرسہ نظامیہ میں کچھ عرصہ درس دیا اور گرامیہ کتب تصنیف فرمائی جنکی تعداد کئی سو تک پہنچتی ہے۔ تفسیر جوامع القرآن، یاقوت التاویل نیز چالیس جلدوں میں مشکوٰۃ الانوار وغیرہ بھی کتابیں داتعی جوامع و یاقوت سے تولنے کی سعی ہیں لیکن آپ کی زندہ جاوید عقیدۃ المثال تصنیف عربی زبان میں کلمہ گئی "احیاء العلوم" ہے جو دنیا بھر میں آج بھی غیر معمولی مقبول ہے اور جس کی اس تک کئی شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔

یہ کتاب چار ارکان (جلدوں) پر مشتمل ہے۔ ہر رکن میں دس دس ابواب اور ہر باب میں چند تفصیلات ہیں۔ آپ کی دوسری مقبول کتاب کیمیائے سعادت فارسی زبان میں تقوف کی لاجواب تصنیف ہے جو احیاء العلوم کی ہی تخلص ہے جسکو بزرگان سلف اور شاہنشین عظام کے واقعات و ارشادات کے ذریعہ نہایت دلچسپ اور دلکش بنا دیا ہے۔

آخر عمر میں اپنے وطن (طوس) واپس آ گئے جہاں صوفیوں کیلئے ایک مثالی خانقاہ اور طلباء کیلئے ایک مدرسہ تعمیر فرمایا اور آخری وقت تک قرآن و اسلام کی خدمت اور رشد و ہدایت کے ذریعہ صاحبان دل کی صحبت میں مشغول رہے اور تاریخ ۴۴۲ھ حادی الاخری ۵۵۵ھ ہجری آپ کا وصال ہوا۔

حضرت نجم الدین رازی نام عبدالقدیر بن محمد کنیت ابو بکر ہے لیکن دنیا سے تقوف میں نجم الدین دایہ کے عرف سے مشہور ہیں۔ آپ کا شمار ساتویں صدی ہجری کے صوفیہ مشائخ میں ہوتا ہے۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کے خلفائے عظام میں سے تھے۔ بہتر رہے میں پیدا ہوئے لیکن انقلابات زمانہ سے جنگیں خاں کے صلہ کے وقت،

خوارزم سے نکل کر روم چلے گئے۔ شیخ صدر الدین قونیوی اور مولانا جلال الدین رومی کے تفسیر صحبت سے بہرہ ور ہوئے صاحب تصنیف تھے۔ کشف حقائق اور شرح دقائق میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ تفسیر بحر الحقائق کے علاوہ، ساتویں صدی کی موکرات الاراکت بمرصاد العباد من المبدأ الی المعاد آپ ہی کی تصنیف ہے جو زبان فارسی

۶۲۰ھ ہجری میں شہر سیراس میں لکھی گئی جس کے مقدمہ میں آپ نے مختصر ازیں کر یہ کتاب آپ نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی تعمیل ارشاد میں لکھی تھی۔ مرصاد العباد یا پنج ابواب پر مشتمل ہے اور جہاں چالیس تفصیلات ہیں۔

ہر بات کا استدلال نص قرآنی و حدیث سے کرتے ہوئے تقوف کے تمام مسائل کا اس خوبی سے احاطہ فرمایا ہے کہ ان خوبیوں کی بدولت ہی صوفیہ کرام نے اپنی تصانیف میں مرصاد کے اکثر حوالے دئے ہیں اور اپنے مہدیوں کو اس کے مطابق نالید کیا۔ آپ کا وصال بغداد شریف میں ۶۵۴ھ ہجری میں ہوا اور شوشنیزہ بغداد میں اسی مقبرہ کے باہر آپ کا مزار مبارک ہے جہاں شیخ جنید بغدادیؒ اور شیخ سمری سقطیؒ آرام فرما ہیں۔

حضرت جلال الدین رومیؒ

نام جلال الدین لقب محمد ہے، پنج میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت لغات الانس میں
 ہجری ۶۱۳ھ لیکن غزنیہ الاصفیاء میں ۶۰۴ھ ہجری لکھی ہے۔ روم میں تربیت پلے۔ پنج برس کی عمر میں روحانی
 اشکال، ملائکہ و جنات آپ کو نظر آیا کرتے تھے۔ فقر میں بلند درجہ رکھتے تھے۔ طریقت میں اپنے والد ماجد حضرت
 بہاء الدین کے مرید تھے بعد میں حضرت شمس تبریزیؒ سے فیض صحبت حاصل کیا جن کے دامن سے وابستہ
 ہونے پر اپنے مشورے کے ذریعہ اس طرح افتخار کرتے ہیں ۵

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نہ شد

تاریخہ جاری الاخریٰ ۱۳۷۱ھ ہجری بوقت عزت آپ نے وصال فرمایا۔ مزار مبارک "قونینہ" ہے نیش میں بزبان فارسی تصوف کے موضوع
 پر آپ کی تین تصانیف ہیں۔ ایک "توفیہ مافیہ" جو معرفت سے بھرپور آپ کی تعاریر کا مجموعہ ہے۔ دوسری ہے
 "مکتوبات پیر رومی" جس میں معاصرین و اہل اہل کے نام مکتوبات میں تصوف اور طریقت کی تعلیم اور تشریح ہے سادہ
 تیسری کتاب "مجالس سبعہ" رموز طریقت پر آپ کے ان مواعظ کا مجموعہ ہے جو آپ مخصوص زمین ایام میں ہزاروں
 افراد کے سامنے بیان فرماتے تھے لیکن دنیا بھر میں مشہور آپ کی وہ ثنوی شریف ہے جس میں آپ کے منظوم و
 دل لیش ہموانیہ افکار کی بنا پر آپ کو اکابر مرقیہ میں شمار کیا جاتا ہے اور جو ثنوی محضی کے نام سے معروف ہے
 حضرت فخر الدین رازیؒ نام محمد بن حسین بن حسن بن علی القیمی الطبرستانی الرازی، کنیت ابو عبد اللہ اور
 لقب فخر الدین تھا مفتی المذہب تھے۔ رمضان ۶۷۱ھ ہجری میں بمقام رے پیدا ہوئے۔ پہلے اپنے والد سے تعلیم حاصل
 کی جنکی وفات کے بعد حضرت کمالیؒ سے درس لیا پھر حضرت حمزہؒ سے تعلیم حاصل کیا۔ مختلف علوم میں کمال حاصل کیا خصوصاً

منقولات اولیٰ کلام میں ماہر تھے۔ موثر و عطا و معقول استدلال میں اپنی آپ نظیر تھے۔ خواہند ماوراء النہر اور خراسان کا
 سفر کیا اور بڑی عزت اور مال و دولت پائے سلطان شہنشاہ الدین غوری اور سلطان محمد بن خوارزم شاہ نے بڑی قدر کی
 کئی کتابوں کے مصنف ہیں جو فقہ، تفسیر، کلام اور حکمت پر لکھی گئی تھیں متوفی کن کی کتابوں کی شرحیں بھی لکھیں لیکن سب سے مشہور آثار
 آپ کی تیس جلد پر مشتمل "غنیہ کبیر" ہے۔ حضرت نجم الدین گرجیؒ سے بیعت تھی۔ علی الغلہ کہ در ذنبہ ۷۷۱ھ ہجری کو ہرات میں وصال ہوا مزار

ماخذ

(مستبحر کی شخصی لائبریری میں موجودہ کتب جن سے تالیف ہذا میں استفادہ کیا گیا)

- | | |
|---|--|
| ۱. کشف المحجوب | ● شیخ علی جوہری داماد گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ |
| ۲. عوارف المعارف | ● شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۳. احیاء العلوم | ● حجة الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۴. کیمیائے سعادت | ● حجة الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۵. تذکرۃ الاولیاء | ● شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ |
| ۶. بہجۃ الارواح و معدن الانوار | ● شیخ نور الدین علی بن یوسف حیدر اللہ فی الشطنوفی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۷. نفحات الانس | ● عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۸. اخبار الاحیاء | ● شیخ عبدالحی محمد تہدیلوی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۹. قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر | ● محمد بن یحییٰ التادفی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۱۰. حیات جاودانی | ● عبد الستار رحمۃ اللہ علیہ |
| ۱۱. خزینۃ الاصفیاء | ● غلام سرور مرحوم |
| ۱۲. مفتاح الحقائق | ● سید سلطان محمد الدین پادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ |
| ۱۳. غیاث اللغات | ● محمد غیاث الدین مرحوم |
| ۱۴. منتخب اللغات | ● عبد الرشید الحسینی المدنی مرحوم |
| ۱۵. المورد | ● منیہ العجلبیکلی |

قطعہ تاریخ

منجانب قاری قاضی سید شاہ احمد علی صوفی قادری فرزند اکبر حضرت میر تقی
(بیانہ) میکائیل انجیز سیدی عرب

تحریر فی نظم

۱۹۹۰ ع

غوثِ اعظم کی ہے تالیف جو سر الاسرار
بالیقین فنِ تصوف کل ہے علی شہکار
صدق و اخلاص سے جو بھی ہے پڑھ لے اگر بار
نشہ یادہ عرفان سے ہوا وہ سرشار
مہرِ حق بھی ہے شریعت بھی طریقت اس میں
اور حقیقت کے جواہر کا ہے بحرِ ذخار
جس کو جو پھول پسند آئے وہ اگر چن لے
سارے گل ہائے تصوف سے سجاہے گلزار
ترجمہ والد ماجد نے کیا خوب اردو
جب ہوا اہل طریقت کا نہایت اصرار
اس کے انوار سے روشن جو ہوئے قلب و نظر
ترجمہ ہو گیا موسوم بہ ”نورالانوار“

کہو بے ساختہ تاریخ اشاعت احسن
”سر الاسرار“ کا آئینہ ہے ”نورالانوار“

۱۰۴۱ھ

